

1510

ہست وچسپ ہے اپنی کمائی
کو تو ہم سنا میں کچھ کہیں سے

CHECKED
ڈاکٹر کی طبی

سر ڈاکٹر اسکاٹ کے تاریخی ناول - سر جنس ڈاکٹر کا لکھنؤ کی

شعبہ تعلیمین ترجمہ

1900

حصہ

ایسٹ انڈیا کمپنی اور شیو سلطان والی میو کے زبانی کے

تاریخی حالات و تاریخ سیرایہ میں بیان ہو ہے ہیں

حسب فرمائش

بابو ہر چند اس مناجار گو بکسیلر و پلیٹر انجین آباد یارک لکھنؤ

Checked

198

باہتمام

سیٹھ گندن لال مالک مطبع

سیٹھ گندن لال پریس لکھنؤ میں چھپا

ملاحظہ ہو

۱۱

مختصر فہرست کتب اول وغیرہ کتب خانہ بھارگو سکول ٹیچر پوسٹل بالکھنہ

مرد میدان کامل ہر حصہ

درجہ پولیٹک کے دارالسلطنت وارسا کے عجیب
غریب تاریخی واقعات روسیوں کے ظلم و ستم کے عبرت
ناک حالات نہایت ہی دلکش پیرایہ میں بیان ہوئے
ہیں۔ عشق و محبت کی چاشنی پر مٹی ہوئی طبیعتوں کی
دل بستگی کیلئے مجسمین ہن کے حسن گوسوز اور
جانباز رالفو کی عشق و محبت کے دلغریہ واقعات بھی
موجود ہیں۔ ایک طرف روسی سپاہ اور جوانان پولینڈ
کی خوفناک مہرکار ریسوں۔ دوسرے رالفو کی حیرت انگیز
کارروائیوں کا ذکر تصویر حیرت بناتا ہے۔ تودور پٹر
عاشق و معشوق کے راز و نیاز کا مسرت خیز منظر دکھو
نے قابل ذکر دیتا ہے غرض کہ ایک ایسا ایلم ہے جس میں شو
ساز ریاضت حیران حیرت ارام۔ درد و درمان ناکامی
و کامیابی ہر واصل وغیرہ مختلف قسم کے صد ہا نوٹوں نظر
آتے ہیں۔ ترجمہ رنگ بھی نہایت شائق اثر ہے
ترجمہ ۱۰۰ صفحات (قیمت تین روپے)۔

دھوکا یا طلسمی قانون

انگلستان کے جادو نگار مصنف جی وولبرینالڈس کے
دغریب نتیجہ خیز ناول اسٹوڈیو تھینرک کیس کا اردو ترجمہ
جس میں ولادیزیر پیرایہ میں دکھایا گیا ہے کہ دنیا کے معاملہ
کا نظارہ کچھ اور باطن کچھ اورادی نظر میں جو کچھ نظر آئے
اس پر اعتبار کر کے اسے قائم کرنا چاہیے۔ سلسلہ
دار قصوں کی دلچسپی بغیر ختم کے کتاب چھوڑنے کی

اجازت نہیں دیتی۔ مترجمہ ڈیٹر اودہ پنج قیمت

اشک حسرت

نہایت ہی دلچسپ معنی خیز فسانہ جس میں پردہ و رقعہ
بیوگان کی ضرورت میں درد انگیز اور موثر پیرایہ میں لکھی
ہیں۔ لورن جذبات کی جو بہ تصویر کشی کی گئی ہے۔
جو بے پردگی کی بدولت شرم و حیا عفت و عصمت
کا خون کرتے ہیں اور ان مشکلات کا پورا چرچا بتا رہا
گیا ہے جو یہ کہ کو دبے میں ڈال رکھنے سے پیش
آتے ہیں مصنفہ جنابے حشی نگر امی قیمت ۷

رزم و نرم کامل ہر حصہ

اردو زبان کا ایک تاریخی اچھوتا ناول قبیح کے دلی
راجہ جے چند اور سلطان شہنا بلبلدین فتح ہندو
شکست فتح کا باثر قصہ۔ عازیان
راجپوت کی شجاعت و لیاقت کا اعلیٰ نمونہ حسن
راز و نیاز عشق کے سوز و ساز کی اصلی تصدیق
قصہ کی عمدگی مضامین کی بندش نہ کھنکھنے سے ظاہر
ہوگی مصنفہ منشی امرو علی صاحب مصنف
البرٹ بل وغیرہ۔ (قیمت دو روپیہ)

شیر

نئے رنگ نئے طرز کا فسانہ۔ ایک نہایت سچے فاسی
زبان کے قصہ کا ترجمہ بہت ہی پر اثر نہایت ہی
معنی خیز۔ بلا کا دلچسپ از لیس قابل دید ہے۔ ممکن
نہیں کہ ایک بار پڑھ کر دوبارہ پڑھنے کو ہی نہ چاہیے

ڈاکٹر کی بیٹی

تک کی گھر کی بوڑھیں بھلوانا یا پیسہ رکھنا جانتی ہیں ذرا ذرا سی بات میں ڈاکٹر کی بیٹی
نہیں مگر تین اگر خدا نخواستہ کسی شخص کو بھجوانے زیادہ تیار یا کسی اور جگہ سے بھجوانے
تو البتہ ڈاکٹر صاحب کی تلاش ہوئی ہو مگر باہر سے نہ تو حکومت نہ کسی کے خاں سے
مکان پر نہیں کہ اسے تو ڈاکٹر صاحب کو قرب و جوار کے وہاں ہیں جانا پڑا نہ وہاں
کی وہ گھٹا آدمی رات کی کوہ مار کی کہ خدی بنیاد راستہ وہ پولنگ کہ معاذ اللہ ایسا مکان
دن دو ہر دو بجائے اس بالکل نا تجربہ کار ہو سو سم کرو میں دم توڑ دے مگر ڈاکٹر صاحب
چین کہاں کو گئے پر سوار اس تھا میں سب سے بہتر خدا کا راہ گئے گئے گئے گئے گئے
میں رہتا ایسا شک کہ ذرا بھی پافون پہلے تو غراب سے دل دل میں ذرا اچھوٹے سے پہاڑ
سے بدھیمہ خیر جب ان جھپٹوں کو جھیل جھالک ڈاکٹر صاحب کی محنت ٹھکانے کی خدا خدا کر
مسافت طے ہوئی نہیں انقصود یہ ہوئے تو خدمت یہی کہ یا تو کسی مذہب کو یا تو کسی کو
کی صورت دکھانے والی کا کام کریں یا کسی کو مفارقت دے یا یعنی عہد کے سفر سے ذرا تھکے ہوئے
طہ یہ کہ سب غریب طلبہ پر زور پڑا ہے گھر میں بھولی لکھا نہیں اگر کسی نے عزت کے کارنامے
کی کہانی بیٹھے کی بجائی ڈاکٹر صاحب کے نظر بھی کی تو ان کو وہاں زیادہ بھلا کر آتا ہے
انکار کرنے میں محنت جھانکا گیا کہ وہ آگ بھٹ دے آگ میں مڑ مڑا کر یا کس طرح
جنوں نے عشرت و عشرت وہ تو کفارہ چکھا تھا وہاں سے کہ اگر تھکے کہ وہ گشت کی مسافت
میں پھنسا دیو گئے سوئے دھونے تھا عہد پر حشر قبول مگر خدا نہ کرے کہ کسی بچا کر یہاں کے
ڈاکٹر کی طرح گلی گلی خاک چھاننا نصیب ہو صاحب مدد سے اپنے حالات بیان فرمادی ہیں جو
ایک ذرا اپنے مکان پر نہیں کہ اس کے فیصلہ پر جانا پڑا تمام رات جاگتا رہا ایک عورت بھاری ہو
کی ماری جان ہو عا ربی تڑپ رہی تھی بلکہ خدا خدا کر کے جاگ رہی تھی اس انتخاب کو وہاں
ادب صاحب زلہہ لکھتے ہیں پر قدم رکھا عورت کی جان کی گھر میں شب بیداری اور خدا کی
کے ملاحظہ میں ایک اوبالا ہوا لہو اور کھوڑا بہرہ زدہ ملا (زہبہ نصیب) کی یہ کہ کوئی سمیت
کچھ اور حشرات حاجت زدانی عالم میں ویسی ہی دسوزی اور باغیشتانی کر کے رہے
غضکہ تمام خطہ سکالند میں کوئی مخلوق ایسا نہیں جسکو محنت زیادہ پڑی اور محاذ کم یا
اگر کوئی تو ڈاکٹر صاحب کا گھوڑا چلنا بہت اوبھانا شہزادانہ نہ گھاس سواری تو تو
ڈاکٹر صاحب کو موضع مدالاس واقعہ اضلاع متوطا سکالند میں رہتے ہوئے لکھی تھی

کے دن قلعہ آمدنی اور دواؤں میں پورے کرتے تھے عمرہ جالیں سے کہہ چا سبے رہا شہین
 روز محنت اور بوجھشانی پر آمادہ۔ صطرب خوب لی لگا کر کرتے۔ دینیوں کو غنا دیتے تھے شخص
 اور کوئی کا کوئی دقیقہ اوٹھاتا رکھتے۔ رفتہ رفتہ اس قدر شہرت حاصل کی وہ بیانت ہم سہو بخانی
 کہ لوگوں کا کہنا کرتے تھے اس لیے طیب دوق ہو کر تاق ہے اور چاہے میں بڑی اوقات ضائع
 کرتے ہیں اس لیے شہر میں جا کر تمام کے یا لون پر گدا لے سطرط اس قدر ہو گیا ہے کہ صطرب
 یا سجت۔ آمدنی کی ترقی اور سین سے زندگی بسر کر رہا ہے کہ طبع میں لایا گئے، اگر صاحب
 کام اور نہایت سادہ قرار آتی پال سے آتی تھے کلک سے نفرت شان پورکت سے گزر۔
 بے لوثی صاحبیت سے حساب خوف سے بے سزا کی محبت پر جان و مال جو کچھ وہ
 سلام آ کر پڑے دو رہا ہے۔ آدی کام بھرے مگر نہ بھی لکھو جو دوسو جہانہ کے کسی
 پہلو خواہ نے سو جہانہ ایک اور نے سہی روکھانی میں اکثر دینی قدر و منزلت زیادہ
 اور شہرت طرہ جانی ہے۔

اکثر نے آمدنی دہن زردیہ سا نہ سے زیادہ نہ تھی چونکہ آدمی تھے نہایت عقلمند
 بہ بقدر علم رکھتے تھے خواہشیں محدود کہ صرف آمدنی سے زیادہ نہ عقلمند و لکا قول کہ
 جتنی کم لی دیکھو اتنی زیادہ پھیلاؤ۔ اس دہن زردیہ کی آمدنی کی واسطے ڈاکٹر صاحب
 کو سال بہن یا کچھ ہزار کوس کی مسافت طے کرنا پڑتی تھی دو گھوڑے بھی نہ تھے
 نے مول لیے تھے بعد محمد نے ڈاکٹر صاحب کی طبیعت تنہائی سے کبھرا
 کسی موس نگاروں تلاش دامیلہ ہوئی کانوں کے ایک خریف کی صورت دلیہ کی
 دلچہ کہ پیغام بھجوادہ بھی راضی ہو گیا چلیے شادی ہو گئی اب کیا تھا میان بی بی کی
 نہایت چین سے گئے تھے لکھ صاحب کی آمدنی پانچ روپیہ ماہوار اور خیرات فیصل
 سے چھ روپیہ باہر اولادین۔ عرض کہ بی بی کی تودہ اتنے بھی کم زرات کھرا بے لی جاتی
 تھی کہ جس شخص کی آمدنی سو سو روپیہ ماہوار کی ہو اس کے گھر میں وہ ہو گا جو راہ
 کے میان ہی ہو گا آدمی آمدنی کو دولت غیر مرقبہ سمجھ کر سن سال کا بچہ لکھ لکھ لکھا
 اگرچہ کہ کانوں کے تو جوان لوگ ڈاکٹر صاحب کو بڑا ڈاکٹر کہتے تھے ہیں شاہی
 ہے ڈاکٹر صاحب کی خانہ آبادی تو چونکہ سب سے کام آرزو بدو ملو سے بڑی
 نوا یعنی کوئی اولاد جس سے انکو نور دل کو سرور پیدا ہوئی ڈاکٹر صاحب

نے اکثر لوگوں کو دریا کے کنارے مریں بنایا تھا گا افسوس القاسم محروم انہی واسطے کوئی نسخہ ہاتھ نہ آیا مشیت ایزدی سے بندہ مجبور نہ معلوم اسے کیا بہتری نصیب ہوئی ایک روز گری کے موسم میں شام کی وقت کیا دیکھتے ہیں کہ تین ضیعت عورتیں داکٹر صاحب کے دولت خانہ کی طرف بیٹھ کر دوا دیکھ رہی تھیں داکٹر صاحب کے مکان کا صدر دروازہ لب ٹرک سے کسی قدر بہت کھڑا قطعہ زمین بطور صحن پیش دروازہ سے ایک ٹوکے پھوٹے احاطہ سے گھر دوسرے اونچے پر اتار پلے میں دس سس بھولیوں کے درخت لگا دیے تھے وہ یہی داکٹر صاحب کا نظرباغ کہلاتا تھا۔ دروازہ پر انہی سس بھولیوں کی لگتی تھی جس پر چین گریے ایم اے۔ ڈاکٹر وغیرہ وغیرہ لکھا تھا۔ اون غور توں کو اس طرح بے تحاشہ دھڑے ہو سکے وغیرہ کے دو چار بے فکر سے نہ جوان شراب کے نشہ میں مست و قریب کے شراب خانہ سے نکل کے خوب زور سے تھقبہ لگانے اور تالیاں بجانے لگے ایک نے کہا داہ بیواہ کیا کہنا۔ ذرا سنبھل کے رہاں کہیں کون جانتا ہے کسیکے ہاتھ بازی رہتی ہے دوسرے نے کہا بھائی حوائے کل جاسکی من ایک ٹکڑا آسکو وڈ لگا غرض کہ یونہی جو جسکے جی من آیا کہنے لگا۔

ڈاکٹر صاحب کی بی بی نہایت بھولی بہالی سیدھی سادی نیکھت تھیں۔ چوٹی۔ شور و غل کے فوراً انھیں اور ڈاکٹر صاحب کو پکارا کہ لیسٹر ذرا اوپر اگر دیکھو تو ایک ٹامسن لگی سسٹن اور ایسٹن چپ کس زور سے دوڑتی آ رہی ہیں گویا ٹرپ باندھ کر دوڑی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بھی پارہ پڑے۔ جی دروازے سے سفر سے لست بیت چلے آتے تھے کوٹ تھیلان اور تارکے زشتان کے سامنے روک گئے۔ گویا اسٹے بھیلایا تھا یہ خبر سی فوراً سمجھ گئے کہ چھوٹے مطلب ہو گا کوئی نہ کریں اگر آتا ہے مگر خیریت اتنی ہے کہ تیر لالے والے بستر سے کسی ظاہر تیار ہو جائیں ورنہ جانا پڑے گا۔ یہ سوچتے ہوئے ڈاکٹر صاحب دروازہ کے قریب پہنچے کہ لگی سسٹن بھی سامنے آ گھڑی ہوئی اس نے دوڑ نکلی بازی تو جینی لکیرا سیمہ مضطربہ جو اس بجالا تر دیان پہنچی ہائینے ہائینے دم ہول کیا تھا منہ سے آواز مطلق نہ نکلتی تھی سر سے ڈوڈیہ اٹک اور اجاتا تھا سنہالنے کی طاقت نہ تھی بوسے ہی بہت کوشش کی مگر گویا زغائب اس نے میں پک ٹامسن پہنچی اور پکاری۔ سیدھی لیڈی

فی الحال وہ اللہ ہی سے توی رکھا گیا۔ جو اپنی خدمت میں اس وقت ظاہر کیا گیا جتنے بہ
 ہوں شخص نے تاکید کہا کہ ڈاکٹر صاحب کی طرف سے ہرگز خوف نہ کیجئے گا اور وہ بڑے
 بلا تکلف ایسے کیجئے گا مگر جتنی جلد ممکن ہو انکو سفر کے لائق کر دیجئے۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ
 کل انکو مرنے کا وقت تھا لیکن میرا اختیار نہیں تھا کی جو مرضی ہو۔ وقت دیکھو یہ سے سر ہو جاوے
 نہیں ہو سکتا جب تک کا نتیجہ بکری نہ ہو کہ یہ نہیں فرمے گا کہ نہ پالتے ہیں نہ پالتے ہیں نہ پالتے ہیں
 غم و ہمت کو خدا نے ٹہری طاقت بتائی ہے یہ کہ ایک اور بھائی شرفین کی بالٹ سے لے کر
 ڈاکٹر صاحب پر پیشکش کی ڈاکٹر نے منسوب ہو کر کہا کہ اب میں آپ جھٹ کا معافہ کر سکتا
 میں مولا نہیں لے سکتے جو چاہئے خود پیشتر دیا جو وہ اپنی خبر گیری اور قریبی لوازم ضروری
 کے واسطے کافی ہے اور روپیہ آپ سے کسی جلد یا بعد نہ لینا میری دفعہ کے خلاف ہو
 حتی الامکان گنت اور جالغنائی میں کوئی پیچیدہ اور نہ گھوٹا آپ کو نظر جمع نہ کیجئے
 انشاء اللہ بہت جلد سفر کے لائق ہو جائیں گے آپ پر جسے تمام شرفین جو ان میں سے ایک ہیں
 عائد ہوں تا یہ اس وقت کی ضرورت ہو ابھی ہم نے نہ کیا اسطے والی چیز کے لئے نا
 ہو کہ ان کا کچھ ضرورت نہیں کیا ان باتوں کا انتظام ابھی سے کرنا لازم فرماتا ہے
 ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ اب بڑی دیر ہو چکی ہے اس لئے آپ بات اب میں لیجئے اب کوئی
 لون تو باقی نہیں رہتا کہ میں ڈاکٹر سے جواب دوں میں ان طبی جاننا ہوں کہ میں اس سے
 سارے سے بہر حال ضرور دیا مطلب تھا وہ سب سے ضروری چیز تھی کہ میں اس سے
 پاتا ہوں مسافر نے اندر سے اندر سے کہا کہ میں اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
 ڈاکٹر نے کہا کہ میں اس سے مسافر نے نہایت کڑی بات کہہ کر کہا کہ یہ بڑا عجیب ہوا جو صبح
 میں ہوا اور سطر انب ظاہر نہیں ہیں اور اس سے اتفاق کیجئے گا کہ یہ سب وہ ہیں و سب ان
 بن لائے اگر وہ یہ دیکھ رہے ہوں تو یہ ڈاکٹر نے کہا کہ اب یہ فرمائیے کہ ان کا نام کیا
 ہے میں کیا کہہ کر دیکھوں یہ جملہ ختم کو نہ ہو چکا تھا کہ مسافر نے اسے اٹھا کر دیکھ لیا اور
 ہی دفت ہم لوگ سب لیں گے اس کا کہہ کر اس مسافر نے عجب انداز سے اپنا لہجہ
 ڈاکٹر کو دیکھا اور سر اٹھ کر نظر آیا وہ ان سے بھونچا کر ڈاکٹر کی بان کو رخصت کیا
 رخ و ایک کو ٹھہری میں ڈاکٹر دیا کہ کوئی ہمارے پاس سوا ڈاکٹر کے نہ آنے پاوے
 ہر ڈاکٹر صاحب پر ہند کے کمر کی طرف چلے آتے ہیں یہی نہ کو نہایت متوجہ پایا

سادہ مزاجی اور بھولے پن کے انکا انجوب بدرجہ خوف و تردد سپورج گیا تھا بی بی نے
میان کو اسے دیکھ کر کہا کہ پچھنے سنایہ تو عجب قسم کی عورت معلوم ہوئی عیسائیوں کی طرح
ایک بات نہیں کرتی۔ ڈاکٹر نے کہا ان بان معلوم ہے۔

بی بی نے کہا کہ وہ تو برقع سے اپنا سر اور گردن بالکل چھپائے ہیں جو ہٹاؤ تو بہت بگڑتی ہیں۔
ڈاکٹر اس سے بھلو کیا مطلب تم اوں کو برقع چھپے پڑا لے رہے ہو ہمارا اس کا کیا نقصان ہے
بی بی: مقول نقصان کی آپ نے ایک ہی قسم میں شریف اور نیک چلن عورتیں
اس طرح سمجھ چائے اور عورت بنائے اس کے جدا کر لی ہیں۔

ڈاکٹر کچھ ترغیر دہی ہو گا خواہ نیک چلنی کا ہو یا جلیبی کا لکھن سے مارا یہ ازم فصلہ کا وہ
خزفہ نکلا ہے کیا برقع ہی سے کہ خواہ مخواہ اس کا دل دکھاوے لکھڑا ڈاکٹر صاحبانی
سرخ رے بستر کی جانب منتقل ہو گئے، دیکھا تو درحقیقت ایک سیاہو باریک ریتی برقع سے غفر
چھپائے بی بی پر ایسا جرقہ اکثر تہیڑوں میں کار آمد رہتا ہے یا امیر دلی عورتیں سفر میں سوال
کرتی ہیں نہ کہ ایسے مقام پر چین کی ڈاکٹر صاحب کے ہاؤس کی آہٹ اوس عورت نے سنی کہ
خوف سے کہ کہیں بی بی کی طرح ڈاکٹر بھی برقع ہٹانے کی کوشش نہ کریں فوراً اپنا ہاتھ
جھر پر رکھ لیا کہ ڈاکٹر صاحب فرانسسی زبان میں تسلی دی کہ ڈاکٹر نے نہیں آپ کا علم
بمیر و خیم بجا لائے آپ کی مرضی کے خلاف کوئی امر وقوع میں نہ آسکا آپ حقوق سے
برقع ڈالے رہے جب آپ کا جی چاہے اور اڑا ڈالے گا ہم اس کے ہٹانے کی واسطے عندکے
پہنکر اوس عورت کو ڈاکٹر سے ہوئی ہوئی ہوئی فرانسسی زبان میں ڈاکٹر صاحب کا
شکر یہ ادا کیا۔ ڈاکٹر صاحب غصہ ہوئے اور باتوں کی فکر کرنے لگے اوسین حوتوں پر
سے اوس عورت کو جو سب سے پہلے خبر لائی تھی دانی کا کام نہیں ہوا اور دوسری ٹیڑھی کی
کو کچھ عہد ملا دوسری کی پونی کو خدشہ نگاری کے واسطے مقرر کیا ایں فکروں سے بے
فکر ہو کے ایک بچے کے قرین ڈاکٹر صاحب بھر امن اوس مسافر کے پاس گئے اور بیا
ولادت فرزند ارجمند مبارک ہو زچہ بھی بخت ہے مسافر یہ خبر فرحت اثر شکر نظر نہ آیا
خوش ہوا اور کہنے لگا ڈاکٹر صاحب اوس بڑے کو عیسائی کرنا چاہئے اس کا خیر موطن
ضرور نہیں فوراً انتظام کچھ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا صاحب من کیا جلیبی ہے یہ بھی
ہو جائیگا مسافر نے قطع کلام کر کے کہا حضرت میرا تو اور خیال ہے من روں میں متھک

ڈاکٹر کی بیٹی

ہون اور چونکہ شاید مجھ کو اس بار صحت نہ ہو بلکہ اس بار میں چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا
میرے روبرو آجائے میں نے ڈاکٹر صاحب کو اس بار بھی لکھا تھا کہ میں نے یہ بیٹا
اس کا گونہ میں نے اس کے بارے میں کچھ لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے ڈاکٹر صاحب سے
چوڑا یا پھر یا اس کا ایک شخص اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
میرے سر سے اس کا ایک شخص اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
کسی بات پر لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
اوپر لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
صاحب نے اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
ڈاکٹر کی بیٹی کا نام بھی لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
فوجی اہل سگوانہ جو اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
معاملہ میں پرکھنا اب اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
جس طرح اس کا البتہ ہر وہ کہ اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
آپ خود بذاتِ خاص جو چاہے اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
میں اب کا اور اب میرا مطلب بھی ہے کہ اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
ڈاکٹر صاحب کے مکان پر یا سب لوگ معذورین کے ایک کوٹرن میں سم لیا
لڑکیکے واسطے بند کر دیے گئے جب باوری اور گواہ چلتے مسافر نے ڈاکٹر صاحب سے
کہا کہ وہ تو ابھی سفر کے لائق نہیں ہیں اور مجھ کو اس قدر ضرورت ہے کہ میں تو جا رہا ہوں میں
روز کے بعد پھر آؤنگا تب تک اس کو یہ خبر دی گئی سفر کے لائق ہو جائیگا اور یہ اپنے ہر لہجہ اور
ڈاکٹر بہلا اس لڑکے کو لکھا کہ اس کے بارے میں میں نے لکھا تھا کہ اس کے بارے میں میں نے
مسافر لڑکے کا نام رچوڑ۔

ڈاکٹر یہ تو صاحب خاص نام ہوا خاندانی نام کیا ہو گا علی گڑھ اسکی ماں کا بھی نام تھا
لیکن اب اور زیادہ تر میں اس کو اپنے مکان میں ہی نام و نشان نہیں رکھ سکتا۔
مسافر اچھا اس کو اپنے گانوں کے نظم سے پکاریے۔ مڈل پاس میں آپ کے گانوں کا نام
ڈاکٹر۔ جی بان۔
مسافر خیر تو والدہ کا نام مسٹر مڈل ماس لڑکے کا نام رچوڑ مڈل ماس اور میرا نام

نام تھوٹل ماس۔ اس کو جس چیز کی ضرورت ہو گی پہنچے گی یہ لکھنا اس سے شہر فری
 تہیں حبیب سے لگاؤ ڈاکٹر صاحب کو دینی مرڈا لکھنے لینے سے انکار کیا اور کہنے لگے اس
 سے کچھ خوف کیسے میری دلہن، میں اس پر خدمت میں سپرد نہونا چاہیے یہ رو پڑا
 بی بی کے حوالہ کیجئے وہ اپنے ہاتھوں سے خود خدمت کریں۔
 مسافر وہ نہایت بھلی بی بی صاحبہ تھیں، ناوا لکھنے دینے کے لیے ہاتھ سے پتھر
 سن راکر کوئی ٹیٹ دیکھے تو یہ بھی نہ معلوم ہو گا کہ اس شخص میں کتنا رویہ ہو گا پس
 ڈاکٹر صاحب مسرت میں رہ کر ان سے یہاں سے اور سنا نام رکھا تھا وہ خود تیار داری اور
 امور خانگی پہنچا دینے جانتیں براہ مہربانی یہ یاد رکھیں اپنے ذمہ کچھ اور بطرح
 روپیہ صرف کر لیں کہ ایسے چارگانہ جو غوات خاص میں لکھنا ملازمت کی ضرورت ہے
 یہ کمات مسافر نے کسی وقت بھی اور حالانہ ضرورت کے لئے جسے کچھ انعام کے لئے دیا
 ظاہر ہوئی تھی مسافر کے اور سپر حکمران سے بھی یہی ظاہر تھا، وہ نیز نہیں چاہتا کہ کسی
 آدمی باتوں میں دست اندازی یا کچھ ہتھیار کرے۔ غرض کہ ان سب باتوں کو دیکھ کر
 ڈاکٹر صاحب کو یقین کامل ہوا کہ یہ شخص اسے کہیں سے کچھ لایا ہے یا یہ وہ
 شخص نہایت عالی خاندان معالی دودمان اس بدولت میں مگر شاہی حیدر ہوئی ہو
 اور حال چین سے بھی یہی ثابت ہے ڈاکٹر صاحب کا فرائض تو نہایت ہی زیادہ تھیں
 یا رشا طر بہ نسبت بار خاطر ہو چکے تھے زیادہ پسند کرنے کے بہت سال بعد وہ
 کرنگی عادت نہ چھوڑی تھی یہ بھی دیکھا کہ اس عادت کے ہاتھ میں زیادہ کی
 آہو تھی نہ تھی علاوہ برتن اور کپے ہر وقت منہ زور اور محمور رہنے سے کبھی ظاہر نہ تھا کہ
 یہ بچاری مصیبت کی باری بغیر نکاح شرعی اپنے والدین کے گھر سے بھاگ آئی ہے۔
 جب تھوٹل ماس (یعنی وہی مسافر) تھوڑی دیر اس کے ساتھ ٹھکانہ میں ٹھکرا کر
 رخصت ہونے لگا وہ اور بھی تر ہوئی ڈاکٹر صاحب نے اپنے دل میں سوچا
 ہر جہاد آباد مالکشی دراز اب ان کا ختم۔ اب تو ہم تو مل جائیں گے میں یقیناً وہ
 روز کے بعد ضرور آوے گا لیکن یہ عجیب معاملہ ہے بالکل غلط اور سچ بالکل پوشیدہ
 لیکن اگر وہ شخص اس بچاری ستم رسیدہ کے ساتھ دوسرا ہی تلوک

تو چاہئے جس کا اکثر یہ عاشقوں نے غریب عورتوں کے ساتھ کیا ہے تو کیا بیاہ
 ہی گیا اور سناورہ گیا تھا میں پر کر پسند نہ کر لگا کہ وہ اسے میرے مکان میں چوڑا کر خود
 نوکر بن کر رہ جائے یہ زیادہ روپیہ چوڑا جانے سے اور بھی زیادہ شک بیدار ہوتا ہے شاید
 روپیہ دیکر اس نے اس کو چھوڑ دیا ہے خیر جو سو ہو سنا انجام بچ کر کے رہ دست ہو
 مناسب ہی ہے کہ حتیٰ اوسع ایس عورت کی بہانی کے واسطے کو شش کرین
 ڈاکٹر صاحبت ہو کر چلا گیا تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر صاحب اپنی مرضی کے موافق بن گئے
 دیکھے کیا میں نے کچھ اور ہی کیا کھنا چاہا؟ رنج کی حالت نہایت پریشان آنکھوں سے
 آنسو جاری ہو رہی تھی غاری دل میں فلق چہرے کا رنگ مٹی خوب باب باب کر رہی
 ہم چکیوں کے صدمہ سے قریب مرگ ہو رہی ہے ڈاکٹر صاحب تو ایک ہی کر گیا را
 دیدہ و کردار جس پر تجزیہ تھے سوچتے کہ اس وقت وہ ادارہ سے کام نہ لگے گا
 اس درد کا علم غیب میں عین ہی نہیں ہو رہا ہے کولو لاکے کو دین ڈال دیا مان نے
 اپنے گھٹ جگر کو افسوس میں پار گئے اول تو کہ ہر اشک سار کے بعد ازان جو امانت
 جوں کیا ہو رہی ہے سے دل کھنڈا گیا شہر کے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ پہلوی کا بچہ
 ہے پھر محبت کا کیا تھا؟ اتنا ڈاکٹر صاحب پروردہ کیسے تھے کہ لوس عورت کو سوائے
 دن گھنٹے اور منٹ گنتے کے اور کچھ کام نہ تھا کہ کب شوہر (الودہ) حقیقت شوہر تھا
 واپس آوے کبھی خستہ رنگ کر دیکھتے کبھی اپنی گھڑی اور دنگی گھڑی سے ملائی کسی
 قرب و جوار کے دیہات اور شہر و ننگا فاصلہ دریافت کرنی مگر اس حیل اور ہوشیاری
 کے ساتھ کہ کسی کو کچھ ثابت نہ ہو کسی دل ہی دل میں دنوں کا شمار کرتی تھی کچھ نو گلیوں پر
 گنتی یہ کسی اپنے شیر خوار بچہ کو دیکھ کر خوب روتی کبھی آہستہ آہستہ اوس سے باتیں
 کرتی جیسے لہجہ اور الفاظ سے ڈاکٹر صاحب کو معلوم ہوتا تھا کہ پرنگالی زبان ہے۔
 ایک روز وہی باوری صاحب اوس سے ملاقات کے واسطے آئے اول تو اس نے
 انکار کیا مگر لگی بڑی ہوتی ہے اس خیال سے کہ شاید شوہر کی خبر لائے ہوں اپنے پاس
 بلا لیا مگر باوری صاحب جیسی لمحہ بیٹھے ہوئے کہ چین بچہ ہو کر اوٹے پاؤں
 واپس آئے اور لا کھ چھپائے رہے مگر ڈاکٹر صاحب پرچہ و ابرو سے ظاہر ہو گیا کہ
 ناخوش ہیں اوس روز سے پھر کبھی باوری صاحب نے صورت نہ دکھائی اگر عورت

روز کتھک پہن کر تیار ہو کر صاحب کے نشتر لائے اور اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ایک روزہ نازنین اپنے کمر میں تنہا بیٹھی تھی کہ کوئی نوکرینا کہہ کر موجودہ سالہ سالی سے چور زبانت برقع پہنا دیا کہ اسے بین ڈاکٹر صاحب کے لئے کہہ دینے دیا اور کہہ کر چلا گیا۔ وہ رو رہی تھی کہ وہاں اب نہایت مہتاب ڈاکٹر صاحب کے لئے آیا تو میں پھر نہایت تک ٹھٹھکی رہی تھی کہ یہ شرف ہونے ہے مگر حضرت خوشی سے پرانا کیا محبت کے جوڑ سے مناسب و ناموس کو خیر باد کہہ کے غیر مذکورہ سالہ کے ساتھ پرانے چور ڈاکٹر صاحب کو اس کی حالت زاد خاطر نگاہ پر رہی تھی کہ تم کو کیا یہ حال عذر دے گی کہ وہاں پہن کر گھر میں آ کر بیٹھی بی بی اور دیگر لڑکیاں سے یہ شرف رکھ کر ان اختیارات سے اور اپنے لئے دینے پر چلے گئے ہیں اور اس روز سے کیا ہے جسے یہ خبر دینے کا قرار دیا تھا کہ کیا بیوی کی ایسی کوئی چیز دسترخوان پر نہ پڑی ہو جاتی جو نہ مناسب ہو یا جسے کھا سکتے ہیں سے حضرت میسر لائے اپنے یہ روز کو جانحت فرمائی ہے اور باتوں میں بھی سوا سے صحت جیانی اور آرام ظاہر ہونے کے بعد غلغلہ سے یہ خبر کہہ کر بیویوں بہ ہر خبر کی دہرے روز اس ماہ وقفہ نے اپنے جسم و عکسار کے انتظار میں کائے جب دوران روز ختم ہو گیا اور وہ نہ آیا تو اضطراب کھڑکوں پر ہونے لگا کچھ باتوں اور چھینے لگا لگال تنہا لے نہ سمجھتا آتش فراق سے جگر جلتا دین روز اور یہی گذرے اور یہ کوئی نظایا چہ نہ پتے نہ لپٹے نہ کھاتے نہ خرنے

بچان دہم تسلی دل سوار خود را
اب تو ڈاکٹر صاحب بھی کھلے کچھ تو اپنا خیال کچھ اس نازنین کا تردد کہ بیشک اس جوان کے دل میں کچھ ایسی سمائی تھی کہ اس عورت کو بے یار و مددگار میرے گلے کا بنا کر چور کیا یہ فحاش ڈاکٹر صاحب کی چاہا کہ اس بارے میں گفتگو کریں اس عقدہ بستر کو ناخن تیرے کہیں اس کلمہ گشتہ مستوق فراموش کی تلاش ہو یا اور کوئی تدبیر جو اس کے حق میں مناسب ہو کریں مگر افسوس اب بھی اس نازنین نے پروہ رکھا تھا صاف نہ کہا سوائے اسکے زبان فراموشی بھی اس قدر نہ جانتی تھی جس سے اپنا حال بخوبی بیان کر لی جب ڈاکٹر صاحب زیادہ دیر لڑنے تو بات کو ٹال دیتی یا سر ہانک کر نہ سمجھنے کا جملہ کر لی کہی رو دیتی ایسی خاموش رہتی۔ اب ڈاکٹر صاحب کو لڑکیوں صاحب کی

واپسی کی اور بھی زیادہ فکر ہوئی کیونکہ بلا اوٹکے آئے یہ پردہ سی طرح اوٹھ نہ سکتا تھا اب
 گاؤن بھر میں گھر گھر اس بات کا پیر جا ہونے لگا بعض کہنے کہ ڈاکٹر صاحب نے طبری نادری
 کی کہ ایسے مشتبہ لوگوں کو اپنے مکان میں جایہ دی بے جانے بوجھے بغیر دیکھ بھلے
 اوتا رہا بعض حاسد یوں کہتے تھے کہ واہ واہ ڈاکٹر صاحب ایک ہی مشق میں محنت
 سونے کی چڑیا اونکے ہاتھ لاک گئی خوب رقم اور ڈالی مسافر کا سیل مضم کیا اور یہ غلط
 ہی نہ تھا کیونکہ اب ڈاکٹر صاحب روز بروز اپنے معمول سے موافق و عشرت کا سامان
 ڈھالنے لگے تھے اب خواہ مخواہ باوجود تین ساڑھ تا پچاس تا پچاس خاوش تن بہ نقد چرب ہو رہے
 کس کس کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے پھر میں کس کس کو سمجھاؤں حسب معمول گاؤن میں اور مکان پر
 مریضوں کو دیکھتے تھے کبھی کبھی باہر بھی چلے جاتے تھے اب اس معاملہ کو قریب ایک ہفتے
 کے ہو گئے تھے کبھی بفضل خدا تندرست ہو گئی ایک روز ڈاکٹر صاحب دس میل کے سفر سے
 واپس آ رہے تھے جب مکان تھوڑے فاصلہ پر رہ گیا لگتا کہ دروازہ پر چار کوڑے کی کاری
 کھڑی ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آج وہ جوان واپس آیا اپنے سینے میں دل ہی دل میں براہمت
 کرنے لگے کہ ناحق او کی طرف سے خیالات فاسد کہ جائے دی خدا جانے کیا کیا اس کی طرف
 سے اپنے دل میں سوچا بارے شک ہے کہ واپس آیا ہو کبھی اس کو کھڑے سے نجات ملیگی
 یہ سوچ کر کوڑے کو اڑا لگا لی اور پہونچ گئے مگر جیون ہی کھوڑا اضمطل میں باز رہ کر آئے
 تو دیکھتے ہیں کہ یہاں تو فضیہ بالکھس ہے اور عورت کا آما اور جانا دونوں درد آئینہ اور
 مصیبت خیز ہوا دیکھا تو بہت سے بھیلے دروازہ پر جمع ہیں دو تین شخص دروازہ
 روکے کھڑے ہیں اور اندر کے شور و فساد کو سن رہے ہیں جب ڈاکٹر صاحب آئے
 دیکھا سب سامنے سے ہٹ گئے چو کھٹ پر بانوں رکھتے ہی انہی بی بی کی آواز معمول سے
 زیادہ بلند سنی انکا ہاتھ ٹھٹھا کہ خدا ہی خیر کیسے کچھ دال میں کالا پتہ کہاں ڈاکٹر صاحب
 کی و دشمنی اور خلیق بی بی کا چھٹا لکڑی بی بی ڈاکٹر صاحب کو خوب یقین تھا جانتے تھے
 کہ جو کیا ہو گا مناسب کیا ہو گا غرض کہ قدم بڑھانے اندر پہونچے کچھ نیم خود دیکھیں معاملہ کیا ہے
 اندر جا کر دیکھا کہ بی بی مہا آما اور ڈالی اور خادمہ کی دو اجنبی آدمیوں سے بحث کر رہی ہیں
 ان میں سے ایک شخص سیاہ فام رسن رسیدہ تیرہ چشم بشرے سے سختی زبان مگر ادب و
 صرف رنج اور پرمردی ظاہر ہی دوسرا شخص جوان سوخت ڈاکٹر صاحب کی مہم پر

جھٹ کر رہا تھا نہایت حسد و چالاک جو انگریز صاحب و اراکمی تھا پستول کی جوڑی کمر سے لگاے بات بات پر کہانے کے واسطے اس جوڑی پر ہاتھ رکھتا تھا نیم اپنے صاحب کو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئیں فوراً بول اٹھیں دل وہ دیکھو ہمارا صاحب آیا اب ہم دیکھیں گانم اوسکو کیا بولتا ہے۔ نیم صاحب جانتی نہیں کہ انکے صاحب سے بڑے بڑے دنیا میں زیادہ پھلند اور ذی عزت کوئی آدمی نہیں ہے۔ جوان نے جواب دیا کہ اب کبھی ہم وہی کہتے ہیں تو بتا کہتے تھے لیکن ہمارے وارنٹ کی تعمیل کرو نیم صاحب یہ وارنٹ بہت درست ہے ہمیں کسی طرح شک نہیں یہ لکے اور سنے بائیں ہاتھ سے ایک لپٹا ہوا کاغذ اٹھایا اور آگے ہاتھ کی اونگلی سے اشارہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اب آپ کو چاہیے کہنا چاہیے فرمائیے صاحب خانہ میں ہوں یہ تو بلا لے کہ معاملہ کیا ہے اور آپ کے یہاں آنے کا کیا سبب ہے اور اس شخص نے جواب دیا یہ میری سادھی بات ہے میں سرکاری پولیس کا افسر ہوں اس عورت نے ... ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں نہیں پوچھتا۔ اگر آپ افسر پولیس ہیں تو وارنٹ کہاں سے اور یہاں آپ کیا کرتے رہتے ہیں۔ یہ کہہ کر ڈاکٹر صاحب نے اپنی خادمہ سے کہا کہ لاؤ در صاحب کی کسٹ کو جو یہاں آ رہا ہے۔ افسر پولیس۔ وارنٹ یہ ہے ملاحظہ کیجیے۔

ڈاکٹر صاحب کی نیم خدے خوش ہو کر کہا دیکھا اب یہ بھی ہمارے ڈاکٹر کے سامنے آیا ہائیم میں ان کو روادائی نے کہا ہاں ہاں اور کیا اچھا حکم لکھا ہے میں کہ ایک سحاری کو گرفتار کر کے لیجانا دواہ داد ہی تیری سے آئے جیسے چل چکے ہیں چھٹی سے اچھا شکار بنایا۔ انکے کہا کہ جی ہاں اور عورت بھی کون جسکو لڑکا جنے ہوئے ابھی ایک مہینہ بھی نہیں ہوا نیم صاحب نے کہا اچھا تو یہ مہینا کیسا ساج اسوقت جو میں روز اٹھنے طرست منٹ کا کام ہو رہا تھا ڈاکٹر صاحب نے وارنٹ پر پورا عدالت کی مہر حاکموں کے دستخط درست اس میں کچھ کام نہ تھا۔ دوسرے اہلانو کہ گھر کی عورتیں ہمیں کسی چیز میں محتاطت میں زیادہ غور نہ کرنا فوراً سب سے کہا تمام خاموش ہو رہا اور افسر پولیس سے تھا طب ہو کر بولے کہ یہ وارنٹ واسطے گرفتاری رجز ڈیوٹیم اور زیلیا مالینڈ اسکے بجز دم دعا بازی از جانب سرکار ہر میں نے بھی نہ ساری نوکری کی ہے آئیں دفاتر سے واقف ہوں میرے مکان میں کوئی دعا باز مجرم سرکار بنا کہ میں لکھتا ہوں ان اشخاص مندرجہ وارنٹ کی نسبت کچھ نہیں جانتا اور نہ میں نے کبھی اوندکے نام سے۔ افسر پولیس نے کہا جس عورت کو آپ نے مکان میں رکھا ہے یہ وہی زیلیا مالینڈ ہے۔

نہیں جو میرے ساتھ ہو سکا ہے، از دوسرے طرف اسکی شناخت کر لیا ڈاکٹر نے کیا
 دیکھی ایسا ہی ہے تو یہ عجیب معاملہ ہے عینے صاحب میں بھی اپنے ذات خاص کے
 فیصلے کے انکار نہیں کرتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ ہر کاری آئین قانون میں کیسے حل ہو سکتا ہے
 ہو۔ بے شک میرے مکان میں ایک عورت ہو مگر نہایت بیمار۔ ایک ہیضہ ہوئے آٹھ
 کہ بیان اس کے لڑکا پیدا ہوا کہ یہ وہی عورت جو جس کا نام وارنٹ میں لکھا ہے اور
 شخص کی بیٹی ہے تو میں فوراً اسکو آپ کے حوالہ کیے دیتا ہوں۔
 یہ سنکر وہ سب عورتیں کہہ کر چلا آئیں اور صاحب نے کہا حالہ کو بچے گا اب اسے شرم
 کی بات ہے۔ آپ اپنے منہ سے ایسی بات نکالتے ہیں عورتوں اور بچوں کے علاج سے
 تو رہ جائی جلتی ہیں۔

آپ کے کہا تجب بچہ کا خون بہہ نہ سہی بی بی کو فیض نہ لگا کہ ڈاکٹر صاحب اسے ایسی حرکت ہوئی
 والی نے کہا میں جانتی ہوں ڈاکٹر صاحب انسانیت سے محض بے پیرہن جنگلات تک لیا
 خیال نہ تھا میں انکو رو جانتی تھی اسے تو پوری عورتیں اچھی لاجول و لافوہ میوہی طرح بچے
 بزدل نکلتے۔ پھر تجب نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی ہم نہ...

ڈاکٹر صاحب نے جھلا کر کہا خدا کی واسطے تم اپنی زبان بند رکھو ایک تو مصیبت میں ہے دوسرے
 تم اپنی ادبیات ذوق ذوق سے اور بچے پر دمک پھڑکتے ہو پراس یہودی سے قہر ہو کر کہا پھر
 یہ نہایت دردناک اور اسوز معاملہ ہے آپ یہ وارنٹ ایک بیچاری غریب زچہ کی گرفتاری
 کے واسطے لائے ہیں اور وہ بھی مجرم سنگین۔ افسوس وہ قانون ہونو اس لائق نہیں کہ ایک کان
 سے اوٹھ کر دوسرے میں جائے کہہ جلتا نہ میں میں اسوقت صاف صاف اسے عرض لے دیتا ہوں
 کہ یہ ذلت خوری تبسمہ دگر فاری موجب ہلاکت اور بیچاری کا ہوگا اگر دحضیف آپ کی بیٹی ہے
 تو آپ پر فرض ہے کہ اس معاملہ کو جس طرح ممکن ہو ٹھنڈا کیجئے نہ کہ اس آگ کو اور بڑھا گئے۔
 مگر اس شکل نے نہایت غصہ ہو کر جواب دیا بے غرتی سے موت بہتر ہے پھر افسوس نہیں ہے
 کہ آپ فوراً وارنٹ کی تعمیل کیجئے ذرا سی فرد گزندشت میں آپ پر شرم عاید ہوگا ہم نہیں جانتے
 یہ سنکر دیس افسر نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ آپ سننے ہیں یہ شخص کیا کہتا ہے میں اچھی اوس عورت
 کے پاس جاتا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب نے کیا کیوں عجلت کرتے ہو یہ نوہوکیل صاحب بھی آپہنچے۔ لا فورڈ صاحب

ہونگی عرض ہے۔ ایک محالہ قانونی بین مشورہ لینا ہے آپ نہایت ذی علم۔ تو نہایت ہی غور
برائے بین بعد ازاں ڈاکٹر صاحب نے سارا حال مختصر اور کلیل صاحب بیان کیا، راز و برسر
نے اور گزشتہ راز و عدالتی شخص سے بھی وارنٹ دکھلایا۔

اصل صاحب کے کہا کہ اس وارنٹ کے صحیح ہونے میں کچھ شک نہیں لیکن ایک بات جو اچھا اور
صاحب اندوے خوف یہ تصدیق کریں کہ اس وقت یہاں سے حرکت کرنے میں اور عورت
کی جان کا خطرہ ہے تو وہ بھی چند روز تک رہ سکتی ہے لیکن زیر حراست۔

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ حضرت چلنے پھرنے سے اتنا خوف نہیں ہے بلکہ اس کو ذات
چلتے تصدیق کر سکتے ہوں کہ باپ کی غصہ مناک صورت و کیکر اوسکے دلہہ صدمہ ہو گا اور سزا
لے خطر سے کچھ متفر کو ایسا گرفتاری کا خوف سو بیان روح ہو جائیگا کیا تجب اس سے بچاوی
پیدا ہو جان تک کا خوف ہے صاحب۔

اصل صاحب نے کہا کہ آپ کو اپنی بیٹی سے ملاقات کرنی چاہیے گو کسی ہی یا بھی سابقہ رخصت ہو اور
خبر نویس کے لیے وارنٹ کی تعمیل بھی ضرور ہے خواہ مجرم جیسے یا مری میضائب عاقلین
بالی نہ کہ برہمی جسے کوئی نتیجہ خراب سر و دست پیدا ہو اور ڈاکٹر صاحب بلو جو دمکہ میری
انست میں آپ کا عذر نہایت صحیح اور درست ہے لیکن تاہم بہتر یہی ہے کہ آپ
اس عورت کو اس کے حوالہ کر دیجئے۔

ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ قبل ازیں ہجو یہ بھی تو دریافت ہونا چاہئے کہ آیا وہ شخص جسکی
تلاش کرنے میں یہ عورت ہے یا نہیں یہ سنکر اوس نے ہونے کہا آپ مجھ کو اسکے کمرے میں
پلے میں فوراً آؤ سکو بھجان لو لگا افسر نوٹس لے لیں جو تو پوری دیر تک وکیل کی آمد کے بعد
اموش ہو رہا تھا اسے سختی کرنے لگا وہ سمجھا کہ اگر سن عورت کو فوراً گرفتار کر لو لگا تو کیا
عقب دو سرے مجرم کا بھی سراغ اوس سے ملجائے اگر اسکی گرفتاری میں اسطرح تامل
باجا یگا تو دوسرے کا پتہ ملنا مشکل ہو جائیگا وہ کمین اور جلا جائیگا اسلئے اسنے کہا کہ
جو شخص اس تامل کا باعث ہو گا اوسکو بھی جواب دہی کہ ناہوگی میں خبردار کہے دیتا ہوں۔
ڈاکٹر صاحب نے کہا ہجو چاہیے بھانسی کیوں نہ ہو جائے مگر ضرور کہنے کہ اسی کارروائی
بب بلاکت ہماری مرقعہ کی ہوگی۔ لا فوراً صاحب ذی یہ تو بلا لے لیا ایسے متعلقین
نہایت تہین ہو سکتی۔

وکیل صاحب نے جواب دیا بھائی حرام سنگین میں ضمانت نہیں ہو سکتی پھر اہستہ سے کہا کہ بہا صاحب! آپ تو سرکاری آئین قانون سے بے بخوبی واقف ہیں اس معاملہ کو زیادہ طول نہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ ایک دشمن خدا کا خاتمہ کسی علت میں پھنس جائیں تو پھر اسے غضب ہو جائیگا گا قانون بہتر ہے ایک بہتر ڈاکٹر افسوس کر لیا کہ شہرہ کی جگہ کو جونی یاد ہے اس قسم کے ہوشیار ڈاکٹر بھراہم سنگین جاری ہوئے تھے اکثر بڑے بڑے عالمانہ انوکھی عورتیں یا خود کو کبھی انھیں لیکن انجام سب کا بھراہم دو چار عورت کی نظیر میں بھی بتائیں کہ ظلال لٹیڑی کا یہی حال ہوا۔ یہ شخص اپنی سہارو والی جانتا ہو گا اس کی رہائی کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور تھائی ہوگی میں مناسب ہی ہے کہ بالان خورشید خراب کو کیا عرض ہے کہ پرانی بدلائیے سر کیجئے بقول شخصے غم نہ داری نہ بجز اگاؤ دفع کیجئے۔ یہ نہ کہ ڈاکٹر صاحب (یہودی سے) کہا کہ خراب میرا حق تشریف لانا اور اس عورت کو چلکر دیکھئے۔ چلنے نوڈاکٹر صاحب چلے مگر اس خیال سے کہ غم قریب وہاں جا کر مصیبت تازہ دیکھیں گے نہایت افسردہ دل ہو گئے طوعا و کرہا ایک چوڑے زینہ سے جا کر یہودی ایک کمرے کے دروازہ پر کھڑا کیا اور کہا کہ اسی کمرے میں آپ کی صاف خیر ادوی ہے جسے حق میں افسوس اب میری حفاظت کام نہیں آسکتی اگر آپسے ممکن ہو کر لیجئے اندر تشریف لیجئے۔ اس یہودی نے بظرف غضب ڈاکٹر کی طرف دیکھا اور بے وسوسہ بکشاؤہ پیشانی کر کے اندر گھس گیا پیچھے ڈاکٹر صاحب اور وکیل صاحب بھی گئے مگر تھوڑے فاصلہ پر کھڑے رہے اخیر لو لیس بھی دروازہ پر لپکے باہر رہا۔ اب اس نازنین عجمہ دہن مبتلا ہے رنج و دھن کا حال ہے کہ یہ سب شور و غل وہ اپنے کمرے میں بھیج بھیجی پیشتر سے سن رہی تھی اور نیلج اٹ تازہ کے خیال سے سر دھن رہی تھی افسوس خدا افسوس یہ حسن و جوانی اور اوپر سے غم نے تہہ تہہ سے سمیٹنے سے تمام شہیدان گوگون کو گاڑی سے اترنے وقت بھی دیکھا جو جو یہ لوگ کمرے کے اندر آئے تو دیکھا کہ باخاطر دلگیر غم کی تصویر بنی ہوئی سیاہ روشنی برقع سے سر پہنچا کہ وہ انوار گاہ از دی میں رنگ محسنی کر رہی ہے۔ یہودی نے کمرے میں پہنچتے ہی کہلا کر بخت۔ مگر زبان اجلی کہا کوئی اس کے معنی نہ سمجھا جو عورتیں اس وقت کمرے میں موجود تھیں سب کے بدن پر عشاء کیا خوف کے مارے ہوش پور گئے جسم تھر تھر کانپنے لگا جیسے کوئی بادی حیدر ان جناب میں زخم کھا کر گرے اور اس کا دشمن دوسرا زخم اوپر لگائے یہودی نے اس پر بھی کچھ خیال نہ کیا ایک ہاتھ سے ہلکا ہلکا اس نازنین کو کھینچا گیا یہ بھی پیشتر

ہوئی ورنہ اگر اوس نگین کو بازو کا سہارا نہ دے تو وہ فوراً زمین پر گر پڑتی پھر اس نے چہرہ اٹھو
غیرت مانتا ہے غائب ادا کر کھینک دیا۔ ہاں افسوس اوس وقت کی مصیبت دیکھنے سے
چھائی پھلتی تھی آگے اوس طرف اٹھائے نہیں اچھی جوفت اس مہ جین رشک نصیبت
جین نے اپنے رخ اتر کر بے نقاب پایا فدا بامین ہاتھ سے منہ چھایا داہنا ہاتھ
باب زور سے پکڑے تھا گریح۔ چھپے ہر کہیں خاک ڈالے سے چاندی اگر وہ دوزخ
ہاتھوں سے بھی چوڑھائی تب بھی وہ نور کا بکھرہ نظر آتا۔ چہرہ تھا یا رنگ شفق۔
آنکھیں تھیں یا ابرو باران۔ نوک ہر گان کھی یا فوارہ دامصیبت

آنکھیں غش نہ کہہ سکتے تھے یہ کار و عن اشک گرم اور بھی تھے آگ لگاتے جاتے
گرا اوس ظالم یہودی کے دل میں ذرا بھی رحم نہ آیا خون سفید ہو گیا ڈاکٹر صاحب کو دل تھا
کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ حضرت یہی میری ناسخہ فی تنک خاندان غیرت و دیان ہے جو
زیلیہ جس کا نام وارنٹ میں لکھا ہے اب آپ مجھ کو اسے عدالت لیجانے دیجئے اگر آپ کو اپنے
جرات علی کی ترالے۔ لا فورڈ صاحب نے اس ناز میں سے پوچھا کہ کیا تم حقیقت اس شخص
کی تانی ہو مگر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ بہانی وہ انگریزی مطلق نہیں جانتی پھر وہی سوال زبان
فرانسیسی میں کیا اور یہ بھی کہا کہ اگر تم اسکی بیٹی نہ ہو تو کیا مجال کہ یہ فی تمہارے جسم کو ہاتھ
لگا سکے اب یہی ہم لوگ تمہاری محافظت کیواسطے طیارے میں بکر جو اب میں اول بری چہر
نے کچھ منہ ملانے اور آہستہ سے۔ لجاے ہوئے شرم کھائے ہوئے کچھ کمالرہنے والوں کے
واسطے کافی تھا یعنی ہاں شخص مبرا اب ہے۔

اب دست اندازی کی کسی کو مجال نہ رہی افسر پولیس نے فوراً گرفتار کیا نراکت احسن
کو دیکھ کر اتنی ہربانی کی کہ عورتوں سے کہا کہ تم لیجا کر سوار کرادو۔

ڈاکٹر صاحب نے پہرہ کا اور کہا اس معصوم شیر خوارے بچہ کو کچھ چوڑ چلے اور کونجی اپنے بچہ
لیٹے جا دایا نہیں ہو سکتا کہ مان اپنے بچہ سے علیحدہ ہو گئے کلمات ڈاکٹر صاحب نے
یہودی سے کہے مگر کھراہٹ میں زبان فرانسیسی میں بک گئے اس ناز میں نے بھی
سنا اور سنتے ہی محبت مادری نے جوش کیا فورا چھائی بھرائی معصوم کی یاد آئی جسکو اس
عش میں دوچار کھجول بھی تھی مگر ایک جھج تھامی اور ہوش ہو کر لون عورتوں پر
جو اسکو کھڑی سوار کرنے لگے حاد ہندہ گریح آگاہ کہ با عجب عجب

سے بامید نیکساری باب کی طرف دیکھا یہ عالم ایسا رقت آمیز اور درد انگیز تھا کہ انسان تو کیا چیز ہے اگر پتھر ہی ہوتا تو ٹپکھل جاتا مگر اوس سدا ل یہودی کے دل پر ذرا بھی اثر نہ ہوا فوراً جواب دیا اس مادر جلو کو یہ نہیں چھوڑ دو ڈالکر صاحب کے کہا چہ خوش یہ ممکن ہی نہیں اگر یہ عورت اب کی سی ہے تو لاریب یہ آئیکا لو اساہے خواہ تخواہ اسکی پرورش اور گزراہ کی آپ کو کچھ نہ کچھ مسئل ضرور کرنا ہوگی خواہ آپ خود کیجئے خواہ کسی اور بغیر آدمی کو بلائے یہ یہ سب کچھ سے نکلے وکیل صاحب کی طرف دیکھا اور اونکے بستر پر یہ دربارت کیا کہ یہ بھی راکر صاحب سے متفق ال رای ہیں، کہنے لگا اچھا اس ناشدنی کی پرورش کو واسطے اگر اب راضی ہوں جو بچہ درکار ہو گا میں دے سکتا ہوں آپ کو بھی حق الخدمت ملیگا قریب تھا کہ ڈاکٹر صاحب الکر مرین مگر کچھ ہیر پامل کیا اور کہنے لگے کہ حضرت یہ سائنس محلو نہایت ناگوار معلوم ہوتا تاہم اگر اس بچہ کی پرورش کیواسطے مجھ سے کہیں تو کیا مضائقہ میں یہ تکلیف بھی اوسکے خاطر لو کہ کر سکتا ہوں۔ اس مابین میں اوس یکس کے بھی پیش وحواس کسب قدر فراہم ہوئے اس گفتگو کو اوسنے اپنے کانوں سے سنا تھا جابھتا تھا کہ کہہ کر کہ وہ نازنین عورتوں کا یا تھا چوڑ کر ڈاکٹر صاحب کے پاس گئی اور اونکا ہاتھ اپنے سٹ نازک میں لیکر بوسہ دیا اول تو خوب روپی پر نہایت لجاجت اور عارضی سے کہا ہیبت ہیبت میں اپنے تخت پر گر پڑا پھر سے جدا ہوئی ہون مہ سے کلیجہ مجھ کو آتا ہے آپ ازراہ ہر پانی اس محصوم بیکس کی خبر داری اپنے ذمہ لیجئے کسی قدر میرے دکھ کو تسلی رہے اور ابوقت میرے خداوند کریم یا آپ کی ذات کے اس دنیا میں میرا کوئی یاؤ مددگار نہیں نظر آتا آپ ہی نے آج تک میری اور میرے بچہ کی جان بچائی ہے۔

ادھر یہ لفظوں میں نازنین اور ڈاکٹر سے ہو رہی تھی اور ہر اوس یہودی نے اس ہزار روپہ کے نوٹ جیب سے نکال وکیل صاحب کو دیے اور کہا کہ انکو فروخت کر کے کسی کا خاں میں لگا دیجئے منافع میں جو ٹس اڑے گی پرورش میں صرف ہوا جانا مگر کامر جاے یا اور کسی ام کے محراب کی جگہ ضرورت ہو تو فلان بنک کے ذریعہ سے خط میرے نام روانہ کیجئے پھر ڈاکٹر صاحب کو تاکید الکید کی کہ جب نہایت ہی سخت ضرورت ہو تب ہی مجھ کو تکلیف دیجئے ورنہ ہرگز ہرگز خط نہ لکھے گا۔

ڈاکٹر صاحب نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے جو کچھ آپ نے کیا ہے اس سے آپ کے مزاج کا حال معوم ہو گیا اگر اندھ ضرورت ہوگی تو ہرگز آپ کو سنا نہ کہہ گا۔

ادھر دیکھ کر صاحب نے ہاتھوں ایک اور آزمائش کا مسودہ بھی کر لیا بجائے دیوانہ ڈاکٹر صاحب اور ویسل صاحب موصوف کا نام لگایا ڈاکٹر صاحب نے چاہا کہ بغیر زہ جو شرم صاحب (الکر) کا اصل نام بھی ہے) ایسے ناگزین کے خرچ کئے واسطے کہ کیا تھا اوسکے حوالہ پرین بگراؤں سمیت لے آئے تھے۔ یہ بھی انکار کیا اور کہا کہ اب آپ اوسکو اپنا مال تصور نہ کیجئے بلکہ ایک اور انوکھی میسر تھی ڈاکٹر صاحب کے نزدیک اس پر اوسکے باپ نے پلمہ لکھا تھی سخت اپنی زبان میں کہے مگر وہ سب خاموش حسی رہی اچھے جواب نہ دیا۔ جب یہ سب انتظام ہو چکا اوس جرم مذہم نے کہا میں چند لمحہ کی مہلت دیتا ہوں کہ تو اپنی اوس بدنامی کی عمر لے کر آخری وقت دیکھ کر مٹھو گا لا اور کچھ کھنڈ کر لے۔ اور لوگوں سے کہتا مڈر اعلا پھر بہت جاؤ مگر ویسل افسر سے کہا کہ آپ دروازہ بھی نہ لے کر رہیں۔ ڈاکٹر صاحب اور ویسل صاحب اوس عورت کو معہ اوسکے پیارے بچے کچھ مٹھ کر ہٹ گئے اور اپنے اپنے منصوبے لے گئے۔

یہودی اپنے دل میں کہتا تھا کہ ہوتی ہے یہ سب باتوں کو ابھی تک بڑھاپہ قبول کرتی جاتی ہے کیا عجب اگر اب بھی راہ پر آباد ہے اور اسکا خیال چھوڑ دے۔ یہ سوچتا ہوا پردہ زین پر بیٹھا اور اپنی بیٹی کو کسی ہی بنا نہ تھا کہ چہ چہ کر رہا ہے یہی وہ مارین ڈاکٹر صاحب کے قریب ہو کر کھلی بے اختیار سوچ سے بیاب ہو کر نہایت دل سوز آواز پکارا وہی وہاں سے میرا چارہ بچا ہاں میرا لخت جگر! ہاں میرا لگا! اور ڈاکٹر صاحب نے جو ڈاکٹر صاحب سے دروازے پر کھڑی تھی سوار ہوئی۔

افسر ویسل اپنے کوٹ سے پر لہ کر اور ایک مددگار اور ایک ملازم کو جو ان کے ہمراہ آیا تھا ساتھ لیکر چل دیے اور شہر اٹن برگ کی راہ لی تماشائی بھی اپنی کچھ بیان پکارتے کچھ سن اور اتارے روانہ ہوئے کہ ان کے فکر چاکر اپنا اپنا روپیہ شمار کرنے لگے کیونکہ چلتے وقت اوس ناگزین شہر ایک خدمتگار کو انعام سے مالا مال کر دیا تھا۔

باب دوم

جب تک گاڑی خاک اور آبی نظرائی لوگ اوس طرف ٹکلی باندھے دیکھتے رہے جب وہ بھی

حدوم ہو گئی تب ڈاکٹر صاحب کی میم کو کہانی سنی سوچی کہ نیکہ شہتا ایسی دشتک نہیں ہرگز انسان
اجیوان کو کیسی ہی حدیست میں کیوں نہ ہو او سکوا فرموش کر فرموا ڈاکٹر صاحب کی اس
میں اور کی آپ سب کے منتظر بیٹھے ہیں کہ کوئی مرض اور اور ہم بدوں کہانے سے جلدین
ورمیں اس فکر میں ہوں کہ لا فورڈ صاحب کبھی اس وقت موجود ہیں وہ بھی کہانے میں
نیک ہو جاویں کھانا کبھی عمدہ عمدہ پیار ہے اسی عورت کی اسطے بنایا گیا تھا اب وہ
میں تو اس کی یاد ہی سہی رعہمان بہ کہ بریاداد مئے خوریم۔ ڈاکٹر صاحب ابھی تک
بنا اور یا نہیں اسے بے خبر سکتے کہ عالم میں ہوش و حواس بابت کچھ تھے فی بی کی
واز سنکر گویا خواب سے چونک پڑے میم صاحب کی درخواست کو پسند کیا اور کل
صاحب کبھی راضی ہو گئے غرض کہ شراب و کباب نان پاؤ اور مٹن چا پ میر چا گیا
دریا میں طعام واقعہ گذشتہ کا چرچا ہو لے لگا۔

اصل صاحب میں جا رہا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب اگر میں نہ آجاتا تو انکو نہایت ہی مشکل
آکر صاحب۔ اسے صاحب کچھ نہ پوچھئے جو وقت کے لئے افسر لائیس کو پستول
نے ہوئے اپنے گھر میں عورتوں کے مجمع میں دیکھا کلیجہ پر ساف لوٹ تھا غصے میں
گ لگ گئی اور نوک نظر آیا آشدان کا دست پناہ پڑا تھا جی میں آیا کہ فوراً اٹھا کر
وہ لحوئے سر پر سید کروں آپ جانتے ہیں اسکا ٹلنڈ کا باشندہ اسقدر بردہنت کی
اب کہاں۔

اصل صاحب نہیں نہیں ایسا ہرگز نہ چاہئے تھا یہ معاملہ ایسا نہ تھا اس میں کس قدر
بانائی آپ کے ہر اسپتال اور دست پناہ سے بہتر تھی کیونکہ یہ نہ ہر جائے مرکب
وان تاقتن ہے کہ جا با سپر باید انداختن۔

ڈاکٹر صاحب یہی تو اصل وجہ ہوئی کہ آپ کی یاد آئی فوراً آپ کے واسطے آدمی دوایا۔
ڈاکٹر صاحب کی میم تھوڑے فاصلہ پر بیٹھی ہوئی کچھ کام کر رہی تھیں فرمائے لگیں
شکل کے وقت میں آپ نے زیادہ عقلمند مشورے کے واسطے اور کون تھا۔
نئی تعریف سے وکیل صاحب کی باجمیں کھل گئیں کہنے لگے یہ تو آپ لوگوں کی عادت
چمے در نہ من انم کہ من دانم۔ خیر یہ کلاں تو لیجئے اور نوش فرمائیے۔
یم صاحب نے کہا اس وقت مجھ کو معاف کیجئے۔

کبل صاحب نے پرزایا میں جانتا ہوں کہ وارنٹ اور افسر پولیس کو اسوے سٹے لایا تھا کہ کوئی مزاحمت نہ کرے آپ نے کہا جب بحث قانونی چھڑی تب وہ کیسے ڈھیلے ہو گئے۔ اسی قانون تو یہاں اڈوکیو نہ ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ عورت کو اس معاملہ میں کچھ خطرہ نہیں ہے میری دالست میں اوسکا باپ کچھ بیوقوف تھا شاید اوسنے بڑے ناز و نعم میں بیٹی کو بردش کیا معمول سے زیادہ آزادی دی اسی وجہ سے وہ کھل بھلائی اب وہ اوسکو لجا کر کسی مجاہد یا خالقہ میں مقید کرے گا۔

ڈاکٹر صاحب! ایسا نہ ہو گا مجھ کو شک ہے کہ باپ بیٹی دونوں یہودی ہیں۔ یہ صاحب نے کیا کیا یہودی۔ کیا سمجھتا ہوں تو نگوانے مکان میں رکھا تھا آغا ب معلوم ہوا۔ اسی وجہ سے جب کبھی دانی انڈے یا گوشت اوسکے پاس لجاتی تھی وہ ناراض ہوتی تھی۔ لیکن کین شنی تھی کہ یہودی تو ملی بڑی بڑی ڈارخصان ہوتی ہیں گریہ بڑا نور لیا بل نہ تھا ہمارے اہل وطن کے مانند ڈار ہی تھی۔ میں اکثر دیکھتی ہوں کہ ہمارے ڈاکٹر صاحب کی ریش مبارک جب اونکو خط بنانے کی مہلت نہیں ملتی تو اونکی ڈار ہی سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

اصل صاحب! شاید اس یہودی کا بھی ایسا ہی حال ہو اچھو کیونکہ وہ بہت دور سے آیا تھا مگر یہودی لوگ نہایت مغرور اور سرکھٹ ہوئے ہیں زیندار ہی نہیں رکھتے کیونکہ قانوناً خلعت ہے اور کارخانے بہت رکھتے ہیں خوب دولت جمع کر رہے ہیں اگر اس عورت کا باپ یہودی کیا تو میری دالست میں بہتر ہے کہ وہ جا کر اپنے باپ کے اس رہنے نہ کہ اوس بدعاش کے ساتھ جو اوسکو دھوکا دیکر کال لایا۔ اونکو بھاری نقد میں معلوم ہوتا ہے کہ کیتھولک مذہب کا تھا یہودی لوگ سوار کے بہت خیر خواہ ہوتے ہیں اور یہ شیطان سے ہمیشہ نفرت رکھتے ہیں جیسا کہ ہر ایک ایماندار شخص ہر لوگ میں سے۔

ڈاکٹر صاحب! میں دونوں میں سے کیوں برا نہیں کہتا حیرت ای تھی کہ باوجود یہی مزاج اشتعالک طبع کے اوس یہودی نے کوئی اچھا اور مصلحت و درازت نہایت نہیں کیا ات اسکے شخص یعنی طریم میرے ساتھ نہایت خجے سے پیش آیا اور میری رائے میں اوسکو ب عورت بچاری عورت پر زیادہ التفات اور میری شکرگزاری کرنا چاہیے تھی میں میری ست میں اوس عیسائی سے یہ یہودی بہتر تھا۔

ڈاکٹر صاحب۔ اب ڈاکٹر صاحب یہ تو فرمائے آپ اس لڑکے کی نگرانی اور پرورش
میں آکرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب۔ بیشک ہمارا کیا نقصان ہے اگر وہ زندہ رہا تو اس کی تعلیم اور دیگر اخراجات
یو اسطے روپیہ کافی ہے میں اس کو کوئی اور خیر پیشہ بھی سکھا دوں گا اس میں ہمو کو تکلیف تو
لیا عین خوشی ہے کہ نہ ابھی تک خداوند کریم نے ہمو کو کوئی اولاد عطا نہیں فرمائی تھی
تو اپنے لڑکوں کی طرح پال لیتے۔

ڈاکٹر صاحب۔ بس بس ڈاکٹر صاحب رہنے دیجئے ابھی ابھی جمعہ جمعہ آٹھ روز تو
اپنی شادی کو نہیں ہوئے اور اولاد کی طرف سے مایوسی ہو گئی۔

اس واقعہ کے چار برس کے بعد ڈاکٹر صاحب کا دہن آرزو کھلے مراد سے لبزِ درجی آنکی
بی بی کے لپٹن سے ایک دختر نیک خیز زائید کش عابدہ فریب غارت گرجہ و شکیب تولد ہوئی
مگر دورنگی زمانے کی مشور ہے بلکہ میں سایہ ہی اور کمین نور ہے۔ دنیا میں بچہ و
رحمت عشرت اور عسرت تو میں کہی کہیو ایک حال پر نہ دیکھا ڈاکٹر صاحب کو جتنی خوشی
تولد دختر سے ہوئی اس سے زیادہ سچ بی بی کی وفات کا ہوا جس سے گھر کی بالکل خانہ برباد
ہو گئی برسوں اس غمگساری باؤں رو پائے ناچار رنگ جسمینہ پر رکھا اور بدستور سابق ہے
کاروبار میں مصروف ہوئے کو بظاہر خوش حال اور خندہ پیشانی نظر آتے تھے مگر وقت
بچہ و دم کا سادل میں ٹھکا کیا اپنے ہم پہلو کی یاد میں تمام اسی عیش و عشرت بھول گئے تھے
تھا کہ جب صبح ڈاکٹر صاحب کسی مریض کے دیکھنے کو درجائے کیواسطے عازم ہوتے تب انکی
بی بی سجائی کہ میان ذرا اپنی بھی بندرستی کا دھیان رکھو آخر تمہارا جسم بھی سچ کا نہیں ہے
ایسا نہ کہ لیٹنے کے دینے ظہن کرت محنت سے دشمنوں کی طبیعت بد مزاج ہو جائے افسوس
کہ اب کوئی اتنی باتوں کا کہنے والا ابھی نہ رہا جس دن بہر کی محنت مشقت و ڈر و دھوپ کے بعد
گھر میں آتے بی بی دروازہ پر پیشوائی کیونستے آتی تو یاد دہانی آمد کی منظر حصین پیشواؤ
پیشوائی تمام دن کی رام کہانی پڑھی سنی بی بی سے بیان کرنے رات کو میان بی بی ساتھ ساتھ
کہا کہ اگے سوچتے سارے دن کی کلفت بھول جاتی سہی سہ ہم روز آکر غمخواری
غم ہزارہ چو شب غمگسارت بود در کنار افسوس اب وہ بھی سہارا نہ زیادہ غم غلط
کرنے کا سہارا بالکل جاتا رہا اب وہ سب باتیں بھول گئے اب کھوڑے بار سوا

سچکائی کے گردن نہو رہے بادل جد جاک ٹرک کی پھلکتے آتے دروازہ پر کھڑے رہے
 زور سے گھوڑا بھی اپنی مالک کو مغموم دیکھ کر خاموش کھڑا رہتا مگر اس کثرت رنج و الم میں
 اگر کسی قدر دل کو ڈھارس ہوئی تھی تو اپنی بیٹی سے جسکی پیاری پیاری صورت دیکھ کر اوسکی
 ماں کی تصویر پر ڈاکٹر صاحب کی آنکھوں کے سامنے پھر جانی نہتی سو یہ تسلی بھی برائے نام تھی
 لمبی کہی بالکل بار خاطر ہو جانی کیونکہ اوسکی ولادت ماں کی مفارقت کا سبب تھی جب
 یہ خیال آتا تو اوس لڑکی کو بلانے کھلے لیٹا کے خوب پیار کرنے چوتھے ہمارے بھی کہتے کہ
 اگر وہ کہنا گناہ ہے مگر سچ تو یہ ہے کہ توہی باعث اس رنج و الم کی ہوئی جب رنج بڑھتا
 اوسکو سامنے سے ہٹا دوں گے کمرے میں بھیج دیتے۔

اہل اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ بعد وفات پروان دین محمدی جب بہشت برین کو جاوینگے اوسکو میرزا
 باطل صراط ہو کر گذرنا ہو گا یہ بل اٹھنی ہے سرخ انگارے کی طرح دھکنا ہو گا اوسوقت کو ہی
 جبر پانوں کی حفاظت کیے نہو گی مگر وہ پارچہ کاغذ جو اوان کو گون نے پانوں کے نیچے اس
 سے نہ پڑنے دیا۔ کہ ان پر کوئی آیت یا حدیث نہ لکھی ہو اڑے آئین گے اور بل پر چلنے
 والوں کے پانوں میں الریٹ جائینگے اور اوانوں کو دم لوسے کی طیش مطلق ٹوٹنروگی اسطرح

نیاب اعمال کے بادشاہ دنیا میں رنج و الم کرنے کا ذریعہ بیوی بچے ہیں۔
 غرض کہ ڈاکٹر صاحب کو بعد اس واقعہ جان گزرا کہ اگر کسی قدر تسلی ہوئی تو رچرچہ ٹھٹھاس کے
 بیوی کو دیکھنے سے جو عجیب حسن اتفاق سے اونے مکان میں رہ گیا اور جسکی برادرش ڈاکٹر صاحب
 نے متش اپنے خاص فرزند کے کی تھی وہ لڑکا بچن ہی سے نہایت صورت دار تھا اگر کسی اطلاع
 ہ ناوش پانہ راج ہو جاتا تو اوسکی آنکھیں دیکھ کر اوسکے باپ کی تدم مزاحی یاد آتی
 مگر وہ اکثر خوش مزاج اور خندہ پیشانی رہا کرتا تھا تدم مزاحی کے کوئی نشان اوسکے
 رو سے کہی نہ پائے جانے ایام طفولیت ہی سے ہ بالا سے سرش نہ ہوشمندی بہ
 تاقت ستارہ بلندی بہ خدا ہے اوسکو عجیب ذہانت و منانت عطا فرمائی تھی بہت
 عقلی باتوں میں اپنے سے بڑے لڑکوں سے گویے سبقت لیجا تا جو دیکھتا تھا کھج کرتا
 کہتا ہو نہا بروے کے چلنے چلنے بات۔ خدا اختیار کھے نہایت ہوشیار اور عقلمند ہو
 والدی قدیم رفیق تھی بچپن سے پالا کو دیکھا یا سب طرح کی ناز برداری کی فراموشی

سرمو فرق نہ کیا۔ اوسکا ایک لڑکا خور دس سال مر گیا تھا اور جب ڈاکٹر صاحب کی میمنہ نے قضا کی تھی کل سولہ غانہ دار کی انتظام بلوچی خانہ کا انصرام اوسکے تعلق پر اسب کا مونگو لو سے نہایت دیانت و ایمانت سے انجام دیا گھر میں بڑا اعتبار ہو گیا تھا۔ رچرڈ کو اس سے نہایت محنت سے پالا تھا ایسا مانوس تھا گویا اوس کا لڑکا ہے اور اس لڑکے کا بھی یہ عالم تھا کہ اُس کو مادرِ مہربان تصور کرتا اوسکے حکم کے خلاف قدم نہ دھیرتا بلکہ من کے موافق اوسکی خاطر دیکھ کر تیار ڈاکٹر صاحب سے بھی اس لڑکے کو نہایت محبت تھی اور کو باب کی طرح بہت چشم خدمت بجالاتا جنوقت وہ کوئی کتاب پڑھتے پوچھتے یا کسی امر میں غور کرنے کے واسطے خاموش بیٹھتے ہوتے تو ہمیشہ چپ چاپ بیٹھا رہتا کھیل کود کے وقت اونکے خوش گزرتے کئے واسطے بہت چستی و چالاکائی ظاہر کرتا نہ معلوم کہاں سے اس کم سنی میں اوس لڑکے کو اس سب باتوں کا مزن اور محل سمجھ میں آ گیا تھا۔

جیون جیون وہ لڑکا چشم بزد درسا ہونے لگا سب گانوں کے لڑکوں سے کھیل کود و ریشہ دوڑ دھوپ میں سبقت لینے لگا درسمین اگرچہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم میں پائی لگ رہا تھا مگر ایک چٹنی راست روی اطاعت اور ذہانت نہایت پسند کرنے دوسروں سے جب ڈاکٹر صاحب کی ملاقات ہوئی اور پڑھنے لکھنے کا ذکر آتا تو وہ بھی کہتے کہ حضرت رچرڈ بہت کچھ خرچہ نہیں مگر جو کام کرتا ہے نہایت صحت کے ساتھ کرتا ہے۔ رچرڈ جیون جیون پڑھتا لکھتا اوسکی الفت اور اطاعت ڈاکٹر صاحب کی طرف بڑھتی گئی اپنے دل کے لداے متوق کا ایک نہایت عمدہ موقع بھی اوسکے ہاتھ آ گیا تھا لیکن وہ اعلیٰ صفا خدائی میں اپنی گرسائی کی نہایت خاطر دار کی کرتا اوسکا ذری اشارہ اس کے واسطے آیت وحدیث ہو جاتا اگر وہ مستی کہ رچرڈ راج نہ جاد گھر میں رہو اور میرے واسطے گانگا گھر و نانا و بچہ چاہے ہزار لڑکے اوسکو کیسے ہی کھیل کے واسطے بلاتے وہ ایک ہی نہ سننا اور مکان پر بکر مس مینی کے حکم کی تعمیل کرتا کبھی کسی تھا اوسکے ساتھ ہو اکھاٹے جانا جنگلی خور دیول توڑ کر جو لی بھرنا کبھی اوس کے خاطر کھد سے بنانا کبھی پھولوں کی رنگ برنگ ٹوٹی طیار کرنا غرض کہ ہر صورت سے دلجوئی کر کے اوسکو راضی کرتا وہ بھی اسکے ساتھ بچے دل سے محبت کرتی دن و رات اوسکا دم بہتی ڈاکٹر صاحب بھی اس محبت اور پاسداری سے نہایت خوش ہوتے کہ یہ لڑکا غیر کا ہے مگر میری لڑکی کی نہایت خاطر اور خدمت کرتا ہے۔

اس عرصہ میں جبکہ رچرڈ بچہ بے لڑکا ہوا اور پھر رفتہ رفتہ دن و نوارات چوگنا نوجوان بن گئے
چہرہ لکھا گیا ڈاکٹر صاحب نے دومرتبہ اس کے نام کو خط لکھا اور اسی تنک کے پتے سے جو
پچھلے وقت بتایا گیا تھا روانہ کیا۔ بارہا ڈاکٹر صاحب کے دل میں یہ خیال آیا کہ کاش ایک نوجوان
اس کا نام اپنے نوجوان خوبصورت تنک بہت ہونٹارہا جسے کو دیکھتا تو منگولی جاتی ہوتی
دل بوم بوم خون جوش کرتا اس کو اپنی جاہلاد کا مالک گردانتا اور اپنے خاندان سے بڑھ کر غلو
نہ جاتا اسی خیال سے بدھے سے خط و کتابت بھی جاری رکھی تھی نہ شاید کسی اسکے دن
پھر نہ نصیب جاکے اپنے ناما سے ملے حالانکہ ڈاکٹر صاحب کو ایسی خط و کتابت ناگوار
تھی اول تو وہ خود ہی مضمون نہایت مختصر تحریر کرنے سے بے خرج کا حساب محنت کا محم
کسی قدر اوسکی تقریریں۔ ذرا حساب پر احتیاطاً دوسرے متولی لے کر وکیل صاحب کے ہی خط
کرا لیتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کے خطوں کا جواب اس طرف سے بھی مختصر آتا تھا لے آپ کا خط آیا حال
مندرجہ سے اچھی ہوئی حسب معمول خط کتابت جاری رکھنے کو بھی یہی عیب معمول سے خرج زیادہ
ہو تو فوراً وہاں سے روپیہ آجاتا جس بیٹے میں ڈاکٹر صاحب کی سیم نے انشاں کیا تھا
ایک خط اسے ہانسور روپیہ کے وہاں سے آیا کہ یہ روپیہ صاف جڑا وہ تم کے ماتمی لباس
بنانے کے واسطے سہ بچنا ہے اس خط میں مول سے زیادہ دو ایک باتیں لکھی تھیں یعنی خیریت
روپیہ بطوری پورے ایک سو اناڑہ بودہ ڈاکٹر صاحب اپنا تصور فرماؤں اور اس وقت
چانگاد کے صحت میں خراب کریں۔ مگر آخری فقرہ اس یہودی نے نام تمام چھوڑ دیا تھا شاید
ہاں اگر بڑی کام علمی کی وجہ سے اس زبان میں لغویت نام نہ لکھ جاتا ہو مگر ڈاکٹر صاحب
نہایت جبرتم آدمی تھے کل نہ مبالغہ سراہ میں جمع کر دیا خود ایک سوڑی بھی نہ لکھ کر جبراً اور
بیبیب لیبیب وکیل صاحب نے سمجھا یا کہ یہ کپ کیا کرتے ہیں اس فقرے کے لکھنے میں
پ کا فائدہ تو خاک نہیں بلکہ برعکس اس کے نقصان ہے خیر اور کچھ نہ سہی بھی سہی ایسا
لکھ کر کہ اوپر گھر سے لجاؤ مگر ڈاکٹر صاحب نے ایک نہ مانی۔

سب ماشاء اللہ چرچہ کا جو وہاں سال شروع ہوا تو ڈاکٹر صاحب نے ایک طبری طول طول
ی اس کے نام کو لکھی کہ اب اس کی تعلیم کی نسبت کیا آجائے (تبدلی تعلیم ختم ہو چکا ہے
بے طرم و فنون کا راستہ نظر آنے لگا یہ وہ عمر ہوتی ہے کہ طالب علم خود اپنی زندگی کی فکر
اپنے کہ کون پیشہ سیکھنا چاہیے جس سے آمدنی کا سہارا ہو اسی غرض سے ڈاکٹر صاحب

نے اور بھی دریافت کیا کہ آپ کی کیا منشا ہے جو پیشہ یا کام آپ پسند فرمائے اوسکی تدبیر
کچھ اوسے بہر حال آپ اوس لڑکے کے مرنے اور سرسیت میں آپ کے ارشاد کی بخوبی تعمیل
ہوئی یہی ڈاکٹر صاحب نے لکھا کہ گویہ لڑکا آپ کا طخت جگر نور بصیر ہے مگر جھگو بھی جان
دول سے عزیز ہے شب و روز پیرانہ شفقت میں مصروف رہتا ہوں۔

دس روز کے بعد اسکا جواب آیا مگر اس مرتبہ بخلاف مانعہ خوب طول طویل مضمون تحریر ہوا
یعنی مسٹر گری صاحب جھگو کمال افسوس ہے کہ میری اور آپ کی ملاقات اول ہی مرتبہ
ایسے موقع پر ہوئی جس سے ناپ کے جھگو نہ مینے آپ کو بخوبی پہچان لیا کہ افسوس کہ وہ
موقع ہی ایسا خراب تھا یا یقین میرے جانب سے بہت خیالات فاسد آپ کے دل
میں پیدا ہوئے ہونگے اگر میں تاہم آپ کا شکر گزار ہوں اور آپ کو ایک نہایت
لائق خالق آدمی سمجھتا ہوں آپ کی جان میں کہ میں کس غرض سے ان سب حرکات کا مقصد
ہو ایسی کسی سخت میں لے آکھائی لیا کیا میری اور دیرنی ہوئی ایک ملعون بدعاش
کی وجہ سے میں بدلتا ہوں کیوں اسطے اپنی راحت جان قوت روح روانی یاری بیٹی
سے علیحدہ ہوا یہ بغیر ہی ایسی نہیں ہے کہ کچھ میں زندہ اسکو انکھ سے دیکھوں گو وہ خود اس
بارہ میں بیٹھا کہ نہ ہوں جو فتنہ اسکو دیکھوں گا آتش غیبت و راجہ کو خاک کر دیتی
اس بچارے لڑکے کو آپ اپنے ہجرہ رکھتے اپنا ہی پیشہ اسکو سکھائے مگر اتنا لحاظ رکھتے
کہ وہ جسے زیادہ قدم باہر نہ نکالے آپ ہی کے مانند باوجود ناپ چلن بنا رہے اگر نہ تپا
یو تو اور کوئی پیشہ مثل کاشتکاری یا تجارتی یا طبابت یا کوئی اور کام اوسط درجہ کی قیمت
کا بہتر ہوگا اس میں جو کچھ صرف ہوگا میں دو لگا کر وہ اور اپنا دونوں اسات کو خیال رکھتے کہ اگر
اوسے یا آپ کے بیٹی میری مرضی کے بخلاف درخواست کی یا یہاں آئے گا ارادہ کیا تو یاد
رکھتے کہ یہ سب عایات محاب میرے کالعدم ہو جائینگے سر ٹیک کر مر جائیگا مگر میں ایک
تہ سنون کا خیریت اسی میں ہر کہ ہمیشہ مجھ سے دور رہے میں نے اپنی رائے سے آپ کو
اطلاع دی اس کے مطابق عمل کیجئے۔

خط کے پہنچنے پر ڈاکٹر صاحب کو لازم آیا کہ رچرٹ سے بھی اس بارہ میں تذکرہ کریں کہ آیا
وہ کون پیشہ پسند کرتا رہی حالانکہ ڈاکٹر صاحب کو یہ بھی معلوم تھا کہ جو کام میں تباہ و گاہی
اسکو ہی پسند ہوگا اور کیا عجب کہ وہ میری ہی رائے پر منحصر رکھے مگر قبل از بیان مضمون

خطہ ذکر صاحب بر ضرور ہو کہ شتمہ او کی ولادت کا حال بھی اوس سے بیان کر میں۔
 واضح ہو کہ آج تک ذکر صاحب نے اس راز کو بالکل سر نہ کہا تھا اپنی زبان سے اگرچہ
 یہ اشارہ میں نہیں لگا لیا تھا اور یقین تھا کہ بچہ ڈاڑھے عین ایک تیرہ یا دو ذکر صاحب کا کوئی
 شتر دار نہ کر کا قصور نہ ناموگا کر یہ سب کچھ تھا یہ نہیں جانتے تھے کہ ہم خاموش رہے تو کیا
 اپنی زبان کو کسی حکم دی کہ وہ بھی کی طرح اس داستان کے پہلے ہی مرتبہ پر نہ
 واپس جاتی تھی بچہ کے کان خوب بھر دیے تھے کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا تھا۔ اوسکے والدہ کی
 یا بہت صورت شبہت پہا ہیانہ وضع والدہ کی سن کی تعریف قیمتی زبوست آراستہ ہونا
 یا ہر قع کا شنبہ روز پہنچے رہا بعد ازاں اوسکے نانا کا معہ انسر پوسس جو ہر آدمی کو
 ذکر کے مکان سے لیجا مانوٹون کی نفیس اشرفیون کا لٹا ماسب موبو بیان کر دیا بلکہ کچھ
 ورنہ اپنی طرف سے کمال ہر طرح ملا دیا تھا کچھ تو اپنی فصاحت و بلاغت جانے کیو سٹے
 دیکھ کر بڑا بادل کی طرح اٹھ اٹھ کر چلے گئے۔

سب رازوں پر قصہ بیان کرنا شروع کر دیا چھوٹے بچہ کو خوش ہو کر خوب دل لگا کر سننے اکثر
 بیان کرتا کہ چھوٹے بچہ کو اور بڑا بچہ یا بابا اپنی رجمنٹ کے ساتھ نشان اوڑھتے
 خدا کی جہاں۔ اس کے بعد وہ تمام سے کہتا کہ اور چھوٹے بچہ کو دیرانہ سے بڑی ہر طرح
 کے شہر پر بڑا یا عین۔ اس کے بعد وہ کہتا کہ اپنی بہن کی بڑی یا داد کی محبت مادر ہی جو ش کر مکی
 رخسار کی طرح میرے سر پر سایہ آئیں ہوں اوسوقت یہ سبب تاریکی دفع ہو جاسکی
 رہے کچھ نہ ہوا تو کیا کچھ نہ آیا کسی میرا حال کرے صدقہ و قریبین لاد کر اشرفیان تیرے
 سٹے بیچے گذشتہ کو صلہ دے لکھ کر چھوٹا بنا دے۔

اسے اپنے دھانی غول الگ لٹکا کر مکی س آگ کو اور بھی بھر گانی کہتی کہ خداوند کرم
 اس سبب اسباب ہے جامع المتفرقین اوس کا نام ہے یہی بات کچھ نہیں ہی نہ اراد
 لیے معاملہ گذرے ہیں۔

بل میں چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین

کچھ اچھا نہیں اسکا کہ خدا قادر ہے
 ہی اس طرح کی ولادت مخفی طور پر ہوئی ویسے ہی اسکی عظمت کیا رہی ہوگی ایک
 بیٹا ہوگا کہ ہمارے کانوں کے لوگ وہ تماشا دیکھیں گے جو ادھون نے کبھی نہ سنا

دیکھنا کا نون بننا ہو گا پھر اوس وقت الکا مزاج عرش مطلی پر چھکے گا یہ تمام ہی سرے لاکوئی
عمر و ریسانہ نام رکھا جائیگا۔

دانی کی لہن ترانی گذشتہ تواریخ کی خوش سیانی آئندہ کی امید خوشاند آمیز بلاخیر تھی اور
نوجوان نا تجربہ کار کے دل میں صرف انواع انواع کے خیالات ہی نہیں پیدا ہو سکے
بلکہ ان باتوں نے اوسکو نہایت اذیت و غم بنا دیا اور اوسکو امید قوی ہوئی کہ ایک
ایک روز میں دنیا میں ذی رتبہ ضرور ہونگا دنی حوصلہ لگا لوں گا میری ولادت کا
حال بقیہ اولاد دلاؤ دینے مانند ہے جسکے حالات ہم قصہ کی کتابوں میں پڑھاؤ
کہانیوں میں سنا کر لے ہیں۔

ادھر ڈاکٹر صاحب اپنے دل میں سوچتے تھے کہ ابھی یہ لڑکا ان معالجات سے
حصص نابلد ہے ادھر صاحبزادہ بلند ارادہ اور ہی اودھیٹون ہیں۔ ہا کرے شب و روز
معتد اور وقت کے منتظر اور رات دن درگاہ ایزدی میں دست و پا کرتے ہیں
کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال و شتائی کسین یہاں سے چھوٹو لگا لے سب طرح کوئی
وسیلہ ہاتھ آوے میں اس قید فرنگ سے نجات پاؤں اور اس دنی میں رہوں۔
جسکا کہ باسحقاق ولادت مستحق ہوں۔

غرض کہ سب کس خیال و خیرین خطے مشیت و انوار نے خیالی بنا دیا کہ بچے کو کچھ
شدہ شدہ ایک روز شب کے وقت کھانے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے شہوان کی کٹی
کوڈیو تیز کیا اور اپنے صندوق سے ایک لقمہ چھین دتا ویزات اور ادویات پیش کیا
وہ تجربہ کر کے بچے کو لالہ لالہ بن سے مسٹر مانیکہ کا خط ہاتھ میں لیکر چڑھنے
بیت سجید کے ساتھ تھوڑا جانی اوسکے ولادت کا بیان کیا سننے ہی پر چڑکا اور
سے سرخ ہو گیا انکوں میں خون اور تر آیا اول تو خاموش لبشکل تصویر کتے کے عالم میں
تہ رہا دانی کا بیان یا دیکھا تو اس میں اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے کمان
رہ گفتگو خوشنما دینے کو خیر کہاں ڈاکٹر صاحب کی گفتگو یا وطر سے خالی زبان سازی
ہے عاری۔ ڈاکٹر صاحب نے ساری سرگشت از سر تا بیان کی جہلو اہل تجارت طلب
یہں یا ہر چیز دیتی تھے ہیں۔ رچر ڈاکٹر ثابت ہوا کہ میری ولادت والدین کے واسطے
بہت ہونی آج تک ایک دور کی رشتہ والد کی بدولت پرورش پایا گیا مگر وہ رشتہ

بھی مجھ کو اپنا ننگ خاندان سمجھتا رہا کاش میں مر جاتا تو دوسری تجہیز و تکفین کا خرچ نہایت
فونشی سے دیا گو کہ پردیش اور تعلیم کا خرچ شخص طوعاً و کرہا دیا غرض کہ ڈاکٹر صاحب
کی گفتگو سن کر چرچہ کے دل میں عجب اثر پیدا ہوا جتنے جیالی طلعے دل میں بنائے تھے جو
مضنون کا شے تھے سب دفعہ برابر با دھوکے غیرت و شرم سے بدن پسینے میں ڈوب
لیا دل میں کہتا تھا

موذالسر عجب کاریم اود فاد

بستر پادردہ دیواریم افساد

میں سخت آسمان دور بندہ بہر کیف مجبور کاش اسوقت زمین شبنم بوجاتی تو میں بھا جاتا
مذہور ہو جانا کثرتِ مذمت سے انگلیں زمین پر گر پڑی ہیں سر اوٹھانے کا شرف
مے آواز کا ٹکڑا دو بھر چکیا۔ چند لمحے کے بعد مجھ ڈاکٹر صاحب کے گہارے عزت میں اب تک خیال
بامناس رہا کیونکہ تمہارے ناما صاحب نے وقتِ تین بیٹوں کے دستے صلاح دی کہ
یہ درمیان سے گودیا میں محمول تو نہیں ہو سکتے مگر اتنا البتہ ہے کہ کسی کے دست نگر اور
مارج بھی نہ ہو گے اگر ایمان داری اور عقلندی سے کام کرو گے تو بخوبی آزادانہ زندگی
برجائے پس خوب غور کر کے چورائے تمہاری ہو مجھ سے کہو۔

کارہ بہ ہزار احمد ارچہ ڈسے سراوٹھایا اور کہنے لگا کہ جناب میں مجھ کو سوچنا غور کرنا درکار
نہ جبکہ معلوم ہو گیا کہ میں ایک عالی نسب والا منصب انگریز کا طعن الصدق
یہ میرا اس انگلستان ہے جسوقت میرا دل چاہیگا انگلستان چلا جاؤ گا۔

مگر صاحب۔ جو خوش تم سمجھتے ہو تمہارا گریز کے بیٹے اور انگلستان کے رہنے والے
میں جسے بڑھکر آپ کی پیدائش کا حال جاننے والا دوسرا کوئی شخص نہیں آپ ہی
ان میں اور اسی مکان میں پیدا ہوئے اگر اسی کا نام صحیح ایسی اور طعن اعلیٰ بی بی
ڈاکٹر صاحب پر ہے مجھے بیان کیا ہے کہ میں والدین کو بہت سے صحیح القصد انگریز
طام پریرے ایک کمن لڑکا لافورڈ صاحب وکیل کے پاس عدالت کی کارروائی
کرتا تھا اور حیدر دز سے رچرڈ کا بڑا بھائی ہو گیا تھا۔

صاحب۔ لا حول ولا قوۃ ہم تمہارے والدین ہی کو نہیں جانتے اور تمہارے والدین
مگر کیا مطالب نہ تمہارے صحیح القصد ہوئے سے عرض۔ اس بحث فصول سے

کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ یہ جا کہ روی پر سندنہرت حسیت نہ پر سندنہ کہ پدرت کسبت۔
 رچرڈ۔ نہایت غصہ ہو کر۔ جھڑپت معاف فرمائے۔ اہل انگلستان آپکے ہم وطنوں کے سندنہ
 سختی میں زندگی بسر نہیں کرنے اس ملک میں ڈاکٹر با پادری یا وکیل قدر ہی نہیں جانتے
 ڈاکٹر صاحب۔ ٹام پیری ٹکوپا کل کر دیکھا دماغ میں داسیات خیالات پیدا کر کے
 تیر ڈالیکا تمہاری اس گفتگو کا مطلب کیا ہے یہ بالکل نہیں سمجھتا۔

رچرڈ۔ ٹام پیری کہتا ہے کہ پادری لوگ خلق اللہ کے گناہ کی بدولت۔ دکلا علیا
 کی نصیحت کی بدولت اور ڈاکٹر لوگ بیماروں کے بدولت اوقات بسر کرنے میں آپ
 چاہتا ہے کہ لوگ بدگناہ کریں تاکہ گرجا گھر بچتائیں کیواسطے آنا ہو دوسرا کہتا ہے کہ لوگ
 بتلا نصیبت و آفات ہوں قدالیت دیرین میسر آجاتا ہے کہ اسے دن بیماری ہاتھ
 پانڈھے سامنے موجود رہے تاکہ ہم لوگوں کی روتیان جلیں کتنا ہی معاف۔

ڈاکٹر صاحب۔ ٹام پیری کو جلد گانوں سے لگانا پڑا۔ ایک وکیل کا حجر
 ایک شہر سے بھاگ کر میان جان چھپائے اور اد سپر یہ دماغ یہ خیالات۔ اگر میرے
 رو برو ایسے کلمات زبان پر لاتا تو ایسا سبب دیتا کہ مجھے عمر بھر نہ بھولنے اور ان منہ زبوں
 کی عزت کرنا سکتے۔ اب تم اس نامعقول کا نام میرے رو برو نہ لینا معلوم ہوتا ہے
 کہ وہ تمہارا بہت ہو گیا ہے۔ اب تم خود غور کر کے جواب دو کہ میں تمہارے نانا کو
 کیا جواب لکھوں عجلت نہ کرو سوچ لو تم تو خود مضبوط ہو۔

رچرڈ نے طعنے آمیز گفتگو چھوڑ دی اور تیرمہ ہو کر کہا اب صاف لکھ دیجئے کہ میری
 روح ان کاموں سے گھبراتی ہے ان مشنوں سے مجھ کو سخت نفرت ہے میرا ارادہ
 یہ ہے کہ اپنے باپ کا پیشہ اختیار کروں البتہ ایک صورت سے باز رہ سکتا ہوں
 یعنی اگر اب مجھ کو اپنے پاس رکھیں اور اپنا کام سکھائیں تو میں بلکہ میری دست
 ڈاکٹر صاحب۔ حق ہی فرمایا۔ اور آپ کو اپنا شریک بھی کریں بلکہ میری دست
 میں آپ کو اپنا وارث قرار دین اور بیشک یہ ہو بھی سکتا ہے جس طریقہ سے ادھوں
 نے آپ کی پرورش کی ہے اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے اور معمولی خاصیت
 آپ کے بھی اس کے مصداق ہیں شاہین بٹا شاہین یہ خوب سوچے کیا کہنا۔
 رچرڈ۔ تو صاحب ایک بات بتی براہ عنایت اسکو منظور فرمائیے یعنی میرے گناہ

ڈاکٹر کی بیٹی

میں روپیہ آپ کے پاس جمع ہوا اور یہ روپیہ خاص میرے فائدہ کی واسطے آپ کے پاس رکھا گیا ہے۔
 بلکہ پہلی رینوم سرکاری دھل کر کے ایک عمدہ فوج میں دلوادیجے اور باقی روپیہ محلوہ غنیمت
 زنی بھرنیدہ میں آپ کو کبھی تکلیف نہ لگا اور آپ کے توجہات کا مدت الحزم مشکور ہو گا
 اگر صاحب مجھ کو نہایت افسوس ہے کہ تمہاری فہم و فراست خوش مزاجی اور شہادت
 اس میں وہوم سے باز رکھنے کو جب تک کہ خیال ہی کرنا مناسب نہ تھا کافی نہیں ہو۔ یہ تم
 کہتے ہو کہ تمہارا روپیہ میرے پاس ہے اور آج تک کا خرچ و عود لا کر شاید دس ہزار
 لکھ زیادہ بانی ہو لیکن میں یہ روپیہ لکھو بغیر اجازت تمہارے نانا صاحب کے نہیں
 لیتا علاوہ برین تم کبھی نابالغ ہو تمہارا استحقاق کبھی نہیں پہنچ سکتا اور اس
 نادبوغ میں قانوناً ابھی چھ سال کا خرصہ ہے اور ایک حساسے تم اس کے سخت کبھی
 گے اگر تم یہ خیال دور نہ کرو لیکن عزیز من یہ سب واہیات گفتگو ہے جانے دو
 ہوا سو ہو اگر شیشہ راصلوۃ۔ آج اول مرتبہ ہے کہ میں تم کو اس قدر گستاخ پایا یا ایسا
 مزاج دکھیا تم کو اس غلبت سے زیادہ باتوں کے واسطے معافی مانگتا ہے مگر مجھ سے
 لذت خوش ہوے میری اس میں کچھ خطا نہیں ہے یاد رکھو کہ میرے احسانات کا بار
 اری گردن پر بہت ہے۔ دیکھو میں تمہارا دوست میں حامی و مددگار ہوا
 ب کوئی تمہارا دنیا میں نہ تھا۔

رڈس میں ان باتوں کے واسطے مطلق آپ کا شکر گزار نہیں ہوں اگر آپ چاہتے تو
 اس سے بھی زیادہ سلوک کر سکتے۔

پڑ صاحب۔ (نا خوش ہو کر) ہمارے ناشکرے بھلا اس سے طرک میں اور کیا کر سکتا۔
 رڈس میں نہیں۔ آپ مجھ کو اور نئی گاڑی کے پٹو کے نیچے ڈال دیئے تاکہ چل کر جاتا
 وہ اچھا ہوتا یا یہ اچھا ہو کہ اب تمام عمر کی واسطے کو فٹ دل پر ہے اس وقت آپ
 میں کام تمام ہو جاتا ہمیشہ کے لیے قصہ تمام ہوتا۔

ا ہوا ہر ڈاکٹر صاحب اس لکھ سے چلا گیا دروازہ زور سے بند کر دیا ڈاکٹر صاحب اس کی
 جی دیکھ نہایت تعجب میں بیٹھے رہے کہ بالہی آج یہ معاملہ کیا ہے اس رٹ کے
 نا ہو کیا گیا۔ اس کے دل میں کیا سمجھتی ہے کیسا جن اس کے سر پر چڑھا۔ ٹیلم ٹی
 ڈاکٹر پر اس کے دل میں گزرا لیکن ابھی اس کا مزاج تربیت پذیر ہو ہی تھا تبیر کرنا ہو گا۔

اور ڈاکٹر صاحب یہ خیالات نیک نیتی سے کر رہے تھے اور ہر چہ ڈاکٹر صاحب دانی کے کمرے میں
 پہنچا دہان مس مٹی بیٹھی تھی جسکو اسکے صورت دیکھنے سے ایسی خوشی ہوتی تھی جسکا بیان نہیں
 جو سکنا۔ اسکو دیکھتے ہی ایک موم کی گویا لپٹے ہوئے اسکو دکھانے کے واسطے دیکھی
 فی الحقیقت مس مٹی کے کھیل کو دین سوائے رچرڈ کے کوئی اور شریک بھی نہ ہوتا تھا مگر
 اسوقت رچرڈ کا اور ہی عالم تھا مارے غصہ کے جام سے باہر تھا گویا مٹی کے ہاتھ سر جھٹک
 دیا اور وہ آتش دان کے پتھر میں لگ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی یہ حال دیکھ کر دانی بہت جھلائی
 کہ وہ رچرڈ کو بہت چاہتی تھی مگر اسوقت نہایت ناخوش ہوئی اور کہنے لگی ارے یہ
 تو نے کیا کیا مس مٹی کے ساتھ یہ اسکو کیسا تجکو واجب نہ تھا۔ تو نے بڑا غصہ کیا بیٹی تم
 ہم خاموش چور ہو ابھی گویا درست کیے دیتی ہوں۔

اگر مس مٹی اسوقت روئی تو وہ روٹا گویا اسطے نہ تھا اللہ اسکو خنار و نہ انک
 روان سے بھر خابوش منہ سے آواز نہ نکلتی تھی تہ کا لکابہ نظر حیرت و حیرت پر ڈکھو رت دیکھ
 رہا تھی۔ دانی نے جب دیکھا کہ مس مٹی چلا کر دانی نہیں ہے تو ایک گونہ دوسری طرف
 دھجی ہوئی اور رچرڈ کی طرف متوجہ ہو کر استفسار حال کرنے لگی کہ بیٹا آج کیا حال ہے
 کیونکہ اندر ہے جو گیس سے نفا ہو۔ ماجر کیا ہے کیا ہو۔ کسے تمکو ستایا کسے تھے بچہ کہا۔
 غور فکر بہت سے اسطے حلقے سوال کئے تو آخر کار رچرڈ نے کہا کہ چلو چلو جاؤ آج سے تین
 کسی کا لڑکا ہوں نہ بیٹا ہوں۔ بلکہ متر دک۔ لڑکا تنگ خاندان ہوں نہ میرا کوئی ہر
 نہ میں کسی کا ہوں۔ آج ڈاکٹر صاحب نے خود مجھ سے کہا۔

دانی کسے لگی کہ کیا ڈاکٹر صاحب نے یہ بھی کہا کہ تم ماجر جلو ہو۔ یہ صحیح نہیں ہے۔
 تو نہ کیا اونہوں نے میرے بچے کو یہ بچہ کیا کہ خدا گریہ وہ چرا می ہے۔ تو نہ تو بہ بھلاہ
 کہنے کی بات ہے۔ یہی ہم تو خدا لگتی کہیں گے۔ اے تمہارے باپ تو وہ اشرف آدمی
 تھے کہ ڈاکٹر صاحب کے ہاں اتنے آنے والے ہیں کوئی بھی آدمی برابری نہیں کر سکتا۔
 ماشاء اللہ سے رعب داب ایسا ہی صورت سے پہلے مانس۔ انکسین بڑی بڑی اور ہاتھ
 پاؤں ایسے کہ ایک تپاڑی ہین نواز کو نصیب نہیں۔

اناجسین تو بہت کچھ تعریف و توصیف کے میں لہو ایسی باتوں میں انوکھی بھی بہت
 لگتا تھا کیا سبب کہ خدا انکسین کی بڑی بڑی مہر تھیں مگر آخر مثال جو انہوں نے دی

وہ لڑکے کو ناگوار گزری۔ اور بات کاٹ کے پوچھنے لگا کہ اچھا ان باتوں سے کیا حاصل۔
 بہنا یہ تو بتاؤ۔ دادا زبان نے ہماری پرورش کے لیے ڈاکٹر کرے کو کتنا روپیہ دیا ہوگا۔
 انا جیمنس۔ بیٹا ایمان کی پوجہ تو ٹھیک شمار میں کیا جانوں۔ اور نہ اچھی طرح دیکھا
 بان رگل سے اتنا جانتی ہوں کہ پہلی چلی اسٹریٹ میں انہوں نے یہی بھر کے دی ہیں
 کچھ نہونلی تو سو سے کسی طرح تم نہونلی بلکن اگر جو دو سو ہوں تو کچھ لعج نہیں۔ اصل یہ
 بیٹا مجھے ٹھیک تو معذور نہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب روپیہ پیسے کے معاملے میں بڑے ایماندار
 آدمی ہیں۔ وہ دن تو اسے رکوڑی کوڑی کا حساب سمجھا دیتے۔ اور بیٹا جو مملو صحیح
 صحیح سال اپنے روپیہ کا پوچھنا ہو تو چلے جاؤ محاسب قصبہ کے دفتر میں وہ ابھی سب
 حساب بتا دیتے۔

چرڈ پٹر اس نے ان باتوں کا تو کچھ جواب نہ دیا مگر جب چاہے گھر سے نکل کے باہر چلا
 پسیدہ محاسب کے دفتر پہنچا۔ محاسب ایک معجزہ پرانا بچہ تھکا ہوا اس سے
 بخوبی واقف بھی تھا اس کے مزاج میں منساری بھی ایسی تھی کہ قرب و جوار میں سب لوگ
 دانستے اور خاطر داری کرتے تھے۔

چرڈ نے تمہید اس طرح شروع کی کہ میں جانتا ہوں کوئی پیشہ اختیار کروں اس کے بدلے
 بڑا ہونے کی کیفیت اور آئندہ کے سامان کی باتوں کی پیمائش میں سلسلہ سخن جاری کی
 مقدار تک پہنچ گیا اور محاسب نے وہی مقدار بتادی جو پہلے سے یہ سن چکا تھا
 ہر سنے فوجی ملازمت کی تجویز بھی کی اپنے تصور ترقی سے برسبیل تذکرہ بیان کی جس کے جواب
 میں اس نے بھی اہل سلسلہ وہی امر گوش گزار کیا جو ڈاکٹر کرے نے کہا تھا کہ جب تک
 ن بلوغ کو نہ پہنچ لو گے اس وقت تک اس سرمایہ سے ٹکوجہ نہیں مل سکتا۔
 اور اوپر سبھی کھارے دو ذون و لیون اور ماسٹر کی رضا مندی مشروط ہوگی۔

اس گفتگو کے بعد یہ وہاں سے رخصت ہوا۔ اور محاسب قصبہ بھی اس کے طرز کا
 راسب سے بڑی بات اس امر سے بہت ہی خوش ہوا کہ اس عمر میں اسکو جاری سے
 نے کا خیال آیا اور مجھ سے مشورہ پوچھنے آیا۔ چلتے وقت یہ تجویز بھی ٹھہر گئی کہ اگر
 ماہی ابراہہ ہے تو تم قانون کیون نہیں یاد کرتے نوکری کہیں باہر لے جانا
 بن خود اسی دفتر میں تمہارے واسطے معقولی تنخواہ پر بیکار اداری کی سہاہری

رکھنے کے قابل نہیں۔ وہ ایک لچہ کندہ ہے اور جب دیکھو انگلستان کے قاعدوں کی
 ڈنگ بار اڑتا ہے۔ کھلا نہخین خیال کر داس سے حاصل۔ ہلکے دہرے۔
 رچرڈ نے وکیل صاحب کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں اس وقت صاف صاف جو
 نہیں دے سکتا۔ سوچ کر کہو گا کہ مجھ کو یہ پیشہ پسند ہے یا نہیں۔
 ٹام ہیری کے آقا کے پاس سے اٹھ کر رچرڈ ٹام ہیری کے پاس گیا جو اس وقت
 اپنے دفتر کے کمرے میں تھامس ہینس برس کا بہت قامت کو تاہ گردن تیزی میں بڑھتا
 آتش شرارت میں شیطان کے اوستا دجالا کی وفطرت کے برادر مادرزاد یہ طباع
 اور ذہن دقیقہ رس نکلتے جن۔ خوش پوشاک نو عمر کے بناؤ سنگار کے شو قین مال
 سوارے لیسڈار گول ٹوپی سر پر رکھے بیل دار واسکٹ ڈائے یا شنبہ کو لڑھکا جاتے
 لوگ اور گلیان اوٹھاتے سابقین اور کسی شہر میں کسی وکیل کے محلے میں کسی
 نہ کسی وجہ سے بھاگتا پڑا اس ملک میں اگر آباد ہوئے وکیل کے پاس کام تو کیا ہی
 تھا سب کارروائی سے واقف تھے آتے ہی لا فورڈ صاحب کے پاس ملازم ہو گئے
 ترتیب مثل وغیرہ میں وہ صحت دکھائی کہ وکیل صاحب نے نہایت پسند کیا فوراً کوکر
 رکھ لیا عجب کہ اسے رچرڈ کی پیدائش کا حال مٹا اور یہ بھی دریافت کر لیا کہ اسکے پاس
 دولت ہے اسوجہ سے دوستی بھی کر لی ہر وقت حلالدار ہنسنے لگا گورچرڈ سے وہ عین
 کہیں زیادہ تھا مگر اس کا خیال نہ کیا وہ وہ سبز باغ دکھائے وہ وہ قہرے تہائے کہ اسکا
 دل پھر گیا جو باتیں کہ اس گاؤں میں اوسکو برسوں میں معلوم ہو تیں وہ چند دنوں
 میں تباہ دین ہر طرح کے کھیل سکھائے قمر بازی کا شوق دلایا یہ طفل کتب و ہوشیار
 چالاک یہ محض نا تجربہ کاری ہارنے وہ فائدہ اٹھا تا یہ کہوے وہ یا نا عرضہ اوس روز
 بہت دیر تک رچرڈ اوسکے ساتھ ساتھ بھرتا رہا سارا قصہ اوسکو کہنا یا جو اسنے کہا
 خوب دل لگا کہ جو صلاح دی اوسکو مفید سمجھا شام کے وقت مکان کو واپس آیا بیٹ
 میں طرح طرح کے خیالات بھرے تھے اشتہا کسو تنی کہا نا بھی نہ کہا یا دیکھ ہی سوز
 بارے شب خوابی نے اپنا بھائی اثر ظاہر کیا کہی دماغ فرو چو کئی مزاج ہی صلاح پر آیا
 علی الصبح اود ہر اذتاب برآمد ہوا دہریہ بھی بستر استراحت سے نشان اٹھا
 ہر کھٹے ہی مس بینی سے ملاقات ہوئی رچرڈ نے ایک گور یا مبادضہ اوسکے جو کل ٹوٹ

گئی تھی نذر کی لیکن اوسکو معاوضہ کی کیا ضرورت وہ بجا رہی سادہ مزاج بھولی بھالی لڑکی دل شیشہ سے بھی زیادہ نازک کسی دوسپ کی ادنیٰ برکتش سے وہ صدمہ اڑے آئینہ دل پر پہنچتا جو برق سے خرمن کو پاتھر سے شیشہ کو پہنچتا ہے مگر کیا ابھی رنج ہو گیا تھا دل دکھایا اگر اوس نے التفات سے کوئی عین آیا فوراً آئینہ دل کہ ورت سے صاف ہو گیا سب گزشتہ معاملہ فراموش کر دیا پھر وہی باتیں وہی کھیل وہی سہل ہو گیا۔ علیٰ ہذا رجوڑ کے ساتھ وہی حال ہوا اور اصرار سے گویا نذر کی اوسے ہنسرے کی پرستار تھا کہ کینٹے ہوا کھانے جلدیے۔

ڈاکٹر صاحب کا غصہ بھی بہت عرصہ تک قائم رہا حالانکہ دوسرے روز جب رجوڑ ملاقات ہوئی اوسکی شب گزشتہ کی گستاخ اور بے اعتنائی یاد کر کے مجھ پیر لیا مطابق اوسکے جانب متوجہ نہ ہوئی رجوڑ کو تاب نہ آئی فوراً اوسکے روبرو گیا اور کہنے لگا جناب میں میری قصص معاف فرمائے سچ تو یہ ہے کہ کل تک مجھ کو اپنے والدین کی عظمت اور ثروت کا کمال خیال تھا تعجب ہوا دلخیز میں بھری تھی مگر نا نا صاحب کے خط نے تمام سیدوں کا خون کر دیا کیا کون کیسا صدمہ دل پر پہنچا دی خلق تھا کہ اب مجھ کو غربت میں زندگی بسر کرنا پڑی اوسی رنج میں چند کلمات گستاخانہ آپ کی خدمت میں زبان سے نکل گئے اب میں نہایت شرمندہ ہوں کہ غصہ کی حالت میں یہ خطا ہوئی آپ مری ہیں از خود ان خطا و ازیر کا عطا براہ توجات قدیمانہ معاف فرمائے درحقیقت جو سلوک آپ نے میرے ساتھ کیے اوسکے بیان میں زبان قاصر ہے میں تمام عمر نہ ہوں لو لگاؤ اوسنے کہی بکھر دس ہو گا۔ ڈاکٹر صاحب یہ معذرت زبان لجاجت سن کر فوراً اپنا غصہ بھول گئے رجوڑ کو اپنے قریب بٹھا لیا اور فرمایا خبر چاہئے دو جو ہوا سو ہوا لیکن اب یہ بتلاؤ کہ مجھے ایمل میں کیا اور کیا کیا سوچا کون کام کیلئے اگر ابھی خیال نہ کیا ہو تو اور مہلت سنہی پھر خوب غور کر لو۔

رجوڑ نے فوراً صفائی اور ستھائی سے کہا۔ جی ہاں میں نے اس بارہ میں وکیل صاحب سے بھی مشورہ لیا تھا وہ بھی کمال عنایت پیش آئے مجھ کو اپنے پاس ملازم رکھنا چاہا لیکن بہ حال آپ میرے مربی اور سرپرست ہیں اگر آپ مجھ کو علم طلب پڑھائے تو نہایت عمدہ ہو گا آپ نے جو کمال اور افتخار اس پیشہ میں حاصل کیا ہے شاید آپ

طیلس ہے ایک شکر یہ سکا محجو بھی کسی وقت میں حاصل ہو جاوے آپ کے ہمراہ ملے گی
 یہی موصیٰ اچھا ہاتھ لگتا اور اتنا دلسوز اور مہربان استاد محجو کہاں سے ملے گا بھال میں آپ
 سے معذرت پسند نہیں کرتا شب و روز آپ کی خدمت میں حاضر رہوں گا۔ یہ پستہ
 مختار کی اسے کہیں زیادہ معزز ہے۔

جب رچرڈ نے اپنا مستقل ارادہ علم طب سیکھنے اور ڈاکٹر صاحب کے ساتھ رہنے کا
 ظاہر کیا تب ڈاکٹر صاحب نے اس کے نانا کو اطلاع دی تاں صاحب نے خط کا جواب
 ایک نوٹ پر اردو پیہ کے ڈاکٹر کے پاس بھیجا اور لکھا کہ میں نہایت خوش ہوں کہ لڑکا
 علم طب سیکھنے اور ارضی ہر گیا یہ روپیہ آپ کا حق التعليم ہے۔ ڈاکٹر صاحب سے
 اگر دریافت کیا جاتا تو شاید اس کی تہائی بھی اپنے منہ سے نہ مانتے۔

چند روز کے بعد ڈاکٹر صاحب کی ملاقات دکیل صاحب سے ہوئی رچرڈ کا ذکر بنا
 ڈاکٹر صاحب نے سارا قصہ بیان کیا دکیل صاحب نے کہا البتہ وہ لڑکا نہایت
 سلیم الطبع اس پسند معلوم ہوتا ہوں اسے میری محوری صرف اس خیال سے منظور نہ کی کہ
 لاک یہی کہیں لے کر ایک دوست کی روزی بند کر کے خود نوکری کر لی اور یہ محجو کو اس میں
 ڈاکٹر صاحب نے کہا جی ہاں آپ سچ فرماتے ہیں مگر محجو اس دوست کا نہایت
 خوف ہے میں دیکھتا ہوں کہ کچھ عرصہ سے نام ہلیری اور رچرڈ کا بہت خلا ملا رہتا ہے
 مگر یاد رکھیے کہ اگر ایک کیا دس ہزار ٹام ہلیری آوین تو یہی رچرڈ کے خراج گوہر ہے۔
 کرنا دشوار ہے۔

باب سوم

جن دنوں ڈاکٹر صاحب نے رچرڈ کو اپنا شاگرد کیا ہے اسی عرصہ میں ایک اور
 درخواست آدم باڑی نائے شخص کی باسٹا غاؤنیلیم علم طب ڈاکٹر صاحب کے پاس
 فی شخص ایک معمول کا شکر کار کا بیٹا تھا اس کے باپ کے دو بیٹے تھے بڑے کو اونے
 پانچسہ سکھا یا چھوٹے کو ڈاکٹر نانا چلنا زیادہ تر اس کی وجہ یہ تھی کہ ہوس لگانوں کے
 میدان کو اپنے مصاحبین میں ایک ڈاکٹر کی ضرورت تھی چنانچہ اس کے باپ سے کہا
 کہ تم اپنے بیٹے کو ڈاکٹر کی سکھاؤ تو میں اس کو اپنے پاس رکھوں میں تمہارا اور اس کا

نون کا فائدہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس درخواست کو بھی منظور کر لیا اب دونوں
 الب علم ڈاکٹر صاحب کے مکان میں ساتھ ساتھ رہنے لگے ایام میں مین ایڈن
 کے مدرسہ طب کو جانے کیونکہ غیر مدرسے کے پڑھنے امتحان میں شریک ہونا
 نہ تھا۔ اب اسکو تین چار برس کا زمانہ گزر گیا دونوں طالب علم دانشا اور نون
 انہوں نے اور جو ان ہی کیسے کہ نہایت حسین طر حذر خوش برد اور نہ خندار خوش
 ساطحہ الب علم یافتہ اور والد ارکا دونوں میں آؤچی نے جد ہر جانے ہو گئے مکی نظر انہی طرف
 آکا دونوں کے کوکب بھارے غریب اوسط درجہ کے لوگ تھے نہ کوئی ایسا استاد
 نون کو شک تھا سب اہل کار و بازاریاں دار و بان رہتے تھے اور کواورات ظاہر داری
 اتنی فرصت کہ ان تھی کہ آراش و سمنائی کے طرٹ الٹاٹ کرین عورتیں ایت حد
 میں مہجین بناؤں گے وہ ہاں پھر کی تھیں۔

نون طالب علم خندہ پیشانی یا پڑش سے ملے دو نوکی صحبت اور مجلس مہم اور
 سانی اپنی پسند کے مطابق غلجہ غلجہ تھے گوکہ یہ دونوں شخص ایک ہی مکان
 تھے ایک ہی ساتھ پڑھتے تھے اور بظاہر ایک مدرسہ مانوس بھی معلوم ہوتا تھا
 لیکن میں دل صاف نہ تھے وہ دونوں خوابان رہتے تھے کہ ایسا ہو میرا ساتھی مجھے
 امر میں سہیت ایسا میری کرکری ہو جائے اور اسکا نمبر پڑھ جائے اور میرا
 دونوں کو کہہ گئے اسے پڑھ کر جوئی آدہ دیکھاے ہوئے دونوں کو نقص و سرور کا شوق
 جی کا ذوق پیدا ہوا اتفاقاً ایک اور شاگردی بھی وہاں گاہ گاہے آجیا کرتے تھے
 ایک قیام زیادہ تر یہاں ہونے لگا یہ دونوں نوجوان بھی اولے پاس جانے لگے علم
 یکساں شرح کیا ذکی اور فہم تو تھے ہی بہت جلد دست گاہ ہم پوچھا کی مگر دونوں
 باب کم نہ دو سرانہ زیادہ۔ نہ اسکو اس پر فوج نہ اسکو اوسے فضیلت اور شاد
 حیران تھے کہ یا الہی ان وہ دونوں میں کون اچھا ہے اگر ایک بات میں
 فرہمتر پاتے دوسرے میں اس کے ساتھی کو اس سے بڑو کیجئے۔

کی یہ کیفیت تھی کہ بارہائی کو قیمتی پوشاک پہننے کا کمال شوق تھا شاید اسوجہ
 بن یا لدار تھے خاطر خواہ روپیہ ملتا تھا کہ بہت ہر گز نہ تھی اسکی پروا نہ تھی کہ
 میں قطع ہوں یا بدن پر چیت ہوں مگر قیمتی ضرور ہوں نہ باضیاط لباس

ڈاکٹر کی سیٹی

۳۸

رکھنے کا مطلق خیال تھا اور ہر پہناؤ دھڑکھٹکیندا یا۔ مگر رچرڈ کو احتیاط کا بڑا خیال تھا کیا جیال
کہ کپڑے پر زور دیا جبہ لگے یا میلا ہو جائے۔ بعض اوقات ہارٹلی لمبوس ناخوش
ہیئتاً خوب اگر کپڑا کر چلتا اور سکا ساتھی صاف اور خوش قطع پوشاک پر فدا تھا ہر وقت
بشائش خندہ پیشانی رہتا جس صحبت یا جلسہ میں جاتا اور سلی علمی لیاقت فصاحت
و بلاغت سے کوئی پوشاک کا چندان لحاظ نہ کرتا جو پہننے ہوتا وہی مناسب معلوم ہو
مگر دونوں کی صورت و بنا بہت میں بڑا فرق تھا۔ ہارٹلی نے میانہ قامت چھت و بالکل
نمک سب سے درست بدن کے اعضا متناسب تندرست خوش رو و مرغوبہ و بہت
سے انگلیت پیدا چال ڈیال سے جو انفرادی ہو بلکہ کثرت ورزش کا شوق جب درست
علی موقع دیکھا وہم سے اکھاڑے بین جا ڈگے فن کشی میں طاق پھری گد کا بانگ

میں مشاق۔ اسکے رچرڈ کا رنگ مثل انور الدین کے اس قدر صاف نہ تراکشیہ قامت
مگر خوبصورت چہرہ راہین ہر عضو درست سانچے میں ڈھلا مگر تیرے بے اجنبیت پیدا
جستی اور چال کی کوٹ کوٹ کر جسم میں بھری تھی خوش کلامی شیریں رہائی سیکھنے کیونٹے
ٹھیکر میں جانا شروع کیا فن سپہ گری کا از حد شوق تھا لیون تراشنا جو رنگ جانا
خوب دیکھا تھا۔ رچرڈ کو چھلی کے شکار پر فدا ہارٹلی بدوق پرشید اوہ ششت لگاتے
یہ بال باندہا نشانہ اوڑھتے۔ دونوں کو ڈاکٹر صاحب کے دسترخوان کی فکر ہوتی
ایک دیر یا جانا دوسرا جھل سہاگتا دونوں اپنا اپنا شکار ہر روز شام کو لانے ڈاکٹر صاحب

کو انہی انہی محنت کا یزید جکھا لیجے۔ ڈاکٹر صاحب کے شاگردوں میں کون بہتر
تمام شاگردوں کے لوگ بچ کر نے کہ ایڈاکٹر صاحب کے شاگردوں میں کون بہتر
اکٹر لوگ اگر خود ڈاکٹر صاحب سے دریافت کرنے کہ آپ کی کیا رائے ہے مگر ڈاکٹر صاحب
ایک گڑب گڑ بازان دیدہ سرو و گرم حشیدہ کہی صاف صاف نہ کہنے کہ کون بہتر ہے جب
کوئی بہت ضد کرتا تو یہ کہنے کہ اے بھائی میری نظر میں دونوں یکساں ہیں دونوں
یضا جو فرمان پذیر نہ کوئی اعلیٰ نہ کوئی حقیر اگر کوئی نہیں دل لگا رہا تو چند روز میں کچھ نہ کچھ
شد ہو جائیں گے۔ روٹیاں کھا کھا ٹینگے اگر آجکل کی ہوا نہ لگے گا توں کے لوگ

بڑے مزاج کو گریستہ نہ کر دین مگر باوجود اس سب کے ڈاکٹر صاحب بارٹلی کو زیادہ پسند کرتے تھے اور اسکا اعتبار زیادہ تھا کیونکہ وہ اولکھا، محظن اور ریس کا لڑکا تھا لیکن زیادہ لغت نہ ہوتے بہر ڈاکٹر صاحب یہ بھی اپنے دل میں سوچتے تھے کہ میں ناحق رچر ڈاکٹر کو جھڑپتا ہوں اور سکو میں نے بچپن سے پالا ہارٹلی کل آیا ابھی اسکو بخوبی نہ کیا نہ بھلا نہ کون بھلائے کیسا اگلے اسکا مزاج مجھ کو بخوبی معلوم ہے وہ مجھ کو اپنا حریف جاننا میرا اشارہ بجا ہے آیت حدیث مانع ہے پھر میں اسکی کیون طرف داری کرتا ہوں

اسمیں سراسر میری خطا ہے۔ بعض لوگوں سے یہ لڑکائی بھی کہتے کہ اسے ہم تم یہ کیا جانیں اسکا انصاف تو ڈاکٹر صاحب کی صاحبزادی ہی خوب سمجھتی ہوگی اسنے ضرور اپنی پسند کر لی ہوگی اور اسے دے پھینچے تو معلوم ہو کہ کون بہتر ہے اور سکو معلوم ہو گا کہ کون زیادہ لائق ہے کون زیادہ شہین ہو مگر اتنی جال کشی کہ بالمشافہ اس سے جا کر دریافت کرنا جاوہ اعدال سے قدم باہر کرنا اور اسے چال چلن کو بغور دیکھا کرنے کہ کسکی طرف توجہ زیادہ رجوع ہے کون اسکا مطبوع ہے مگر ظاہر معلوم ہوتا تھا کہ بارٹلی کا ساتھ اور سکون زاد پسند ہے اور اسکی ساتھ زیادہ ہنستی بولتی ہے مغل رقص و سرود میں بھی ایسی کا ساتھ رہتا ہے رچر ڈاکٹر کے ساتھ گفتگو میں وہ آزاد نہیں بلکہ بہ حجاب بات چیت کرتی ہے ہم لوگوں کے دل کو تشفی نہونی کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ ہاندا۔

یہ تو غیر ممکن تھا کہ تمام گانوں میں اس کے چرچے ہو اگر میں اور یہ دونوں شخص اس سے محض ناواقف رہیں اور اسے گانوں میں آواز ہو جیتی تھی اور جان بوجھ کر انجان بننا بھی دشوار تھا بہر حال دونوں میں خیال ہوا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ اس عرصہ میں میں مینی کا بھی شباب چمکا جو بے وہ رنگ دکھایا کہ میخورد دیکھ کر شرمایا بدکاٹل نے اس کے روبرو خجالت سے سر جھکا یا اللہ اللہ دریاے حسن کی رچی وہ اٹھتی جوانی۔

حسن خوبی سے وہ بیت مزور
سن بس جودہ اک کا ہوگا کمال
سے پاک برگ شملہ طور
پر وہ ماہ دہنقتہ بدر جمال
مست صہبائے عمرہ و انداز
اوجھٹا جو بن شباب کا آغاز

آنکھ پر یان فتر کی لگاوٹ باز دلربا بات کا پتہ انداز
 نشہ بادہ شباب سے پتور چل مت نہ حسن پر مغرور
 نازک اندام تدر و خرام سیدتی غنچہ دہن عابد کش زباہ فریب قاتلگر و سبکدوش قبا
 ہر قدم حب پر کرا تالپ ہوان بخش ہر بات میں انجانہ جو انی کا دم بھر مار شوق سے
 کہ اس کا لون میں ایک جاسدہ سا لیا نہ کہ ورد و رنگا ہوا کرنا سب زینت اور قرب جوار
 کے رزساؤ ذی اقتد اور ہر سال معہ اہل و عیال اس کا لون میں اگر فریاد ہوئے
 اہل صلیب نے اپنے مقامات کر ایہ کی طرح سے ظاہر کیا کہ یہ ایک بہتہ کس نوبہ میں
 رہتا ہر شب کو خیمہ زین میں جلسہ رقص و سرور ہوتا تمام رزساؤ اور ہر رات بوجہ
 کمر بچیاں انارت و غرورت و عجب و شہرت سے نہ پاکی و بان گذر نہ دیکھ لکھ لکھ لکھ
 اوس محفل میں بار نہ پانا چاہر سے ڈاکٹر صاحب بھی اونکے مقابلہ کے نہ تھے یہ بھی
 محروم رہتے تھے کہ ان دنوں والے کے آئینہ چھپنے کے واسطے اکابر عام جلسہ کا ہونا
 اوس روز ہر کس و نا کس کو اجازت ہوتی جبکہ ہر چاہیے چلنا ہوا کئی کوئی
 مزاحم ہوتا اوس روز ڈاکٹر صاحب بھی آئے اور شمع سارے باغ و بہار محفل کو نور و نور
 خاستہ گلشن مجنوبہ یعنی اپنی دختر پر نی پلیر رشاق قمر کو ہر اہ لیے ہوئے جلسہ شرف و شرف
 اس مست سرمایہ ناز کا انا تھا کہ قیامت کا سامنا تھا اوس نہرہ شمال غریب پر
 کا ہنس ہلال کا حسن و جمال دیکھ کر کس لبستان فرنگ کی گری باز از حسن سر ہو گئی
 گلبد لون کے چہرے زرد ہو گئے رشک سے کھلچہ پر سانپ لوٹ گیا عیش و شہر
 کی جان پر اذیت حسن پرستوں کے لیے قیامت آئی ان سب میں ایک رئیس کو زمانہ
 فرخندہ اقبال صاحب جمال کا اسکی پیاری پیاری بھولی بھولی صورت دیکھ کر
 عجب حال ہوا چون ہی نظر اوس جمال جہان آرا پر پڑی خرمین صبر و تشکیہ با پر
 برق کا کام نہ گئی

دہن جانا ہر نگاہ کے سحر صبر رخصت ہو اکہ آہ کے ساتھ
 دل پہ کرنے لگا طبعین ناز رنگ چہرے سے کر گیا پرداز
 تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی وہ نظیر ہی دواع طاقت تھی
 فوراً ڈاکٹر صاحب کو معذرت اوس ناز میں کے باغ و بہار میں ایسا مقام پر لگا کر لگا

ڈاکٹر کی منی

mi

۴۱

خود بھی غریب پھینک دیتا ہے۔ یہ حقیقت کرنے لگا ایک توجوانی کی آوندگ اور کھینٹنے کی ترنگ
سہولت ایسے بیٹو ہو گئے کہ تمام شب اونکے سہراہ رخصت میں ساتھ ساتھ کھانا پھینک
دیتے ہیں۔ یہ سہت یہ توجوان نہایت عالی خاندان معالی و دوستان امیر
کیہ کاکڑ کاٹھا اسکی زبان کو اپنے رتبہ کا بدرجہ اتم خیال تھا کہ بقیہ آدمیوں کے عقل
نہایت اندر و درت عریب جانتی تھیں چہرے اُڑیوں کو کبھی بخیر نہ لگاتی تھیں مگر
سنہ ۱۳۱۰ سن و نزلت نعم و نسلت خوش بیانی شیریں زبانی حیا و شرم و دلکیر
جو میں کہ اور سلو ماوراء صفات سے بلا کر اپنے پس تنہا پر اُڑے
وہاں میں خیالات زاریت اور ثروت کے توہیات بالاسے طاق رکھ دیے آپ جیسے
تو خضیب کے لوگ پوٹے میں اوڑنی چڑیا پہناتے ہیں فوراً پوٹا باندھ دی
عجب چکر اکر صاحب کی صاحبزادی کی شادی اس توجوان کے ساتھ ہو جائے

شاہنشاہ صاحب کے تحت خواہاں رہا اور وہاں پر بھی دربار و ملک میں شامل ہو جانے پر
چڑھ اور اٹلی بھی اوس روز جلسہ میں خوش گھسا کر کہیں لب زمیں تک پہنچ گئے
تھے تو ایک گوشہ میں خاموش کھڑے کھڑے سب بایں نہ نظر بہت دھست دھست
رہے تھے اپنے انہی خیالات میں مسرت تھے۔ ہارٹلی اوس امر زادہ کا اختلاط مس مینی
سازدہ دیکھ کر اپنے دل میں نہایت خوش ہوتا تھا اور اس کا ہنسا بولنا اس کے ساتھ
ہر روز گوارا نہ تھا مگر کیا سرین مجھ جاہ نہ تھا وہی مثل ٹکڑ ٹکڑ دیدم دم نہ کہنم اگر
بھی اہل سے بے زبان سے نکالتے فوراً گردن نانی جانی مجبور رہ

غیر انکمین سنکے اوس بت رہو ہمارا دل اچلے

وایے پیدروی کوئی ناپے کیس کا کھجلے

[illegible]

کہتا تھا کہ یہ تو نرا گویا جیڑھا کی طرح نہیں جانتا کہ میں استاد جی بھی کھڑے تھے انکا نام
بھی ٹھکان جلد میں تھا اور اسے رچرڈ نے کہا جی حضرت آپ کیا دیکھتے ہیں ع۔

سب صورت نگور فقط دم کی کسر ہے استاد جی نے فرمایا اری بھائی اسکی کیا خطا
سکھانے والے کا قصور ہے وہ خود ہی بند ہو گا استاد با کمال بھی قسمت سے ہاتھ آتا ہے
اگر تمھاری طرح اوسکی بھی لائق استاد ملتا تو سبقوں میں برق گردنیا یہ استاد کی
اوتاد ہی ہے بھائی ورنہ تم بھی ایسے ہے گورے رچانے اب تم کھڑے نہتے ہو یاد کرو
کہ تمھاری نازنین محبوب بھی اوسے کو غلط پسند نہ کری۔ کمان تم کمان وہ ع۔
چہ نسبت شاہک رابا عالم پاکہ تم اپنے استاد کے طفیل سے اس فن میں کمال
حاصل کر چکے (واہ رسے استاد) میں میری محبوبہ رچرڈ کچھ اور بھی کہنے کہتا کہ
اوسکے استاد جی کو استاد و محفل رقص نے باوانہ بلند کیا راکہ حضرت آپ دیوان غیب
اڑا رہے ہیں یہاں محفل کا رنگ بڑا جاتا ہوا ہے شریفانہ لائیہ سنگر استاد جی اور ہرگز اوس
ایک بلندی راسنادہ ہو کر کیر تماشا دیکھنے لگا دل تھا دلین نہایت محظوظ ہوتا
تھا کہ عجب جانا لگو جمع ہوئے ہیں جیگر رقص کا قاعدہ ہی نہیں معلوم اس علم
کی الغ بے تک نہیں جانتے۔

غرض شب تو اس جلسہ میں نئی علی الصلاح ڈاکٹر صاحب کو دونوں شاگرد شید باغ
پہنچے یہ باغ رہا بابا رے ڈاکٹر صاحب کے مکان کے قریب تھا اور قطعہ مختصر تھا کہ
ہر اہر اصناف ستر اخوش رنگ خوشید واپول جدا جڑی بوٹی اودیات کی کداریاں
علاجیاد ہم خدادہم صواب میری سیر طلب کا مطلب یہ باغیچہ نہیں دونوں شاگرد کے
سپر تہا دہی لوگ خبر گیری کرتے تھے تھے درخت لکڑی زرخیز دھو لو کا شاق ہادی
میوہ دار درخت اور جڑی بوٹی ترکاری پر عاشق دونوں کے شوق سے کوئی چیز دہی
نہ تھی ہر شے ضروری دیان ملجانی ایک گوشہ میں رچرڈ نے ایک آرام گاہ مس بینی کی
نشست کے واسطے طیار کیا تھا نہایت عمدہ عمدہ پھولوں کی بیل سے اوسکو چھپا
دیا تھا اور اوسکے نام سے موسوم بھی کیا۔

اسوقت یہ دونوں شاگرد اس باغ میں کام کر رہے تھے دفعتاً رچرڈ نے اپنی دوست سے
پوچھا کہ یا رے کتنا ٹھیک اپنی جان کی قسم کل تم جلسہ سے کیوں رہنا تو راکر بھاگے۔

کیا شیطان نے اونگلی دکھائی تھی۔

ہارملی بہدین آپ سے دریافت کر رہا ہوں کہ آپ کو وہاں کون چرینڈا کی کمر آپ استہر
جے رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ بارہ گانوں میں خراب جگہ ہے انگلستان کے چھوٹے چھوٹے
گانوں میں اگر کسی رئیس کے مکان پر جلسہ یاد عورت ہو تو ہر ایک شخص اس گانوں کا
باشہ اوس شب کو مدعو ہوتا ہے یہاں کا تو بابا آدم ہی نرالا دیکھنے میں لایا جو ہے
وہ فرعون بے سامان نخت استدر کہ خدا کی پناہ کیونکہ محفل میں جانے کا مقصد نہیں
رہ چرڈ۔ اقاہ۔ خدا کی شان۔ رع۔ منڈکی راڈ کام پیدائش کیا آپ کا ارادہ ہے کہ آپ
بھی مجمع رو بہ دین جا کر شامل ہوں۔ اللہ کی پناہ یہ حوصلہ رع اندھے کو اندھے
میں بڑی دوری سوچی۔ ارے آپ اسوقت میں کہاں میری دانست میں نہیں
جسے پورا ہے آپ امیر زادی کے ساتھ رقص کر رہے ہیں اور دیکھئے رئیس لوگ
تمکو دیکھ کر تعجب اور آ رہے ہیں جیسے کوئی بندر کو مردانہ لباس پہنا اور ہتھیار لگا کر
جلد میں چوڑ دے۔ آپ بھی رائے کیا ہی بے دم کے لنگو رہیں۔

ہارملی آپ شاید میرے مزاج سے واقف نہیں آپ مطلق جانتے نہیں کہ میں کیا ہوں
اچھی حضرت آئندہ لوگ ہمکو کچھ نہیں سمجھتے تو ہم بھی اونکی کب پروا رکھتے ہیں رشو بھائی
اپنا قوس ہے کہ آپ سے اوس جھک جائے پڑے کہ آپ سے اوس سے رک جائے
ورنہ رع بے فیض اگر یوسف ثانی ہے تو کیا ہے وہ شال دو شالے اور ہے ہن
ہم اپنے لنگوٹے میں بھاگ کھلتے ہیں۔ وہ کبھی ٹم ٹم فٹن پر چڑھتے ہیں ہم اپنی ٹانگوں پر
سوار پھرتے ہیں مگر اونکے دروازے پر سوال کرنے تو نہیں جاتے۔ مگر انیسویں ایشیا
البتہ ہے کہ اگر نہ بلایا نہ سہی۔ مگر ہمارے ساتھی کو کیوں بلایا۔

رہ چرڈ۔ آپ کا ساتھی کون۔ ادھو۔ اب میں سمجھاؤں میں۔ مگر وہ ہمیشہ تو آپ کے
ساتھ نہیں رہتی۔

ہارملی۔ (غصہ ہو کر) کیا خوب ہمیشہ کی آپ نے ایک ہی کمری کا صاحب جب چاہا ہوں
وہ میرے ساتھ ہوتی ہے۔ آپ میں کس سبز باغ میں۔
رہ چرڈ (طعنہ سے) خیر تو یہ کہیں۔ میں یہ مطلق نہ جانتا تھا۔ اور خدا ہی کی مار مجھ پر پڑے

اگر میں ایسا کبھی سمجھوں ریخہ جانے دیجئے انچہ گزشت گزشت رات اپنا، سانس مٹی
کسی جلسہ میں آپ کے ساتھ بجا لگی دیکھ لینا۔ جو چاہے شرط لگا لو۔ اونہ ہونیکہ تل
بڑی ہی سی۔ بوتل نہ ہو ایک ایک گلاس ہی دے گئے۔

پارٹلی۔ بھائی مس مینی پر مین کوئی شرط لگانا نہیں چاہتا۔ اسکا باب میرا استاد
اور استاد بھی کیسا کہ نہایت مہربان اور مین اسکا نہایت ممنون ہوں پس اس
صورت میں اگر سچ ایسے محسن کی صدا جزا دی کی نسبت ایسی داہمیت گفتگو کریں تو
سہ ہر ہماری کورنگلی اور احسان فراموشی ہے۔

رجز دہ حضرت پہلے ایک جھگڑا رفع کر لیجئے تب دوسرے میں ہاتھ لگائے۔ لیکن
آپ ایک کام کیجئے۔ ایک گھوڑا کھچو لائے اور سوار ہو کر اس قلعہ کی طرف نکل
لیجائے اور اس امیر زادہ سے انتقام لیجئے جو کل مس مینی کے ساتھ ساتھ ہاتھ نہ
ساتھ دیکر جلسہ میں تلخ رہا تھا غیب خدا کا تمہارے ہونے غیر شخص تمہاری طبیعت
کو ہاتھ لگائے۔ تمہیں چلو بھر پانی بھی میسر نہ ہوا۔

پارٹلی۔ یار ایک کام کرو۔ مس مینی کا تو نام نہ لو اور تم خود ڈاکٹر صاحب کے نگار
کنارہ بان جاؤ اور اس امیر زادہ کو دھمکاؤ۔ جسے کیا مطلب۔

رجز دہ۔ اچی واہ۔ کیا خوب یک نشندہ دو نشندہ سمجھ لیا واسطہ پہلے اپنی آپ خبر لیجئے
تمہاری طرح ایسے دیکھ کر می کسان کی اولاد تو ہوں نہیں اگر میں چاہوں تو ابھی
اون لوگوں کے ساتھ گفتگو کروں اور بتاؤ کہ میں کون اور کیا ہوں اور اگر نہ جی چاہے تو
کچھ اسکی بھی پروا نہیں۔

پارٹلی۔ چنیا ہو کر۔ کیون نہیں آپ بجا فرماتے ہیں۔ واہ واہ آپ تو نہایت عالی
خاندان والا دو دمان نجیت الطرفین صحیح الجائین رئیس اعظم امیر الامرا شریف الشرف
کے صاحبزادے ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں بہلا آپ کے فرمانے کی بات ہے۔
یہ سنا تھا کہ رجز دہ کے بدن میں آگ لگ گئی جلاک خاک ہو گیا عصہ سے کباب ہو گیا
کنہ لگا اور معاش۔ زبان سنبھال۔ میں آپہو بچا کتے پر۔

پارٹلی۔ ذرا پیچھے ہٹو کہ قریب نہ آجیگا۔ ورنہ چانار سید کیا ہو کہ چھی کا دودھ

یاد آجائے ایسا لگا۔ دون کہ ساری سچی کر کر ہی ہو جائے جیسا تم نے کہا وہ سنا۔ جو آ
ترکی بہ تری۔ خد کی تسو میں اس وقت بس بد کا می کا عوض تم سے ضرور لوگا ایک نہ مانوگا
تکلو خوب ہی دھنوں لگا۔

بار علی۔ بیشک بیشک۔ اگر اسی پر آپ ہوتا رہوے میں تو یہ لیجے عوض بھی ہو جو
یہ یعنی رہے ہیں کہ تم میرے لئے کو صلوات کہیں۔ اس بات کا زیادہ تذکرہ مکرین بلکہ خاموش
ہو رہے ہیں۔ میری سیر نہ پڑانی تھی کہ میں نے وہ باتیں آج تم سے کہیں کہ وہ اللہ جو حکم کرنا
ہرگز مناسب نہ تھیں۔ اگر سچ پوچھتے تو تم نے خود چھوڑ دیتے کہ تم نے کہنے کے واسطے بھیج دیا
بس اب خوش ہوئے کیسا شریفانہ عوض اس بد کا می کو ہے۔ سچ کو ہے یا نہیں۔
یہ جو ہرگز نہیں۔ میں یہ عوض نہیں چاہتا بلکہ وہ جو انمزد و نکور کار ہے۔
ڈاکٹر صاحب کے مکان میں ایک جوڑی پیچہ کی رکھی ہے۔

آفاق ہے ڈاکٹر صاحب بھی ایک جھاڑی سی اوٹ میں کھڑے کھڑے گفتگوں کے تھو
پیچے کا نام سنتے ہی کھبر کر سامنے اگر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ ارے جو اونچو کی جوڑی
اور ایک گدی بنانے کا رانچہ بھی رکھا ہے۔ کبھی آپ لوگوں کی ندر ہی کیا ہی عہد بات ہوگی
کہ میرے ہی شانہ و میری ہی پیچہ کی جوڑی لیکر گئے۔ ورنہ یہ خبر مکرین۔ بان بان ہو۔ ورنہ
تم تمنا دیکھیں۔ کسی کوئی نشانے پر ملتی ہے۔ ارے عقل کے دھنڈے ہٹو۔ درہو
میرے ہی سامنے سے اپنا انعام دیکھو تم دونوں بعض نادان ہو کہ ایسے جھاڑے بکھڑے
میں میری لڑکی کو رہنے کی گاہ کیا۔ دیکھو خدا کی اسٹے اب اور زیادہ مکرانہ ٹرپاتا
بلکہ ہمیشہ خاموش صحبت اور الفت سے اس مکان میں رہو اور بیماری مصدوم نیم لڑکی
نے ساتھ رہا نہ سلوک کر دو رنہ جب تک وہ چار مہینے اور تم لوگ ستر باس ہوئے پھر چوری
دسکوسی اور جگہ بھجھڑ لگا اور آہیں بھار تکلیف کی تکلیف اور بیخ کنی بیماری ہوگی
نا سب ہی سے کہ تم اپنا انعام غصہ در در و ایک دوسرے بھلکے ہو کہ صاف کر دو کہ درت جاؤ
تک ڈاکٹر صاحب یہ باتیں کہتے رہے دونوں شاگرد اقبالی بھر مزی طرح گردن جھکانے
منور لے شام کے عالم میں چپ چاپ ناک کے ارے شرم سے سر نہ اٹھا بارہو گیا جب

ڈاکٹر صاحب بخوبی نصیحت کر چکے ہارٹلی مصافحہ کرنے کو آگے بڑھا مگر چڑھنے سے بھی ایک لمحہ
 سوچ کر ہاتھ بڑھا دیا یزان بعد کوئی امر قابل تذکرہ وقوع میں نہ آیا البتہ اندرون جولون
 میں تپاک اور محبت کا اوسی روز سے خون ہو گیا ایک دوسرے کی صورت دلیں جلتا رہا
 جہان تک ممکن ہو ملاقات کو طالعاً بات کرنے کی نوبت نہ ہو چنے دینے درس اور مطلب
 کے وقت بھی یہ حال رہتا کہ ایک مغرب تو دوسرے مشرق کی بالمشافہ گفتگو کی ضرورت نہ پڑی
 اس وقت سے ڈاکٹر صاحب کو مطلق فکر نہ تھی حالانکہ بوجہ اولیٰ زیادہ غیر حاضر کے
 اس امر کی اکثر ان نوجوانوں سے گفتگو کا موقع ملتا تھا انھیں کے دیکھنے سے اوپر کا دل
 بہت درد و نوکوتہ دل سے خیال تھا کہ حتیٰ الوسع اس کو راضی رکھیں یہ دانی کی نگارنی بھی ضرر
 پر سے مام تھی وہ اپنے گود کھلائے دودھ بلائے لڑکے کا ہر دم دم بھر رہی تھی اوس کی جانب
 داری پر بھی گمراہ ڈاکٹر صاحب کو اپنی دختر تنگ نظر کی چال چلن پر بھی اعتبار رکھتا جانتے تھے
 کہ مری طرح میری لڑکی کا بھی دیانت اور امانت کشیدہ ہے اپنی عفت اور حرمت کا غائب
 یہ یہ لکھا ہے اوس سے ہرگز کوئی فعل ایسا صادر نہ ہوگا جس سے بڑائی ہو اس خیال سے کہیں
 نہ گئی تھم سارہ میں لب پر نہ لائے تھے نہ کہیں تذکرہ میں زبان ہلاتے تھے مگر این جہ اور
 لوگ اس مہنی کی رفتار و گفتار کی درپردہ بنیو نگارنی کرتے تھے حتیٰ کہ اوسے ان نوجوانوں سے
 ہاتھ نہ بولتا نہ رفتہ بالکل ترک کر دیا کہا نا کہانیکے وقت البتہ ملاقات ہوتی اوس وقت
 ڈاکٹر صاحب خود اپنی صاحبزادی سے فہمائش تو درکنار بلکہ فرمائش کرتے کہ تمہیں اس قدر
 کسندی اور غزلت گزنی کیون اختیار کی ہے ان لڑکوں سے بطور مبالغہ پشیمانی پشیمانی
 آیا نہ گزیرے جب دل ہی نہ تو کیجے کیا + کا معاملہ تھا نہ معلوم اوس کے دلیں کیا کیا خیالات
 کرتے جاتے تھے علامہ برین وہ ہنسی وہ دل لگی وہ مذاق وہ اشارے وہ کٹائے آسمان
 ہارٹلی اس قدر مردہ دل اور تنہائی پسند ہو گیا تھا اور لکھت اوس کے خراج میں سا گیا تھا کہ
 سوائے معمولی گفتگو کے اور کسی قسم کی چیر چھاڑ اوس کو نہایت ناگوار ہوتی تھی یہ حالت دیکھ کر
 مس مہنی نے اوس سے اور بھی رابطہ کر دیا اب رجہ ڈکی بن آئی منہ بانگلی مراد پانی سے پوچھو
 پڑاؤ دینے لگے کہ اب کیا ہے اب تو ہم ہی ہم ہیں کیا کننا ربط ضبط بڑھانے میں چپہ
 محنت اٹھانے کی ضرورت نہ رہی روز بروز خود ہی محبت زیادہ ہونے لگی۔

رفتہ رفتہ اب وقت معیاد تعلیم قریب الاختتام پہنچا وہ زمانہ قریب آیا کہ ڈاکٹر صاحب کے دولٹن شاگرد صاحبوں اور اپنی اپنی راہ لیں ایسا اپنا کاروبار علیحدہ شروع کریں۔ ایک روز ڈاکٹر صاحب نے چرچہ دے کہا کہ میں نے کئی خط تمہارے ناما صاحب کو لکھے مگر ہوا لکھ کا بھی جواب نہ آیا اونکے جواب کا ہر روز مجھ کو انتظار رہتا ہے طبیعت کو فضا ہے دیکھنے اور کیا اسے ہونی ہے جب تک وہ کچھ تحریر نہ کریں میں بھی پھر اسے نہیں دیکھتا۔ مگر جب ایسی باتوں کا تذکرہ ہوتا ہے تو چپ چاپ سنا کرتا کہیں کچھ جواب نہ دیتا نہ ڈاکٹر صاحب سے اس بارہ میں سوال کرتا نہ کچھ دریافت کرتا نہ اس کے ہنسے سے کوئی آواز تروید یا اٹھنے کے پائے جاتے۔ یہ حالت دیکھ کر ڈاکٹر صاحب اپنے دل میں کہتے کہ یا تو اس شخص نے کوئی خاص ارادہ اپنے دل میں مصمم کیا ہے یا وہ نیز طبعی تندرستی کو جو مفقود و صغر سنی ہے اب بالکل اپنی طبیعت سے جا ملی رہی اب سنجیدہ مزاج ہو گیا یہ مجھ کو ہرگز امید نہ تھی۔ چرچہ دے بھی اس عرصہ میں ایک نہایت درد انگیز محبت خیز خط اپنے ناما صاحب کے نام ڈاکٹر صاحب کے پاس لکھا کہ میری آپ کی خط کتابت بلا واسطہ غیرے ہو اگر تم تمام عمر مجھ پر اطاعت سے قدم نہ ہر نہ رکھو گے آپ کا ارشاد واجب الاطاعت ہے مگر مجھ پر ایسا ارشاد کر کے جواب نہیں دی خط کتابتیں افسر نے چرچہ دے کے پاس لے کر دیا اور وہ ایک ہی جگہ اس مضمون کا لکھا دیا کہ اگر اندیشہ تم اور کوئی خط مسٹر مالکیڈاکے نام بھیجے تو وہ جرح و رد پر پہنچے گا۔

ایک روز ہارٹلی خلاف معمول اپنے پیارے دوست کی ملاقات کو گیا دیکھا تو وہ ایک کپڑا پہن چلا ہوا ایک کانغہ جوڑے پہنے مگر پائوں کی اہٹ پا کر فوراً وہ کانغہ نیٹ کر جب پتہ پتا نہ کیا اور ایک کھڑکی اوٹھا کر گیارہویں کلاس صاف کرنے لگا تو پاکہ بہت دیر سے بھی کام نہ رہا تھا ہارٹلی نے قریب پہنچ کر اپنے منظر پر جو اس وقت میں تھے کچھ ہنسنا چاہتا ہوں مگر نہ ہنسنا شامیہ تمہارے کام میں خلل نہیں رہے کہ نہ ہاتھ سے نہ کھڑکی اور غصے سے جی مٹاتی نہیں آپ فوق سے فرامیہ میں کچھ کام نہیں کرتا تھا بارش کی وجہ سے کلاس روم پر کھڑکی ہے سوا سو وقت میں اس کلاس کو صاف کرنے لگا۔ آپ تشریف لے لے بیٹھے کیا ارشاد دیا ہارٹلی اس شخص کے اندر جا کر ایک مقام پہنچے گیا چرچہ بھی قریب آکر بیٹھی اور منظر دیکھا کہ

دیکھئے آج بعد مدت یہ کیا کہنے کو تشریف لائے ہیں۔
 بار ٹلی۔ آج ڈاکٹر صاحب سے اور مجھ سے عجب دلچسپ طویل و طویل گفتگو ہوئی۔ آج کے
 خاموش ہو رہا جیسے کہ کوئی نہایت مشکل کام کا اظہار بہت غور و تامل کے بعد کر رہا ہے۔
 رچرڈ۔ میری دانست میں ڈاکٹر صاحب نے ہر ایک بات کا جواب باصواب دیا ہوگا۔
 بار ٹلی۔ اسکو آپ خود سمجھ لیجئے گا۔ دیکھئے میں ابھی عرض کرتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب
 نے آج بڑی مہربانی سے میرے ساتھ کھانا کھا کر یہ قدرتی بات اور اس بعد کے بھی
 مداح رہت اور ایک بات کہی جس سے مجھ کو نہایت حیرت ہوئی اور میں نے فرمایا کہ
 اب میں ضعیف ہو چکا مجھے بہت محنت و مشقت ہے۔ اور میں نے اس پر اس پر
 اور کام سیکھنا تو بعد میں برسر کے ہیں۔ تم کو کیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں بھی گھر آ رہا ہوں۔
 رچرڈ۔ ڈاکٹر صاحب! یہ مصروف مزاج اور فحش آدمی ہیں درحقیقت اس بات پر
 اور کوئی ہم پیشہ اور شریک اوکھ نہیں مل سکتا۔ ان حالات ڈاکٹر صاحب! یہ بات
 قریب دو ہزار سال پہلے کے ہے اور اگر ڈاکٹر کوئی تمہارا سا ساتھی جتنی اور پختہ کش شریک
 ملے گا تو دونی ہو جائے ہیں تو شک نہیں اور تم امدادی میں کچھ دقت نہ رہی۔
 بار ٹلی۔ بہا! مجھ صاحب بھی نہیں ڈاکٹر صاحب یہ بھی فرماتے تھے کہ اگر اس دور میں
 میں سنی کو راہنی کر سکوں تو وہ مجھ کو اپنی فرزدی میں بھی قبول کرینگے اور شک
 بھی کرینگے۔ یہ فقرہ کھکر بار ٹلی خوب غور سے رچرڈ کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا کہ
 دیکھو رچرڈ کی کیا صورت ہوتی ہے اور ہنسک اس کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا دل
 میں سخت قلق ہوا اس پر ہوا کیا ان اور اسے لگن کا بیج پرسانے لگا گیا لگا رہی
 عقل نہ تھا فوراً ضبط کیا اور نہایت شکستہ دلی اور پشیمردہ مزاجی سے کہا حضرت
 مبارک! مبارک ہو پڑے خوش نصیب ہوا خدا تم کو خوش رکھے۔
 پانچ برس تک آپ نے سرٹیفکیٹ حاصل کرینگے دیکھئے ڈاکٹر صاحب کی خدمت کی
 جس کے ذریعہ سے خواہ مارے خواہ جلائے اختیار ہے اب اس ماہ میں کی خاطر دوسرے
 خدمت بجا لائے کہ مجھ کو دریافت کرنا مایوس ہے مگر تاہم پوچھا ہوں کہ آپ نے تو سر
 اس انتظام کو پسند کر لیا ہوگا۔

ہار ملی۔ اگلی یاد ہو گا کہ ابھی مین آپ سے کہ چکا ہوں کہ اوس کے ساتھ ایک
شہر کی بڑی بیچ لگائی ہے۔

رجسٹر تیس روپو کر بلکہ نظر حثارت اکون شرط کج کیسی تھی نہ کہ آپ مس مینی کو رخصتی
کرتین تو یہ کتنی بڑی بات ہے ایک مدت سے آپ اوسکو جانتے ہیں اوسکا خراج بچا
میں شکل ہی کیا۔ اوسے ڈاکٹر صاحب کی سفارش سونے میں سو لگا۔ بار اور کیا
جانتے ہو۔ سمجھاری با بچوں کھی میں ہیں۔ اب کوئی سدر راہ نہ ہو۔

بار ملی۔ شاد میں اور آپ دونوں اخیل سے برخلاف جانتے ہیں۔
رجسٹر میں جانتا ہوں کیا خوب بھلا مس مینی کے دل حال میں آپے بڑھا کر کیا
جانتا ہوں جس عرصہ تک آپ اوسکے ساتھ رہتے ہیں میں اوس سے ایک منٹ بھی
زیادہ اوسکے ساتھ نہیں رہتا۔

ہار ملی۔ یہ تو صحیح ہے مگر بعضے موقع اور گھات خوب سمجھتے ہیں باتوں باتوں اور
اشارے سے لڑائیوں میں ہی اپنا مطلب نکال بیٹے میں میں ایک مدت سے جانتا ہوں
کہ تمھارا خیال اوس ہر جمال پری مثال کے دل صفا منزل میں زیادہ جاکر رہتا ہوں۔
ہنوز یہ جملہ تمام ہوا تھا کہ رجسٹر نے قطع کلام کر کے حضرت میرا خیال آپ بھلو دل کی
میں بنائے ہیں یا اب حاسد میں۔ بھلا مجھ کو آپ پر کیا فوق ہے خیر کد عیش بہ ارض
آپ نے وہ عرصہ مٹایا کہ دل خوش ہو گیا آپ کی غلط فہمی کا بھی نہ وہ ممنون ہے۔
ہار ملی۔ یہ آپ جانتے میرا خیالی خولی نہ گمان ہے نہ حیدر بلکہ سچ تو ہے کہ خود ہی
نے اپنے لفظوں سے حال مجھ سے کہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی گفتگو کا مال اپنی طبیعت کا
سب سے اوس سے کیا اور یہ بھی کیا کہ گو سردست میں اس قدر رعایت اور فوج کا مدد ہی
کے لیے چار نہیں ہوں مگر مجھے مہلت دیجئے ابھی سے تصفیہ کر لیجئے کہ یہ درود منظور نہ ہو۔

وہ درضا بد رفتہ رفتہ میری جگہ آپ کو لین ہو جائے و دوسرے کا خیال نہ رہے ایسا نہ کہ آپ
کی محبت سے میں اوس دولت غیر مترقبہ سے جو کہ آپ کے والد ماجد نے اپنی نیک ملی
سے مجھ کو جانی ہے محروم نہ ہوں۔ نہ معلوم زمانہ کیسی کروٹ بولے خدمت سے عظمت
دہا میں ہوئی ملی ائی ہے۔ میں تمھاری با بچ کی طاعت میں ہر موقع نہ بھائی میرا حق
آپ کے واسطے کافی ہو گا۔

رجحہ۔ درخواست تو تمہاری، بیشک محفل تمہی لگ رہی تو تباہ کہ اس غمچہ دین کی کیا وجہ۔
 بار علی۔ او سکے کیا پوچھنا۔ آپ تو جانتے ہیں کہ وہ کسی پاک طینت صاف باطن
 عورت ہی جن صدقہ در کنار بہت خدائے او سکودہ عطا کی ہے کہ وہ کسی محفل ناہنگ
 میں داخل ہو جو بجا ہے میں بیان نہیں کر سکتا کہ کس صفا باطن اور شرم و حجاب سے مجھے
 لگا کہ میں تمہاری عنایت کی نہایت نگہ کر رہا ہوں مگر جی تاح آپ کو دیر میں تک ایک
 امید موزوں چھٹ متعجب رہا تھا کہ اسے کیا دیر ہو۔ میں اپنے دل پر چڑھ کر دے چکی ہوں
 دوسرا دل کی بات سے لاکھ بیاں کہ وہ نہ چڑھ سکتی تھی یہ پردہ شادی کا اور پردہ گیار
 میری تصویر یا سیکہ پاس ہے اور ہر کسی میرے پاس کو خلاف راستے والے بزرگوار اسرار
 کا قورخ میں آتا ہے عجب عجب دنیا پر نہیں کہنے مگر یہ بھی اس کے ساتھ ہے کہ اب میرے
 دل میں دوسرے کی تلبہ ہونا بھی دشوار ہے۔

رجحہ دستم خدا کی۔ بار علی غمغصہ ہوا اس نے تو کچا چھٹا تمکو سنا دیا۔
 بار علی۔ بار علی تو تمہاری محض ہٹ دہری ہے۔ اس کے حق میں ایسا کہنا اور کسی
 نوع کی بدگمانی کرنا تمہاری عین غلطی ہے بلکہ اسے اس احسان فراموشی اور ناشکر
 کہ ایک ذرا سی بات کہنے پر اس قدر بدگمان ہو گئے۔ تم بڑے بے ایمان ہو۔ وہ کہ
 اپنے سے دل شہید کر رہی ہے۔ پہلے اس کا لگا ناغضب کا سامنا ہوتا ہے وہ
 تمکو آنا چاہتی ہے کہ جسکے تم۔۔۔ بار علی نے یہ جملہ پورا نہ کیا تھا کہ رجحہ نے
 اوڑا فرائی فقرہ پورا کر دیا یعنی۔۔

جسکے لائق میں نہیں ہوں۔ خیر باشد۔ مارا زہن ہے۔ لیکن آپ یہ بھی یاد رکھیے کہ
 میں اس پر جان و دل سے سنا ہوں۔ ہزار جان سے اس پر نفیہ ہوں مگر کو اپنا دین
 ایمان سمجھا ہوں لیکن میرا مطلب یہ تھا کہ میرے اور اس کے درمیان یہ قول واقفیت
 طور پر ہو اتنا اس نے اس راز کو نہ کیا کہ دیا اگر ایسا ہی منظور تھا تو مجھے کیوں
 لگا کہ اس کو اظہار کرنا تھا تو اول شخص سے مشورہ کر لیا ہوتا۔

بار علی۔ اگر صرف خوف و تشوہ و راز باعث بدگمانی ہو ہے تو آپ کو جی خاطر جمع
 رکھیے میں آپ سے زیادہ اس راز کی نگہبانی کروں گا مگر اسکو مشیت ازبام نمونے دہکا
 وہ اور چھو سے پونے میں خلیے سٹ میں پانی نہیں ٹھہرا کر آپ کا نہیں تو اس

نہین کا خیال مجھ کو بہت پیہ ہے اور سبکی خوش مزاجی ترین زبان میرے دل پر نش
کا لہجہ ہے اگر تیرے ہر اور جسم سے جان نکلا دو بلا سے بلکہ کیا مجال کہ اس راز کا ایک
حرف زبان تک نہ آئے آپ اسکا مطلب خوف کیجیے جو بی معین رکھیے نہیں
پرچہ ڈلے نہایت عجیبی اور تیار سے جسکا ایک نام و نشان جانین کی طرف سے نہ
پا گیا نہ کہا نہیں نہیں کچھ کی جان نہ لکھ نہیں سچ یہ جو تو ساری دنیا کی
حسٹی عقل و عشق میں جو عشق و عاشقی کو عقل کجا۔ مجھ کو مرشد اسعد اللہ
ناگوار ہوا کہ اس راز کے کھانے کے واسطے اسنے کسکو پسند کیا۔ تلوچہ کو میں نے
ترب سمجھا تا رادکین ڈرتا رہا اور کچھ یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ اسنے نہایت دشمنی
کی کیونکہ اس راز کو اٹھا کر واسطے اپنے زیادہ منتر اور کون مل سکتا تھا۔ خیر اب اس نے کہ
کو جانے دیجئے۔ برادر مرگشتہ کو صلوات کو اور اب ہم تم بھر دل کھول کر جان
راز سرور دوست ہو جائیں جیسے کسی زبانہ میں سے ظاہر ہے کہ ہماری ہمتاری
شکر رنجی کا باعث صرف رقابت ہوئی نہ صرف مجھ کو ایک معاملہ میں نہایت پیہ
ہے کہ کسی خطبہ آدمی سے مشورہ کروں اور تم سے زیادہ دشمن نہ ملنا دشوار علاوہ یہ
میرے لکھوئے یا میری ہو بہو حال تمکو میرے فائدے کی جانب خیال ضرور ہوگا اور
یہ صلح دوم ہے۔ ہر قسم کے طے کرنا اپنا ہاتھ مضامین کے واسطے چڑھنا
وہ دل وہ گرجوشتی کہان ہوں تو مدت کی آس پاس سے دور ہوئی نہ اس پر ہوئے
لاکھوں امیدوں کا دم بھر میں رہے

فوج اندوہ و الم ٹوٹ پڑی رہو سہیں آرزو میں ہو میں سب جان ہوں کیا
خون ہو گیا بنایا نہیں بلکہ گرا گیا نہ جان تیوں و لگو مضبوط کیا اور کہا فرمائے صاحب
آپ اپنا مطلب کیجئے مگر جلد سے کیونکہ میں یہاں بہت دیر ہوئی کون کسے بہت
گھنٹوں تک شاید نہ بیوں ہم اگر میری صلاح یا مشورہ سے آپ کو یا مسرتی
کو فائدہ پہونچے تو میں بسر و جسم حاضر ہوں۔

اگر دوسرے صاحب سے پیارے کا جو اپنے ہو یا کہ کیونکر رہے اور سپر ہو گوارا ہے
اگر رچہ ڈلے ماس (اس نام میں حرف کی خاطر نہ سی مگر اس لکھو میری خاطر کیا
سی۔ ذرا مہربانی کر کے مجھ کو صاف صاف یہ بتلا دیجئے کہ میں یہ جو اکیلے ہوں

سہلا آئین جیت کسکی اور ہار کسکی۔

یار فی۔ منقول۔ آپ بھی کوئی چیز میں دالند بھلا اس واسیات خرافات سوال کیا مطلب۔ آپ اس بارہ میں ناحق مجھ سے دریافت کر لے ہیں آپ پڑھ لطف آسکیا آئین اور بھی کوئی۔ مجھ کو خوب یقین ہے کہ اب ڈاکٹر صاحب خود اپنا شریک البکر کر لیتے اور سی شرط پر جو میرے ساتھ تھی اور ان کی عداوت رکھا اور آپ کا جوڑ بھی خوب ہے اور ترہ یہ ہے کہ کس قدر روپیہ بھی آپ کے پاس ہے۔ پھر کیا مشکل۔ ہر صاحب رجحان دیتے تو باریج کہتے ہو مگر ٹیڑھی کیر تو ابھی باقی ہے یعنی اس معاملہ میں ڈاکٹر صاحب نے تو کچھ میری نسبت اپنی منشا یا رضامندی ظاہر ہی نہیں کی۔ ہر صاحب کو ہار ملی۔ نہ سسی کو ڈاکٹر صاحب نے بے انصافی کی تو ان کی عداوت کی کیا نعم بدل کر دے۔ رجحان بیشک اسی وجہ سے زمین اور بھی اوسکو زیادہ سار کرنا نہیں دیتے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں وہ شخص نہیں ہوں کہ کنبی فضلہ نظر ڈالوں یہاں تو یہ حال ہے کہ سے نہ رخصت کہیں کسی کی گوارا یہاں نہیں ہے جس سر زمین کے ہم میں دھان آٹا پٹا ہار ملی۔ یہ غرور تمہارا ایک نہ ایک روز ضرور ٹکڑا کھا گیا گھٹ مٹھ کی کاواگے مت باز آؤ گے۔ اپنے بیگانے کی لخت ملامت سنو گے۔ ڈاکٹر صاحب تمہاری حال نہ بہت مہربان ہیں انہوں نے صاف صاف مجھے کہا کہ میں مدت سے اس تہذیب میں تھا کہ اپنی لڑکی کی شادی رچڑے ساتھ کر دوں اور اوسکو اپنے کاروبار میں بھی شریک کر دوں۔ مگر جب اوس کی بچی کو دیکھ لیا خوب سچ لیا کہ تم یہاں رہنا اور اس قابل آمدنی پر کفایت ناپ نہ نہیں کرے ہو بلکہ غیر ملک میں جانے پر مہرے تھوڑا جو بات سے بے سود کیا وہ سننے سے کہ سرت آیتہ چند روز تم یہاں سے سچاؤ کے تازہ محبت زنجیر پاہو کی مگر بعد چندے پر وہی ولہ نہ ملے زمین پیرامیو کا جس سے ہم ڈرے میں تمہاری طمع اور اور بعضی ساری محبت خاک میں ملازمت اس وقت ان کی عداوت کی کیا حال ہو گا وہ یہاں کس کی ہو کر رہے گی۔ رجحان دیکھیں دالند سچ کہنا۔ ڈاکٹر بڑا عقیل اور دراندیش آدمی ہے سچ تو یہ ہے کہ میں مینی کی محبت عجب زنجیر پاہو رہی ہے کہ میں بالکل کوٹھو کا بیل علی کا پاٹ ہو رہا ہوں ہر کامی طرح گھوم گھام کر دانے میں قدم رکھتا ہوں عجب حال ہے کہ کچھ نہیں سکتا گرم دودھ پیتے بنے نہ اگلے ورنہ کیا میں نہیں دیکھتا کہ محض کندہ نائراش غیر ملکیوں

جاکر جولیان اسٹریٹوں سے ہر لائے چند ہی روز میں مالانالی ہو کر مہلا میں کب چب چکا
پڑا رہنے والا تھا۔ بھلا یہ تو جلاؤ۔ یا رحم کہاں جاوے۔

ہارٹلی نے ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر کہا بھائی میرا ایک مامون ایسٹ انڈیا کمپنی
کے ایک جہاز کا کپتان ہے اسنے مجھ کو بلایا ہے۔ درست تو میں جہاز پر ڈاکٹر وین
نوکر ہو جاؤنگا اگر بحری آب و ہوا موافق مزاج اور پسند آئی تو فیما ورہ کی پراوٹر پڑونگا۔
اور وہاں کوئی صورت معاش تلاش کر لوں گا۔

رچرڈ۔ آخا۔ آپ ہندوستان چلے۔ یہ کیسے۔ آخہ ہندوستان کو۔
نہنے طالع نہ قسمت نہ ہے بخت۔ پھر ہلا تم خوش نہ ہو اور کیا ہم تمھارے نصیبوں کا
یہ کیسا ایک نعم البدل ہو گیا۔ دہلی میں جواہرات اور سونے چاندی کی دوکانیں جو کھنڈ
میں بیکے کی کانین دیکھو گے۔ واللہ ہندوستان جنت نشان جواہرات کی کان حبان کو
سونا ملتا ہے۔ شجاع اور دلیر آدمی عظمت اور شہرت دولت اور ثروت کا محتاج نہیں رہتا ایک
نصیب نے پادری کی پھر کیا پوچھنا۔ اللہ دے اور بندہ لے۔ کیا اس نعمت سے یہ ارق حشمت
لاغر البدن ڈاکٹر صاحب کی چوکر یا بھرے ہوئے تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی
اوسکی بہنیں یکایک ہزار موجود ہیں۔ اور یہ دیکھو کہ اوسنے تم اسے خوش نصیب کو جو ہر
پسند کیا۔ ہارٹلی نے نرم دہ دلی سے کہا۔ ارے یا خوش قسمت ہم کہاں سگ افسوس تیار
کہ تم مس مینی کے منظور نظر ہو کر ایسے کلمات اوسکے حق میں کہتے ہو۔ خواہ دس لگی ہی کیوں
مگر تمکو ایسا کہنا زیادہ نہیں۔

چرڈ۔ صاحب خفا نہ ہوئے۔ شاید میری اس قدر کامیابی کو آپ ایک نہایت دوت
عظیم تصور فرماتے ہیں مگر میں اس قدر نہیں خیال کرتا آپ جانتے ہیں۔

جو مزہ انتظار میں دیکھا۔ وہ نہیں وصل مار میں دیکھا۔
مطلوب طالب کے ہاتھ جب تک نہ اوسے مت تک اور سکا دل کشاکش رہتا ہے مگر جب
ہاتھ گیا بلنے کا یقین کامل ہو گیا پھر کچھ نہیں وہ لطف نہیں رہتا مگر اب میں ہم مجھ
بچہ مس مینی کے ایک دم حسن نہایت اوسکی مفارقت میں جان جا سکی اگر میرا اختیار موتوں
کسی ہی اوسکے ساتھ شادی کر لون کو ظاہر ہے کہ اتنی کمسنی میں شادی کرنا ابھی سے کاٹھ
میں پانوں ٹوکنا ہے۔ خانہ داری گے کا مار ہو جائی لوگ فقہ لگا بیٹے اور کھیلے

لگا یا رولہ جوانی سے کہیں نین جڑاوت ہو اسی تو کہیں تماشو کے تو تمہارے بدن باخیر ہو
 ہو انگریز دور میں قید کی مصیبت کون جھیلے گا۔ پھر رات دن دو دو چار چار آنے کی واسطے
 ڈاکٹر آجیہا۔ ڈاکٹر دیکھتا غضب خند کا کیس سے ہو گا میں دیکھتا ہوں کہ آؤنے اور بی
 اریٹور، میں جا کر لاگوں بلکہ کروڑوں بالائے ہیں۔ برائے خدا۔ دوست کوئی اسی
 نہ طرح بتاؤ کوئی تدبیر لگاؤ کہ اس بد بکس کی شرط سے نجات لے۔
 پارٹی کے نہایت ناخوش ہو کر کہا بہترین نہیں میں کوئی صلاح نہ دے گا جس میں ڈاکٹر صاحب
 اس دور میں کی میاں سے بجات، دین۔ ابھی عمر اکیس سال کی ہے اور میری تیس برس کی
 اگر اس وقت مجھ کو جو اس بن کے دو برس اور اسی طور سے بکھنا چاہتا تو آپ کے حق
 میں کیوں رعایت کر سکتے۔

رہ چھوڑے شاید کمرے کے لیکن اگر جو ضرر بیان رہے کے میں دو یا تین برس ہندوستان
 میں جا کر ہوں تو کیسا۔ یہاں تو یہ حال ہے کہ اگر شور مچے تو ملک نہیں ملک ہے
 تو شور مچاؤ۔ وہاں اس قدر صدمہ میں بہت پیدا کریں گا۔ مجھ کو ایک کہ نہ خلق خواہش
 ہی ہندوستان جانے کی ہے آپ جانتے ہیں اور جسے دیکھا ہے وہ بھی کہتا ہے کہ میرا آپ
 سپاہی پیشہ تھا پہر آپ جانے تھم تاثر کہاں تک نہ بھگو بھی شمشیر سپاہی شوق ہے
 یہ بازو کے پروردہ دست دراز۔ نہیں کچھ طلب کارا۔ اہم زمانہ
 میرا نام آج ہزار ہا دست ہے مگر وہ ہزار ہا سالہ پروردہ بھگو تاثر زندگی
 بسر کرنا بھگو میو معلوم ہوتا ہا ری میاں ملک خدا ناک نیندت پر سحر مانگ نیست پر
 کیوں غیر کے دست بگر رہیں۔ ہر دور تمشیر خود کیوں نہ پیدا کریں آپ لکھن اور
 اچھ کو کھلا میں۔ اس میں شک نہیں کہ مس مٹی ہذا خاص ایک دولت غیر ترقی
 ہے مگر اس کے رکنے کیوں اسلئے ہی تو حکم تقسیم جاسے ورنہ وہی مثل گوہر ہاد خلا
 انداخت اسلئے آپ مہربانی کر کے میری سفارش کیجئے کہ ڈاکٹر صاحب اور مس مٹی
 بھگو رضاد غیبت نصحت کریں اور بھگو ہنسی خوشی سے ہندوستان جانے دین
 تو عین احسان ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہندوستان میں آج کل بازار جنگ و جال
 گرم ہو رہا ہے وہاں جا کر کون ٹھکا تا۔ میں واپس آؤں یا نہ آؤں شاید میرا خیر
 وہیں کا ہو تین تو نہ کے گولہ میں کام تمام ہوتا ہے اسوقت تمہارا کام میں جالیا

منہ مانگی مراد ٹنگی مس مٹی تمکو اور تم مس مٹی کو مل جاو گے کوئی سرفراز ہوگا اسمین میری
کبھی کام ہے اور تمہارا تہی مطلب حاصل ہے۔

ہارٹلی میں تھمیں بیٹ جانے کہ کوئی کر اپنا مافی الضمیر مختصر طور پر تم سے بیان کروں میں یہی
نہیں سمجھتا کہ اسوقت میں تمکو نظر ناسف یا کچھ خوارت دیکھتا ہوں خدا نے ہر شے کا
سامان ارکام و آسائش لیاقت اور قناعت کا مقبوعہ عطا کیا ہے اگر تم غنی اور بھرپور
اور طمع کی وجہ سے اس دولت پر لیت مارے ہو کہ ڈاکٹر صاحب اور آؤں کہ
صاحبزادی میری صلاح مانیں تو میں سہی آؤں سے کون نہ تم ایسے نابکار ہے
وہ کیسا ہی ہوشیار ہے بہت جلد اپنا تعلق ترک کر دو جب کی حماقت انکے نہ کیوں آ
ڈاکٹر کی تم لالچ میں نہ معلوم کیا کر بیٹھو گے جو ہو وہ تھوڑا۔ آپ اسوقت جھکو خوار
ہے دیکھتے ہیں یہود و عیسائی میں بات ڈالتے ہیں میں ہرگز انکے بارہ میں ڈاکٹر صاحب
گھٹکو نہیں کر سکتا کیونکہ انکے دل میں خواہ مخواہ یہی خیال پیدا ہوگا بے شبہ یہی شک
ہوگا کہ میں اپنی غرض سے ایسا کرتا ہوں اپنے مطلب کی جہاں ہوں۔ اب میں اس
مکان سے چلتا ہوں اور خدا نکرے میری اور آپ کی ملاقات کبھی ہو ایستہ خدا
یہ دعا ہے کہ اوس صاحب عفت اور عصمت کو اپنے سایہ عاطفت میں جگہ عرس
الم سے درد سے جو رجوع جفا سے خدا محفوظ رکھے ہر لمحہ سے تمہارے ڈوبنے میں
تو شک نہیں مگر افسوس کہ تمہارے کہ تمہارا وہ حال ہوگا جس سے ہم تو ڈوبنے
نکر بار کو لے ڈوبنے غریب نکر ہارٹلی باغ سے چلے۔

رجوڑ کے دل میں ہارٹلی کی لنگو سے عجب وسوساں پیدا ہوا فوراً پکارا اور ٹھہرے
ٹھہرے صاحب ہر کھو ابھی کچھ اور کہنا ہے۔ مگر اس عرصہ میں ہارٹلی دور نکل
لیا تھا اوسنے نہ سنا رجوڑ نے لاکھ سرد معنا۔

جب ہارٹلی باغ سے چلا گیا رجوڑ ہوش میں آیا وہی معمولی جیالی بلاؤ پکھانے لگا
زمین و آسمان کبھی بلا بے ملائے لگا۔ واہ خوب ہمارے آئین نکر لے سے
ایسے بیٹے بہت چلے کیے ہیں۔ ایک کسان کا لڑکا کم اوقات کم حیثیت مس مٹی
کا اوس سے کچھ قول و قرار نہیں ہوا اوسے صاحبزادی یا عبت اٹریان رٹو
نیرے اور اوسکے معاملہ میں دست اندازی کرتا ہے اگر میرا مانا اپنا حق ہرگز نہ لیا

نہا خاطر خواہ میرے گزارے کی کوئی صورت نکال دیتا تو بیشک میں اس
 زمین کے ساتھ شادی کر لیتا اور اسکے وطن مالوہ میں رہتا۔ وہ تو کچھ
 بھی نہیں ہوا اب اس کے باپ کی طرح شب و روز محنت و مشقت میں غم
 ہر اعلیٰ اور نے کی اجاعت کرنا یہاں کب گوارا ہی میری دانست میں بساطی کا
 سندھ دق لیکر تمام شہر میں پھرنے لگا کہ کی دکان گر لیتا شام کو انڈا مرغی بازار
 سے خریدنا اس سے کہیں بہتر ہے۔ زرعجب چیز سے دینا اور دولت ہو یہاں
 میرے پاس نکا نہیں پھر وطن میں سے کیا فائدہ دہان نہ چلے گا
 دولت کا انبار ہے صرف اٹھانیکا بار اہمیت ہو گا۔ پس مناسب ہے کہ سر لوچلو
 اور اپنے دوست سے ملوں دیکھوں وہ کیا کہتا ہے۔

یہ چڑ کا دوست وہی نام لہری تھا جب کا ذکر پیشتر ہو چکا ہے کہ اس کا نوٹلے دل
 کے پاس چند دن تک ملازم رہا تھا اس وقت تنخواہ قلیل تھی بطور غریب مساکین
 اوقات بسر کرتا تھا۔ موٹے جوٹے کپڑے پہنتا تھا۔ اب اس کو پانچ سال کا عمر
 ہوا چند روز سے یہ شخص پھر اسی گاؤں میں آیا مگر اب اور ہی اور ٹھکانے سے آ
 یہ کہتا تھا صاحب بہادر کھلائے تھے وردی ڈانٹے اور سچے بیٹے اینٹھے برتنے نکلتے
 تھے لہذا معلوم ہوتا تھا کہ وہ یہ سے بھی ہاتھ خالی نہیں ہوتے ہی آتے اینٹا
 واجب اللہ جو چلتے وقت و ادنیٰ چھوڑ گئے تھے بیباک کر دیا محتاج خانہ کے چر
 ایک اشرفی بھیجی اپنی وطن یقین کرنے لگے کہ یہ شخص بڑا نیک طبیعت ہو اور جو
 اس قدر عرصہ تک وطن سے جدا رہنے کے گاؤں کے باشندوں کو نہیں بھولا۔ انبا
 قرض ادا کیا غریب مساکین کی بھی خبر لی۔ جب لوگوں نے یہ سنا کہ اس بڑے انڈیا کمپنی کا
 ملازم ہے اور یہی زیادہ عظیم و تکریم کرنے لگے کیونکہ اس کمپنی کا شمار اس
 عرصہ میں صرف نیرہ تجارتی ان ہی تھا بلکہ اس قدر دولت سے مالا مال ہو گئی تھی
 کہ ان کا جملہ ہر تنفس بادشاہ بنگیا تھا یہ اس وقت کا ذکر ہے جس وقت اس ملک
 میں ایک تہلکہ مچا ہوا تھا اور ڈاکٹر کران کمپنی موصوف رفیقہ رفیقہ بنیاد
 سلطنت اس کشور آباد خطہ نیو سوا لینے ہندوستان جنت نشین میں مضبوط
 کر رہے تھے اہالیان انکستان اس کے فتوحات اور محاربات کا ذکر سن کر

متعجب ہوتے تھے جو شخص بیان سے اپنے وطن کو دس یا تاسقیریاں و سبب
نقد و جوابات لا کر نہ لیا تاکہ ولایت میں کسی نے یہ گمان نہ اٹھایا اور نہ دیکھا کہ
ظہام لمیری کو بھی کہیں ایک ذرا ہوا اس ملک کی لگ لگی تھی جسکے بدولت اس رتبہ
کو پہنچ لیا امیر دن اور ریسون میں شامل ہو گیا نہ معلوم اگر کوئی عمدہ حلیل آئے
یا کوئی اور کام ہاتھ لگاتا تو کیا ہوتا۔ اپنے آقا نے ہم لا فور ڈ صاحب کیل کے
پاس زمینداری خرید کر دے کے واسطے مشورہ لینے لیا کہ میں فی الحال ایک
مہینہ علاقہ چالیس بجائے ہزار روپے کا خرید کر لیا جاتا ہوں بشرطیکہ آئین
کو نہ مضر ہو بلکہ اس کو نہ علاقہ خرید کر لیا جاتا ہو کہ اس میں روپے بہت
بڑا علاقہ ہو جو مجھے نہیں دیتا کہ ابھی مجھ کو ایک مرتبہ بچھڑتا ہوں، چنانچہ ایک ہفتہ
نقدی کی لاٹ بکھر دی تھی سب وطن میں اگر ارادہ ہے رہنما خوب چین کر لگا بھی
میری عمر ہی کیا ہے نہ خدا کے فضل سے کسی طرح کی بیماری سے ابھی نئے طاعین
ہو یا قرنہ نہین۔ فی الحال ایک جھنٹ یعنی ایک لمپنی کے میں جینے رہا
بھرنے کرنے آیا ہوں چونکہ اس گائوں کے لوگ نہایت دیر اور حسرت رہا ملک میں
اس وجہ سے یہاں قیام کیا جس قدر بیان کے لوگ ملین بہتر ہے تو کوئی سے کہنا
کہ یار و ہندوستان عجیب خطہ ہے وہاں کے باشندے ایسے بزدل اور کم جرات ہیں
کہ چنہ متعدد گورے ہزار دن ہندوستانوں کے خوف دلائیکو واسطے کافی ہیں ہماری
عبوت دیکھی اور تھر تھلے لگے ذری ڈانٹ بتائی دم فنا ہو گیا اور وہ پلٹ کر فرار
کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ایک شوالہ یا ہندوٹ لیا کر ورن کی دولت مل گئی اگر ایک
لڑائی فتح کر لی تو پھر کیا پوچھنا موسیٰ کی کان ہاتھ لگ گئی سونا چاندی اس شرط
سے ہے کہ اوٹھانا بار ہوتا ہے۔ کیا کیے انگلستان دور ہے ورنہ نیلے لٹے پاٹ
پاٹ لیتے۔ اس گائوں کے باشندے بھاری سیدھے سادے بھولے بھالے و من بہت
غائب نشین ان باتوں کو نہایت تعجب سے سنتے ہر شخص اپنی اپنی فکر کے مطابق حاشیہ
چڑھا کر یہ سب جانتے تھے کہ نام لمیری جو اتنا ہے وہ سب درست ہے اور کل چلے
ہندوستان میں ایک مسئلہ عظیم رہا ہے ہر انتظامی ہو رہی ہے جو جاتا ہے مالا مال ہو کر

آتا ہے کیا عجیب شخص سبھی کچھ بنا لیا ہو طرار اور چالاک تو خوب ہی ہے کہین مال
 ہاتھ لایا ہو گا۔ روپیہ پیسہ دیکھ کر اکثر لوگ اس کی تسخیم و تکرم بھی کرنے لگے البتہ
 بعض بعض خاندانی رئیسوں میں اس کا گزرنو اوہ اس سے طایفہ ہی رہے ہرگز
 اس کو اپنے پاس پھٹکنے نہ لیا ازخجلہ ایک ہمارے ڈاکٹر صاحب بھی تھے یوں
 ایک خزانے گرگ یارن دیدہ تھو، انکو اس قدر ضعیف الاعتقاد ہی کہ ان آدمی کی
 رگ رگ پہچانتے تھے اگر کسی نے اسے پاس لے کر ذکر بھی کیا تو اسکو جواب دیکھ منو
 صاحب پڑھتی کے دانت کھانکے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں جو کر جا زیادہ
 ہے وہ برتاؤ کہ ہے جو شخص اپنی شجاعت کا خود اپنی زبان سے مدح ہوتا ہے وہ
 سپاہی نہیں جو شخص روپیہ پیسے کی بہت سی بگھارنا ہے وہ اکثر کم بضاعت
 ہوتا ہے۔ لاف زور صاحب کئی نے بھی اسکو بہت عمدہ لگا یا گو کہ اس کا سبب نہ معلوم
 ہو اگر اپنے قدیم جان پہچان بلکہ بالآخر سابق سے اتنی رکھائی اور سردہری کیوں اختیار
 کی عموماً لوگ اس قدر جانتے تھے کہ آدمی سابق سے مجھ جتنا کہ ہے طرفین کے دلوں
 میں گہری پڑی ہیں لیکن چونکہ وکیل صاحب نے تمہیں کسی سے بیان نہیں کیا اسوجہ
 سے صاف صاف حال اسکو معلوم نہ تھا۔

وچڑنے خواہ مخواہ ٹام ہلیری سے پھر لبط ضبط بڑھایا اور اسے بھی اسکو شخص ساؤ
 لوح پاکر وہ ٹیڑھائی وہ جھانک دیا کہ جو کچھ یاد تھا سب بھول گئے وہ سیر باغ لایا
 کہ بھوشن جو اس گم ہو گئے ہندوستان جانے کا وہ شوق چرایا کہ ہندوستان ہی ہندوستان
 دروزبان ہو گیا۔ ٹام ہلیری کی فصاحت و بلاغت سن ترانی اور چرب زبانی سے
 انکے عجیب انفرادی کے دل پر سدھو گیا نئے نئے منصوبے باندھنے لگا آنکھوں پر
 ہندوستان کا نقشہ پیش نظر رہتے لگا خواب میں بھی یہاں کے باغ وراں غلط آنے لگے
 سیر و شکار کے واسطے دل لہرایا مالدار کے آگے لکھنے کے خوب رو سے کہا کہ کو منہ میں پانی
 بھر آیا میوؤں سے دل کھٹا ہو گیا یہاں کے رقص و سرود کی دھن دلیں، آگے
 طوائفوں کی مہر و معبر پوشاک کی خوشبو و داغ میں کبھر کئی سچ ہے نہ تنہا عشق
 انداز و خرد، بسا کہین دولت از گفتار خیزد لڑائی نہیں جان لڑانا کیسا بے فائدہ کی
 دیکھا خوشی کی تمنا۔ ٹام ہلیری نے کہا تاکہ وہاں ایک دریا بھی ایسا نہیں ہے

باز میں سو نہ ملا ہو ایک رئیس کا محل انیس سو تین جو غلو گلاب سے نہ بھر لیا ہو۔
شہر میں ایک ایک گھر کی کھڑکیوں پر جو برسات کی گانے جاتے ہیں وہ بے حوصلہ
انسان حیران رہ جاتا ہے جس نے وہ زرخیز علاقہ دیکھا کہ تمام دنیا میں اتنا بڑا کوئی
کیروں میں نہ ملے گا۔ اہل ولایت کی نہایت تو اضعیف و کمزور ہوتا ہے۔

عزیز کہ باریکی کی تقریر کی وہ دیکھ کر اور دلاویز ہو جاتا تھا کہ نہ تو یہ ہے میری لڑکھائی
جانتا تھا کہ میں نے والا جان بڑا زور پائے تھے اور اسے کہتا تھا صاحب لغت کے وقت
برائی کی پل بھی مٹانے میں نہ رہتا ہے یہ اور کچھ ہی باتیں شوق کو بھڑکاتی تھیں
ایسی ایسی باتیں سن کر جب راجہ کے مکان پر جاتا تو وہاں کے سرداروں کے حسن سا
کو دیکھ کر طبیعت کو فرحت نہ جاتی تھی۔ یہی معمولی غذا یہی یہی لڑکھائی جاتا کسی سے
پتہ نہ گئے نہ سنا فوراً اٹھ جاتا اگر دیکھ صاحب دیکھ لگا، مال دریافت کر لے
تو یہی جواب نہ دیتا۔

راجہ قدرت سے اپنی والدین کی خدمت واپس ہو چکا تھا یہی سہی اس پرانا صاحب
سردھری سے اس پر لکھی۔ والد کی گفتگو نے جو چیزیں اس کے دل میں مدد کی تھیں
اس کا وقوع میں آنا محض غیر ممکن معلوم ہوا اگرچہ یہی تھیں۔ رسی جلتے جلتے جل
گئی مگر انہیں نہ گئی جو صلہ مطلق دل سے لیا گیا تھا۔ اس کی طرح وحشت سرور
سوار نہ تھی مگر نام بہت خیال دل میں بھر آتا تھا۔ اس کی گفتگو اور بھی سن کر
صفا کا ہو گئی جو کیا نہیں ہو۔ قصور میں رہتا تھا وہ سمجھا کہ یہ بہت بڑا۔ لارڈ لارنس اور
لارڈ کلائیو کے مہات کی یاد اسے لگی بسا خند و رات ایسے مکان کا راستہ تھا۔ یہ لگی۔
ہندوستان کے زرد و جاہرات نے رات کا سو دینا کہنا حیران کر دیا۔ اس کے ساتھ
شوق ملاقات نے دل گلا دیا۔ اس ارادہ سے باز نہ گئے یہاں تک کوئی شے
مانع نہ تھی اگر تھی تو مس مینی کی محبت۔

عشق کا خیال تو برا ہے نام بھی اس کے دلمین نہ تھا مگر چاہتا تھا کہ اس کو اپنے پر لایا
چلوں تو اچھا ہے جسکی دھ سے مار ملی سے رنجش ہوئی اور اس کا ساتھ نہ چو لے تو ہتر
ہے۔ علاوہ برہن اور لوگ عالی خاندان معالی و ددمان اس کی کمات میں ہیں ایسا
نہو کہ ہاتھ سے لکل جاوے کو اعتبار میں صرف ظاہری بناوٹ تھی۔ رچو کے دین

محفل لاریوانی نہی گزرتی رختہ مس مینی کی سادگی پیزی پیاری صورت دیکھ کر بھولی
 بھولی باتیں سن سن کر محبت ہوئی دل فرقتہ ہو گیا جب اوس ائینہ روستے دوچار
 ہوتا و سلی صفائی قلب شرم و حیا دیکھ کر خواہ مخواہ دل جو ہو جاتا انہی سب جال لایا
 ہو لجاتا اوسکی ہر دم توجہ ہر لحظہ عنایت اپنی طرف یا کر ممنون ہونے لگا کہ اسنے میرے
 جواہر ذاتی اور اوصاف صفائی کو اپنے سے زیادہ سمجھ کر مجھ کو پسند کیا ہے اسکی ناشکری
 نادر واپسے تھم مینی کی محبت اوس سنگدل کے دل پر اسقدر موثر ہوئی تھی کہ وہ راہی
 اولوالعزمی سے باز رہے بلکہ یہ کہہ کر اپنے دلوں کو بچاتا تھا کہ اگر میرا رتبہ بڑھا تو بیشک
 اوسکی ہی قدر و منزلت زیادہ ہوگی کیونکہ یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں اسلیے مناسب
 ہے کہ شادی یا حصول دولت ملتوی رکھوں کیونکہ لو جو انون میں آغاز شباب میں
 شادی کر لی اور آئندہ برباد ہو جائے۔

بارٹلی کی رخصتی حقاقت آمیز گفتگو نے اوسکے دل پر بہت بڑا اثر کیا تھا اوسکے ارادے میں
 عنقریب فرق آلیا تھا کہ در حقیقت امین جو انہی سے بعید ہے کہ میں ایک معصوم
 پارسا بیت نوجوان نازنین کی عیش و آرام میں فرق ڈال کر جالا جاؤں وہ میری محبت
 کا دم بھرے اور میں اوس سے سچ ادائی کروں وہ آتش فراق میں جل جل کر مرے میں
 بیوفائی کر دے۔ اسی اور دھیر بن میں سرا میں اپنے حبیب لبیب کے پاس گیا اور وہاں
 جا کر دیکھا تو مجمع اجاب شراب و کباب کل سامان عیش و نشاط موجود ہے صرف
 میرا ہی انتظار ہے۔ اسکو دیکھ کر کیتان صاحب نے اوکھکھ مضافہ کیا کر کے پر بھایا
 ایک گلاس برانڈی کا پیش کیا اور کہا سہ نبوش باوہ کہ ایام ہم نخواستہ ابد ماندہ چہ چہ ان
 نما بندہ جنین نیز ہم نخواستہ ابد ماندہ جب دری دری آنکھوں میں سرور آیا وہی معمولی گفتگو
 ہونے لگی مگر با حقیاط۔ رچرڈ نے ہندوستان جانیکا ارادہ مینی کی ملازمت کا سنو
 بیان کیا کسی مغرور عمدہ ملنے میں وقت اور آسانی کا حال دریافت کیا۔

اگر اوسوقت ہانہی سچ کہتا تو یہ کہتا کہ آجکل فوج میں عہدہ ملنا کچھ مشکل نہیں ہے
 کیونکہ اوس زمانہ میں مشکل فی زمانہ شرف اور بجا الیڈٹ انڈیا مینی کی ملازمت
 ناپسند کر دیتے تھے نہ اپنے وطن مالوہ سے جلا وطنی چاہتے تھے نہ کہ کیتا صاحب
 ہمار کو تو اور ایسی کچھ مذمت تباہی سچ حال کس طرح کہتے وہاں تو انہی ن

جتنا ناخوش رہا۔ فرمائے گئے۔ بہائی اول اول نوجوان کم سن نا تجربہ کار و کو عملی
 نوایں نہیں ہے پہلے پہل چوٹا کام ملتا ہے رفتہ رفتہ حسب کارکردگی ولیاقت
 ترقی ہوتی جاتی ہے مگر کمزور باقوں سے کیا مطلب تمکو میں اپنے ساتھ لجاتا ہوں
 میری جمنٹ میں اگر فوراً بگتائی یا لغٹی نہ ملی تو چلتے چلتے صوبہ دار بہادر کو ضرور ہی
 ہو جاؤ گے۔ ہاتھ اوٹھا کر جمع کی کہ اگر آپ کو انگلستان کی خشک روٹیاں جوڑنا اور
 ہندوستان میں جا کر فوراً بلاؤ اور انا ایڈیٹ ایڈیا کیسی کی نوکری کرنا منظور ہے
 تو ہم اللہ ارادہ مضبوط کیجئے گو سر دست آپ کو چوٹی خدمت ملیگی مگر میں اپنا راہ میں
 تمہارے ساتھ برادرانہ سلوک کروں گا جس وقت ہملوگ مدراس پہنچنے میں تمکو
 دولت اور تہہ واصل کر دینا بخوبی طرہ سے تبادلوں کا علاوہ ہرین تمہارے پاس

چہرہ بہ چہرہ بھی تو ہے۔ شہر میں نہ آؤ جو یا کچھ کم نوادہ
 رخصت کر کے ہمارے دوستوں کو بھیج دینا۔ ہمارا اہل بیت ہوگا۔ واضح ہو کہ میری ذمہ
 یہ مسائل روپیہ کی کمی ہے۔ ایسے ہی ہمارے ساتھ کیا کہ رچو کو اپنے فیصلہ اللہ

ہونے پر بہایت شرم مند رہا۔
 کپتان صاحب نے کہا کہ چہرہ زیادہ نہیں آؤ راہ لکھو اسطے بخوبی کافی ہے۔ اور روپیہ
 سے تم مطابق اندیشہ دل میں نہ کرنا۔ اگر تمہارے پاس ایک پسیہ بھی نہ تو کچھ مضائقہ
 نہ تھا میں وہ شخص نہیں ہوں کہ دوست سے روپیہ پیسے کا خیال کروں اچھی روپیہ
 تو نوجوان کے ہاتھ کا پس ہے دوست کی واسطے اگر جان ہی کام آئے تو مجھ کو بیع
 نہیں کرنا شکر ہے کہ ملک خدا نے کسکا دست نہ کر نہیں کیا تمکو کسی کے احسانمند
 ہونے کی نوبت نہ آئیگی۔

رچو ڈکے کہا۔ بیشک میں یا ر شاطر ہونا چاہتا ہوں نہ کہ یا ر خاٹو۔ مگر ایک بات ہے
 میں چاہتا ہوں کہ قبل ازروانی اپنی شادی کر لوں اس صدمت میں مجھ کو روپیہ کی
 ضرورت ہوتی ہے بی بی میرے ہمراہ جانے یا بچے اگر وہ یہاں رہی تو آپ کو بچے دو۔
 چار سو روپیہ دینا ہوگا۔

ہمیری لے جو اب یا۔ اسے یا ر شادی وادی کا بکیرا تمنے گمان سے نکالا کیوں
 اپنے آپ کو بھیجے بھارے غلام بنانا چاہتے ہو۔ عقو ان شباب سے بدت اعمرو

ہو جو جو جہاں آٹھ روز کی عمر اور شادی کا یہ ارمان سر خدا کی پناہ ہے۔
 مہمان آرا دی رہن بڑا لطیف ہے مکتے نہا ہے کہ نہیں سہ کب بکھر و من رہے
 قہر بے زلفان و ملن بے بوسہ گل بہا نہ تھی سے باغلی دیوار و نکو۔ ورنہ یہ عورت
 عفت سب خدا کا جہان انسان کے جال میں آیا کہیں کمر نہ مارے در راہ خدا کہ نہ تار
 نہ نہ تھا کہ تین زمان زمان اندہ اللہ یہ خیال دیواری تھی۔
 جہاں بان بان یہ کلمہ سننے میں اچھے معلوم ہوئے ہیں نہ یہ اگلے زمانے کو
 تو ان میں کچھ جھل انکر ہو گئے سے یاد کرتا محض غلط ہے۔ پہلا پڑائی محبت اور قول
 تو رہی کوئی شے ہے یا نہیں۔ اسے صاحب سے بیک بیک دل سے شے حزن
 محبت یہ تکرر لالہ پرو داغ ڈاجا بیکھا جاتے تھے۔

ہلیر می۔ جس قدر جلد ملن ہو بھول جانا صبا ریح ہی قول دیرینہ مثال پانچ پارہ
 کے چوتھے جیکے لیے حمد و کلام حیدر وق یا اللہ یا اللہ ہوں کا سر ہے۔ مگر تمہارے
 کچھ بطور نظر آتے ہیں۔ پہلا یہ کہ جو کہ یہ رسم اندازوں کا فر ہے سے تمہارے دل کو
 ایسا موم کر رکھا ہے۔

رہبر و نہیں نہیں یہ آپ کیا کرتے ہیں آپ نے ہمارے اور ان کی صاحبزادی
 میں شہنی کو ضرور دیکھا ہو گا۔

ہلیر می۔ کیا مس گرین۔ وہی عطارد والی جو کریمانہ
 رہبر و۔ واد صاحبزادہ۔ عطارد کی آپ ایک ہی سی معقول۔ اور یہ صاحب ہارا
 اور شاد عطارد نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑا نامی گرامی حکیم ہے۔ اور ان کا نام
 نامی مسٹر ہے مس گرین نہیں۔

ہلیر می۔ جیسے ہی کرے دے ہی کریں۔ تری و کدو لہند۔ بہرہ و۔ اور عطارد کیوں
 نہیں وہ بھی تو اپنی دوا لیں کر کے فروخت کرنے ہیں چارے وطن میں ایسے ہی
 لوگوں کو عطارد کہتے ہیں۔ بان البتہ اولی لڑائی خوبصورت ہے پہنے بھی لہو بہت
 سنی ہے وہ آفتاب مغل ہے لوگ کہتے ہیں جس جلد میں جاتی ہے سب کی نظر
 اسی پر پڑتی ہے۔ مگر یہ بتاؤ کہ وہ کچھ جانتی و انتی بھی ہے یا یو نہیں
 رہبر و۔ نہایت عقیل فہم سجدہ مزاج ہے مگر میرے تعشق نے اس کو دیو

لکھا ہے لیکن عشن کے دیوانہ کو دیوانہ کہہ سکتے ہیں نہ عقلمند
 میر کی بھلا کچھ تیزی تری۔ اوجیل کو دچیل بل بھی یاد ہیں کچھ اور شوق بھی ہے۔
 برد۔ ایک بھی نہیں۔ نہایت رحمدل۔ سادہ مزاج۔ سادہ وضع اور سادہ
 زینت ہے امورات خانہ دار کیو خوب سمجھتی ہے ایسی باتوں میں نہایت لائق عورت۔
 میری۔ تو بس ہو چکا بس جانے دیجئے۔ میں صاف اسوقت آپ کے لیے تیار ہو
 تھی عورت کا ساتھ کر نہ نبھے گا آپ خوب یاد رکھئے۔ بہا صاحب بہت کم
 زمین ایسی ہیں جو ہم لوگوں کے ساتھ ہندوستان میں رہ سکتی ہیں جہاں ابکل
 درجہ اعلیٰ و ذلیل جگر کے فیڈاؤ کے دوسری بات نہیں۔ وہاں آئی فرد دلی سنجیدہ
 آج کو لجا کر کیا ہو گا جو اپنی آنکھوں کو صرف شوہر کی صورت دیکھنے اور یاد لگینو کو
 سچوئے ٹپے سینے کا اوزار جانتی ہو۔ براے خدا اس حرکت ناشائستہ سے باز آؤ نہائی
 دیکھ نام نہ لو ورنہ ہندوستان چلنے سے بات نہ دھو بیجو۔ اگر تم جان بوجہ کر اپنے گلے میں
 بل لٹکانا چاہتے ہو تو اس دم کا علاج تمہارا حکیم ہے پاس بھی نہ تھا۔ اس قول قرار
 یہ صرف ہونا لگتی تھی بات ہے ہاں البتہ ایک مرتبہ مفارقت کی وقت کسی قدر بچ ضرور
 گا مگر کیا یہ طبیعت کو ہر گز قلع چن رہا تھا۔ ٹھہرے ٹھہرے ٹھہرے ٹھہرے ٹھہرے ٹھہرے
 یا پڑی نیکہ لڑکی کو کسی بیوی۔ ایسا نہیں یاد کرو گے اور یہاں یہ بھی کوئی اور دھود

بہتی سر۔ تو نہیں اور میری امیر نہیں اور میری بیٹی۔
 صحیح ہو کہ انسان ضعیف البیان، نہ جانتا ہے کہ ایک ایسی ضعیف عقلی بھی دی ہو جس
 وہ اکثر انشا کی اصلاح قدر نہیں پہچانتا کہ اکثر اوس کے دریافت میں اپنی عقل اور انصاف
 کا کام لیتا ہے بلکہ دوسری راے پر زیادہ اعتبار کرتا ہے اور اکثر یہ بیان کر سوتا ہے
 بے فہم ہوئے ہیں عقلی انداز پر ڈکے دلیں ہار ملی کی زبان سے اوس نازنین کی تعریف
 مگر تعریف بڑا ہوتا اور ہر ملی کی زبان سے اوس کی مذمت سنگر فرما دل بد لگیا خیال کیا کہ یہی سچ
 سنا ہے۔ ہار ملی محض گنوار تھا ہے جبہ دائرہ بوز نہ لذت ادرک نہ اوس کوئی تہیہ
 سیکہ بھی کا ہے کو دیکھی ہوگی اگر دیکھی بھی تو یہی ایک پس اوسکی بات کا اعتبار کیا خدا
 ہمارا اس انصاف پر ع۔ برین عقل و دانش بیا بد گریست۔

رجپرڈ کے مزاج میں گواہی دہی ہے اور بالی بن تھا مگر سیکندر استقلال تھا کتنا صاحب
 کی دینا سخت و بلاغت پر لٹو ہو گیا اور سیکرے قول و قرار کو موبور بہت سمجھا جو کچھ کتنا صاحب
 نے اس کو امتنا و صدقتا جانتا حالانکہ یہ کپتان علم و کمال میں رجپرڈ سے کہیں کمتر تھا
 مگر وہ دہری فصاحت و بیانی و طلاقت لسانی۔ وہ ہندوستان جانی کا شوق دلایا کہ وہ یہاں
 یا تو رہا سب بھلا دیا۔ چلے چلتے رجپرڈ سے یہ بھی اقرار لے لیا کہ ابھی تم ہندوستان جانی کا
 بارہ کسی سے ظاہر نہ کرنا میری گفتگو کا حال کسی پر افشا نہو نے پاوے میرے سب رنگ و لٹ
 یعنی نو ملازم سپاہی جزیرہ و اسٹ کو گئے ہیں اب میں بھی اس ملک خصوصاً اس گائونٹ
 مختصر یہ جاننا چاہتا ہوں یہاں مفت پڑے پڑے کو کون نصیب اوقات کرے اگر یہ اقا
 پر تاق اس گائونٹ کے سبب نوجوان لڑکوں کو لیجا نا اور ہر شخص کو فوج میں عہدہ دلوانا
 عوام لوگوں سے میں اس بات کا اقرار بہت احتیاط کے ساتھ کرتا ہوں۔ مگر قول مردان
 باندازد۔ اسٹانکو واجب ہی جو کہ وہ ضرور کرے۔ اور تمہارا تو کچھ ذکر ہی نہیں تمہاری
 ساتھ جو لڑکوں وہ توڑا ہے۔ تم تو میرے قدیم مہربان بلکہ نلویٹے پار ہو۔

رجپرڈ نے وعدہ کیا کہ میں ہرگز ان بانون کا تذکرہ کسی سے نہ کروں گا۔ دونوں نے ساتھ جانتی
 یہی صلاح نہ ٹھہری بلکہ یہ قرار پایا کہ کپتان صاحب اول کو چ کرین اور رجپرڈ
 عجب سحر و انہ ہو کر ایٹن برگ میں آکر لے اور وہیں اس کا نام فوج میں لکھا جاوے
 پھر وہاں دونوں شخص ساتھ ساتھ جہاز وغیرہ کا انتظام کریں۔

باوجود اس عہد و پیمان کے رجپرڈ کو مس مینی کے چوڑے کا پڑا تردد ہوا بار بار یہی خیال
 کہ میں تو اس سے شادی کا اقرار کر چکا ہوں کیونکہ اس کو چوڑے کا وطن سے روانہ نہیں
 گئے جانتا ہی ارادہ مصمم تھا مفارقت خواہ مخواہ لازم آئی اور یہ محسن کس معشوق فراموش
 حاشق اس فکر میں پڑا کہ بالکل ترک تعلقات بہتر نہیں بلکہ! وقتیکہ بتاج سفر ہندوستان
 و کامیابی حضور میں نہ آئے شادی ملتوی رہے۔ افسوس اس نالائق نے مس مینی کے
 آرام و چین کا محنت خون کیا۔

مگر رجپرڈ کا یہ سب تردد و تامل محض خلافت تھا اگر کل ہندوستان کی دولت میں مینی کو ملتی
 تو یہی وہ اپنے والد کے خلاف رائے ایک قدم نہ ادا نہ تھی کہ اس صورت میں حلیہ
 جانتی تھی کہ میرے باپ کے دونوں شہرہ و یوں بلیجہ ہو گئے اور اب کل محنت کا بار

اوس بچا رہے بڑھے کے سر پر اگرمین بھی چوڑا جادو تو اوس غریب کا نام لیوا پانی دلو
 کوئی ترپے گا حالانکہ مس مینی کو سردست شادی اس شخص کے ساتھ منظور نہ تھی تاہم
 اوسکی اس لیے اعتنائی سے نہایت قلع ہوا چند دلو سمجھا یا مگر نہ سمجھا چہ کا رنگ
 فق ہو گیا لیکن خلعی حجاب اور غدر حسن مانع ہو زبان سے کچھ نہ کہا سارا غم اندوہ دل میں
 بھرا دل بھی دریا سے غم و الم کی ماہی بن گیا رنج مفاہقت کے خیال سے کلیجہ اندر
 ہی اندر چپن گیا خیال آیا کہ افسوس اس شخص نے روپیہ کو مجھ سے زیادہ عزیز سمجھا ساری
 محبت ایک دم میں فراموش کر دی یہاں دولت اور ثروت نہ تھی نہ سہی مگر راحت اور
 قناعت تو تھی کاش اتنی آمدنی پر قانع ہوتا باہر جانیکا نام نہ لیتا اگر اسکو دوسری بھی میری
 محبت ہوتی تو میرا باپ بالیقین وہی شرطین اوس سے بھی کرتا جو مار گلی سے بیان کی
 تہمین ہرگز انکار نہ کرتا اگر یہ اپنی عذر قصیرات چاہتا ملوں مزاجی چوڑ دیتا تو اسے
 جانب سے میری باپ کے سب شک رنج ہو جاتے ہم دونوں جین آرام من زندگی
 بسر کرتے مگر حیف اوس شرط کا اقبال رچڑنے اپنی شان سے بعید سمجھا۔ یا خدا ہم دونوں
 شادی کا قول تو ہمار ہی چلے تھے اوسکو واجب تھا کہ مجھ سے ساراہ میں مشورہ تو کرتا
 اول شادی کر لیتا بعد ازاں جو اوسکی راے میں آتا کرتا خواہ مجھ کو اپنے ہمراہ لے لے
 خواہ یہاں باپ کے پاس چوڑا جاتا۔ افسوس مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔ خطا ہوئی کہ
 خلاف رضا والد اپنی شادی کا اقرار اس سے کر لیا بہتر ہوتا کہ میں پیشقدمی نہ کرتی
 وہی خود درخواست کرتا بہت بہت مروت ملی بات کا پھر اعتبار نہیں یہ لوگ بہتر
 کسی کے یا نہیں غضب کے ساندل ہونے میں بیچاری غریب عورتوں کی رزہ
 دو کو چھنی چڑی باتوں سے فریفتہ کر لیتے ہیں بعد ازاں ناحق ترسائے ہیں ان کا
 تعشق بھی برائے نام ہوتا ہے سچ چوڑ تو یہ کیسے آسان نہیں اچھی صورت جہاں
 نظر آئی فوراً طوطا حیم ہو گئے ع ان ملوں تل ہی نہ تھا گویا۔
 خدا نہ کرے کہ کسی شریف راوی کا دل درد سے اٹکے۔ انکی محبت کا کاٹا ایک ایک جمل من
 انکو کیا جہاں چار ملکر سچے غم غلط ہو کیا دل کی مذاق میں دند کٹ لیا ہم میں اور کہہ گا
 کونا اونکی سزد مہری پر ہلک ہلک کر رونا مہفت رنج سے محل محل کہ اپنی جان لوٹا

رجو اب سن بلوغ کو پہنچ گیا تھا ڈاکٹر صاحب اور وکیل صاحب نے آخر زراعت کے طلب کا مستحق تھا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور لوگوں نے بھی بلاتال دتھن کل رہے جو الہ کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے صرف اتنا پوچھا کہ عزیز من کیا ارادہ ہے۔ رجو ڈاکٹر صاحب سے معلوم ہو گیا کہ ڈاکٹر صاحب میرے ساتھ ہی وہی شریطن کر نیلو ارادہ ہیں جو ہارٹن سے ظاہر نہیں مگر معاوضے خشک جواب دیا کہ جی ہاں میرا یہ ارادہ ہے اور کیا امید ہے کہ اس وقت آپ سے عرض نہیں کر سکتا البتہ لندن پہنچ کر ایک خط لکھو گا اپنا ارادہ ہی کر دے گا اس وقت صرف اتنا کہتا ہوں کہ میرے حق میں بہتر ہو گا ڈاکٹر صاحب اس حال سے کہ شاید جکل اسکے باپ یا مائے کے اسکو لکھا ہے۔ کہا۔ افسوس تم جیسے ہی آؤ دے ہی جاؤ ولادت بھی تھی رہی مراجعت بھی ظاہر ہوئی ہے کیا کرین تمہاری ولادت کا ستارہ ہی برج خفی میں نظر آ رہا ہے خدا انجام بخیر کرے کچھ ڈھنک اپنے نظر نہیں آتے میں اس وقت بھی نادان تھا کہ تم کہاں سے آئے اور اب بھی نہیں جانتا کہ یہاں جاتے ہو خیر یہاں خوش باش۔ اپنی سہی دعا ہے۔ اگر میرا خیال تمہارے دل میں کہیں آئے تو یہی یاد کر لیتا کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ لکھا یا۔ پڑھا یا۔ اور وہ پیشہ سکھایا کہ جسکے ذریعے سے جان رہو گے باعث و توقیر دینی پیدا کر دے گے۔ اپنے ہم جنس مصیبت زدہ مسمومہ کی مدد کر دے گے۔

یہ کلمات رقت آمیز شکر چر د کا دل بھر آیا اول تو ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کیا اور دیکھا کہ یہ بھی کہا کہ ہر ایک ہے آج آپ کی فیدت۔ بانی ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب نے ایک تہیلے کا لکھ کر ایک بارے اور سن لو۔ یہ لو اپنی نصیحتیں دیکھ کر انسانی یعنی یادگار۔ میں اسکو نہیں لے سکتا ہوں میں نے اپنی خدایت کا صلہ بہت کچھ یا یا ہے مگر اسکو بیٹے جاؤ۔ دیکھتے آید کار۔ شاید کہیں پرکشش ہو تو یہی دیکھا دینا۔

چرڈ نے اور کبھی شکر یہ ادا کیا۔ بیشک یہ بے بہا ہے آپ نے مجکو عطا کی۔ یہ اللہ پر حق میں کسیر ہو کر انشا اللہ اگر ہندوستان میں جواہر لعل ملین تو اسکا عیادہ ایک دو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہندوستان اور جواہر لعل ملین کے تو دیوانہ تو نہیں ہو گیا ہو رجو نے پھر بات بنا کر کہا جی میرا مطلب یہ ہے کہ اگر ہندوستان کے جواہر لعل ملین میں میر

ہوں۔ لہٰذا کی بازاروں میں کہیں نظر آویں۔

داکر صاحب نے جواب دیا۔ اسے الحق۔ لاجول ولاقوہ تو کیا دیکر خواہرات خریدے گا یہاں تو جو چاہے ہو اسو پہن کر منی سے رخصت ہوئے وقت البتہ خیانت کا مٹا ہوا گیا وہ پہلے پہل کا دل لگانا پھر اپنی بے اعتنائی سے حقوق کو تانا و بال جان ہو گیا۔ کچن نہ نہاتما۔ او دھروہ نازنین دلکو سوسوس کچھ نہاتنی تھی مگر دل کب تانا تھا، بچشون کے حجاب سے دل کہو لکڑی نہیں سکتی تھی لاچار باخا طر فکر بے مونس نگار سار سہی کہکے گوشہ میں سحر لپٹ کر گر رہی جیسے ہی رچرڈ اس کے سامنے گیا دیکھتے ہی زخم ہرے ہو گئے رچرڈ سے بھی یہ حال دیکھنا نہ کیا یا تھک بکڑ کر اٹھایا پاس بٹھا کر سمجھایا۔ با منن تم کون ہستہ رنجیدہ ہوئی ہو۔ تو میں اکھی تمہارے ساتھ شادی کرتا ہوں ہندوستان جانیکا نام نہ لوگا کسی کا کہانہ سونگا ہندوستان کی دولت سے ہاتھ دھو تا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کا شریک ہوتا ہوں بشرطیکہ وہ بھی شادی کر دینے کو راضی ہوں۔

کہ اس تقریر نے لسی قدر اوس قبل از رخ و الم کے آنسو بونچھے مگر اتنا داغ کمان نہا کہ کسی کا بار احسان اوٹھائے آئندہ کو اوٹھتے بیٹھتے لکھنے لکھنے سے کہ تو تھار عروا سٹے ہندوستان کا جانا چھوڑو ازواجہرات کی تمنا دل سے دور کی ساری عمر کے واسطے جھٹکی قبول کی۔ اس خیال سے جواب دیا کہ رچرڈ نہیں ایسا نہ کہ رچرڈ ارادہ کر چکے ہو اسکا تبدیل کرنا قرین مصالحت نہیں ہر اکثر دیکھا ہے کہ جب آدمی خوب سوچ بچار کر کسی کام کا ارادہ کرے اور اگر نہ تو کسی گہیر مٹ سے اوسکو ترک کر دے تو انجام بخیر نہیں ہوتا میں اکیس مدت سے دیکھتی ہوں کہ مملو بہان کا جہنا مضائق پسند نہیں عید سے چھٹے مضموعے کا منٹھتے رہے علاوہ برین تم امیر کیر کے بیٹے ہو خواہ مخواہ غربت میں بسر کرنا غصہ کی شہوت کا بنا کیونکر پسند آوے قتل مشہور ہے کہ میں پشت تک امارت اور اذلاس کی خوشی جانی پس بہتر بھی ہے کہ گذشتہ راضیوہ لکھ کر رخصت ہو دولت و ثروت کی تلاش شروع عجب نہیں کہ کسی نہ کسی وقت تمہارا دل میل بدل ہو مگر لکھنا و سوت میری یا تو نہ کرنا چاہتا اگر تمہارا دل نہایت تو میں پر کھی شے ملوئی کیونکہ میرے دل میں تمہارا داغ محبت جا سخت مشکل بلکہ غیر ممکن ہے اگر باو سے دزدیا اب زہر غم زہر تک این نقش محکم کے رہا العاقل تلخیصہ الاشارہ انہیں دو فقروں میں جو جو کہنا چاہئے تھا کہ دیا۔

یہ لفظ دانی کے کربے میں ہوئی تھی اور آٹھا تا وہ بھی اوس وقت وہاں موجود تھی آخر کار
بے اختیار پھر دو نوین کو غلبہ میں لے کر کہا۔ خداوند کریم نے تمہاری جوڑی بنائی ہو اسکو
تمہارے واسطے اور تمکو اس کے لئے مخلوق کیا کیونکہ ناحق حرف مفاہت در میان میں
لائی ہو مفایدہ رنج اوٹھانے کو کرنا بندھتے ہو میں اور کچھ دھانی نہیں مانگتی نہ میری اس
ضعیفی میں اور کچھ تمنا ہے بجز اسکے کہ تم دونوں کو دہناتو دامن بنتے دیکھ لیتی۔

رجوڑ نے ایک بھی نہ سنی دانی نے لاکھ سردھنا اور ہزار خرابی وہاں سے بھی زحمت نہ
اور ایک کرب کر ایہ کے ٹوٹر سوار ہو کر نہ سد بدھ کی لی اور نہ مشکل کی لی + نکل دیس سے
راہ جنگل کی لی + اسباب تو پیستری روانہ ہو چکا تھا آپ بھی اٹین برگ ہو چکے رہ
میں بارہ با خیال آیا مرد کی کاوش نے ستایا کہ کیونکہ ناحق ایسی نازنین مجھ میں کو
چوڑا ہے عبت مدت کی محبت کو توڑتا ہے۔ اب بھی خیر ہے کہ کو لوڑے چل اگر نفقہ ظلم
میں شعل لیکر ڈھونڈھیکا تو ایسا محنت پر ہی بمثال عاشق خصال کا ملنا محال ہوگا۔
اب بھی کچھ نہیں مگر لہے مگر حسیقت شہ میں ہو چکر کیتان صاحب سے ملاقات ہوئی
سب بھول گیا حتیٰ کہ آٹھاراہ کے خیالات کا ذکر تاک کر ناخاف مردمی سجاد میں لیتے
ارادہ کر لیا تھا کہ اگر کس قدر وہ یہی ہاتھ لایا تو فوراً مس میں کے ساتھ شادی کر لینگا
ڈاکٹر صاحب کی یاد بھی فراموش نہ کی شہر میں ہو چکر ایک انگوٹھی بیش قیمتی خرید کر کے
مہمانیہ خط مشیر خیریت ڈاکٹر صاحب کے پاس روانہ کی۔

مس میں نے لفافہ دیکھتے ہی فوراً پہچان لیا کہ یہ اوسی فراموشگار کا خط ہے ڈاکٹر صاحب
خط پڑھتے تھے وہ خاموش بیٹھی ہوئی ادنیٰ صورت دیکھ رہی تھی اس نظر سے کہ دیکھتے
اس خط کے پڑھنے سے اونکے دل پر کسب اثر پیدا ہوتا ہے پڑھتے پڑھتے ڈاکٹر صاحب
نے کہا لا حول ولا قوۃ۔ استغفر اللہ۔ جب خط تمام و کمال پڑھ چکے مس میں کی طرقت
مخاطب ہو کر کہا۔ دیکھو بیٹی۔ یہ جوان محض نادان ہو عقل تو مطلق اس شخص کو حصہ میں
آئی ہی نہیں یہ دیکھو میں تو اسکو یوں بھی کہی نہ بھولتا کہ اوسے اپنی یادگار کیونٹے
یہ انگوٹھی بھی مفت روپیہ خراب کیا اگر ایسا ہی غلط رہتا تو اسکی عرض ایک صند وچ
الات ڈال دیتا بھی تاجس کو کچھ نہ کچھ خاندہ ہوتا کارآمد چیز ہوتی یہ انگوٹھی کس کام آوے گی
میں اس نہ کو لیکر لیا کروں گا۔ ہمارے واسطے تو وہی پرانی چاندی کی انگوٹھی کافی ہے

حیرت سے چہ از دست میر سزیدہ گریست با اس کا وہ حفاظت تمام رکھ چھوڑ دیا وہ سنے
 مہربانی سے تحفہ بھیجا ہے ناشائستگی کرنا چاہا نہیں۔
 ناظرین خود سمجھ لیتے کہ مینی نے اس انوشکی کو کتنی حفاظت اور خبرداری سے رکھا ہوگا۔
 اب اوہر کا احوال دہری سینے۔ جب کپتان صاحب کا کام شہر لڈین برگ کے قیام کا
 ختم ہو گیا رچرڈ کا نام درست امیدواران میں لکھا گیا اب یہ لوگ شہر سے روانہ ہوئے اور
 پنکسیل نیو ہوسکے یہاں (ایب جہانزہ میں طیارہ لکھا خوش قسمتی سے جہاز کا کپتان ہلیری کا
 دوست اور ہم کشت بھی تھا وہ سنے خود آچر ڈسٹ آکر کہا۔ بہانی جیسے سپر جیلے کو انتقام
 کیا ہے بہتر ہے کہ تھوڑے روز تم اپنے عہدہ کا کام سیکھو۔ گوہا زہر بخش اسلوفی سے سینڈنا
 نہیں ہو سکتا مگر تاہم کچھ نہ کچھ واقفیت ضرور ہر عبادین کے ہر بھاری ترقی بھی کرادو لگا۔
 رچرڈ نے جواب دیا۔ کیا آپ کا منشا ہے کہ میں جبریز وایت میں رہوں اور آپ لندن
 کی سیر کریں۔

کپتان صاحب۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔ اگر تمہارا کام کچھ لندن میں ہو تو مجھ
 سے کدو کتنے اچھی طرح کرادو لگا۔

رچرڈ۔ مہربان من میں اپنا کام خود وہاں جا کر کرنا چاہتا ہوں۔
 کپتان۔ اگر ایسا ہی منظور تھا تو نا حق کوکری کرنے کو آخر کبھی بیٹھے بیٹھے مانجھتیاں
 اڑاؤ گے۔ یاد رکھو کہ انکا نام ملا دان کپانی بن لکھا گیا۔ یہ اپنا افسر ہوں آپ میرے
 ماتحت ہیں۔ اگر ذرا بھی حکم عدولی یا جہن سپر کر دے تو فوراً آپ کا ہاتھ اور تہ پکڑی
 ہوگی۔

گوکہ کپتان صاحب ذریعہ کلمات محض دیکھیں کہ گریجے اور طرز کا کام سے کچھ طور بطور
 معلوم ہوئے رچرڈ کی ساری ٹی پی ہو لکھی سمجھے کہ برے بھٹسے۔ کئی روز سے وہ
 دیکھتا تھا کہ جب اس کا دوست لکھی وہی کپتان اور دوستوں کے ساتھ ہوتا اور رچرڈ
 کے ساتھ حاکمان اور افسرانہ لکھا کرتا زیادہ منہ نہ لگتا۔ رچرڈ کو اس کا داشت کرنا مشکل
 ہو گیا مگر کہے تو کیا کرے خود کہ وہ راجہ علاج کبھی ایسا موقع ہاتھ نہ آیا کہ کپتان صاحب
 تنہائی میں کچھ گفتگو کرتا کچھ کہتا سنتا۔ دل میں یہ سوچ لیا تھا کہ ابھی تو میں اس کے ساتھ
 جبریز وایت تک چلنا ہوں سو دست جگڑا کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اگر ذرا بھی جواب

لگا تو یہ بہت ناخوش ہو جائیگا۔ ہندوستان جانکی تمنا دولت کی امید سب خاک میں
 خاک کی یہ بھی خیال کیا کہ انبار دوسرے سپرد نکر دگا بلکہ مال عرب پیش عورت ہتر ہے نوٹ وغیرہ
 کے اپنے پاس رکھو لگا اپنا خرچ بھی اپنے ہاتھوں کر دگا ایک مشہور اشارہ لہستان
 صاحب نے اس بارہ میں کچھ تذکرہ بھی کیا بلکہ دیکھا کہ رچر ڈکی نشانہیں بڑا چار چپ پور
 نا بھر کبھی اس بارہ میں ذکر نہ کیا۔ رفتہ رفتہ جزیرہ وائٹ سے بھی کوچ ہوا اور ملکہ
 یو میں مع انچیر ہوئے جانے بندر گاہ میں لنگر کیا رچر ڈکی سطح سمندر پہنچا اور خوشگوار
 لیکر نہایت مسرور ہوا جہاز کی معمولی جاری دوران میری کشتی میں آئے۔
 دس روز جہاز کے کپتان نے مسافروں کی تفریح اور اپنے قدیم ہم کتب کپتان صاحب
 باخاطر سے جہاز پر دعوت کی۔ اجرا جلسہ ہو گیا یار لوگوں کی بنائی خوب شراب
 نہ ہائی۔ سہار کی دعوت پہلی کی کثرت لوگوں نے خوب تہے صاف کئے پتا نصاب
 جرح کو بھی اس دعوت میں شریک کیا تھا اس وقت کچھ عذر معذرت کبھی کی کہ میرے دو چار
 وقت کے روکے ہیں سے آپ کے دل میں کچھ کدورت ضرور آگئی ہوگی بلکہ لیجئے آج شراب
 سے سب ڈھل جائیگی۔ جب دو چار گلاس دونوں صاحبزوں نے نوش فرماے انہوں
 سرور آیا کپتان صاحب نے یہ پڑا ناقصہ ہندوستان کی تعریف کا نثر سے شہر کیا
 اور وعدہ کیا کہ اگر چلتے چلتے کوئی بحر عمیقہ آئی تو نہ کچھ مضائقہ نہیں اس غم
 میں تم فوج کا کام قواعد وغیرہ بکوبی سیکھ جاؤ گے۔ رچر ڈکی فوج ان باتوں پر ہول
 جامہ سے باہر ہو گیا بھارت کے مارے دو چار گلاس اور ڈکھا گیا کہ معلوم ہے شہر
 کوئی دھار سے بیوٹی اس میں آمیزشی انچر گلاس پیتے ہی بوش و حواس جالے رہے
 دیوانہ ہو گیا کبھی ہنستا کبھی گاتا کبھی روتا کبھی چلاتا۔ کبھی دھڑا کبھی تلا بازی کہنا
 آخر کار بیہوش ہو کر سو گیا۔ ایک نوشراب کا نشہ دوسری وحشت۔ یہی مثل ہوئی
 ساون کے اندھے کو ہر ہی ہراسو جتا ہی غفلت میں خواب بھی دیکھ لو کف دست
 کوسون تک ریگستان۔ تہا ز آفتاب چرند پرند ناباب ایک مقام پر دیکھا کہ ایک سحر
 ہندوستانی مارگزیدہ لہرن لے رہا تھا جنم کے خوف سر جان دگر رہا ہے۔ آخر کا جب کچھ
 کہوئی تو دیکھا خواب کا سامان بسر میں نظر ہے وہی درد انگیزہ و نا لے جو ابھی خواب
 میں سن رہا تھا اور جنگلی وجہ سے آخر کار بیدار ہوا انکھ کھلے پردہ چند مسیبا اور خوفناک

ہوئے جب بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مقام فوج کا ہسپتال ہی رضی سپاہی در تکلیف کے بارے چلائے تھے کیونکہ کبھی کوئی سرسام کی حالت میں جان بلب بلب چلا چمکا چلا تا کہ مٹی میں تباہی کا لیاں کہتا۔ کوئی بحالت مایوسی در گاہ اندر دی میں دست بدمناجات خوان کوئی اپنی فضا کھنست در گریبان کسی کو نہ درن سے مطلب نہ نہ بہ سب کا رانی اپنی مصیبت میں ہر شخص گرفتار جو یہ قدر چنگے ہو چکے تھے یہی سب منصوبے کا میچتے تھے اپنے فریب کے دوسرے بیمار سے کہتے تھے کہ یہ بیماری تو کسی دیرت تھا۔ باقی ہے ایک ذریٰ شست بر خاست چلنے پھرنے کی طاقت ہو جاوے تو ابی رہے کسی مڈ پر باتہ صاف کرنے کے چولہا چھین لینے بہت دنوں تکلیف اڑھائی کچھ دن تک چھین کر رچرچ اس مقام نامزد جام کو دیکھ کر سخت حیران ہوا کہ یا الہی میں کمان تھا اور کمان کیا کس میں بہنا دھیمے کیونکہ مگر باقی ہوئی ہے۔ صرف اتنی خیریت تھی کہ اس کے بستر پر دوسرا مریض شریاب نہ تھا ورنہ اور کوئی چار پالی دو مریضوں سے خالی نہ تھی اور سپر طرہ یہ کہ ان سچا رنگ کوئی تیار دار خبر کر ان نظر نہ آتا تھا جس سے رچرچ اپنی مصیبت کو حال کستا جب بہت کمر ایا تو اپنے کپڑوں کی گھڑی ڈھونڈ بیٹھ گیا کہ اگر ممکن ہو تو اس کشمکش سے جان لینا رہا کہ مگر وہاں نہ کھڑی ملی نہ صندوق نہ بکٹ بچے اب اور سب در اگر کل مال و اسباب سبھی ہاتھ دھو بیٹھے اب اس وقت یہ خیال آیا کہ یہ کستان وہی شخص جو جسکو لاؤڈ صاحب وکیل کے کسی بددیانتی کی علت میں اپنے پاس سے دور کیا تھا وہ نہ ہو یہ نہیں ات تشریف کی کارستانی ہے کہ میرا مال دغا بازی سے لے لیا اور اس شفا خانے بد راز جیانا نہ میں ڈال دیا تاکہ اسی جگہ کھل کھل کر مر جاؤں یہاں پوچھتا کون ہے۔ مریضی دیر ایسے ایسے خیالات اور لوہات میں رہا بعد ازاں دلو تو کسی دم کہ یہ ہسپتال کچھ لڑا فوج کا حاکم افسر حکیم یا ڈاکٹر میاں خیر در امیکا اوس سے اپنی سرگزشت بیان کر دیا مال کی دالسی کو اوس کا دل نہ لے بیچے گا تو کچھ نہ کچھ خوف تو ضرور ہو گا غرض کہ سطح کے حالات سے دلگرمی کو ٹھنڈا کیا مگر شے کے اوار شرب کے خوار کا وقت نہ تانتی کا پوچھ کر زبان میں کانٹے پر گئے ہونا دشوار ہو گیا۔ ہر چند بکار اس دے مار کہ بار بار سے خدا جاہر نا بلاد و مارے پاس کے جلاں جانی ہے لہذا کچھ تو اس حکیم ہو گا۔ مگر وہاں کون سنتا تھا بددیکھا کہ اس مصیبت کے وقت کوئی اٹھنے نہیں آنا مجبور ہو کر بستر سے اٹھاؤ۔

جیون کا سر پانہ پانسی ٹھونسنے لگا کہ شاید بنانی ملے تسلی سے جان بچے اور کسی ایسے مرد سے ملاقات ہو جس سے اس زندانِ بلا کی کیفیت دریافت کرے اور کچھ قریب ایک لہر پر درمرضی تھے جنکو کسی قدر صحت ہو چلی تھی چہرہ مرک سے نجات ملی تھی مگر منہ و پشت پر خاست کی طاقت کجی نہ آئی تھی تاہم ہسپتال پر طے قرار بازی لڑ رہے تھے بازی لگا رہے تھے۔

دون خار بازو کے قریب دو اشخص ٹہرے تھے ایک زندہ ایک مردہ زندہ ایک لڑکا اور مردہ ایک مریمہ اساتھی تو مر گیا اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ قریب ایک جوارمی کی گھائی میں اوتھے پانی چادر پر لیون لڑے ہوئے دونوں کی خوش چڑی ہوئی نقول تھیں مع خوب گندی جوتل بیٹھنے دیوانے دیوہ اور آفت رسیدہ لے لہا کہ یار یہ تو بالکل رشتہ کیا ہے کیا سنا ہے ہون۔ زندہ اور مردہ کا کون سا تھوڑا سا خدا لاش کو بٹاؤ۔ یہاں جوارمی کی گھائی میں اس صاحب گھر اس شخص کے پاس دو تین روپے تھے وہ کھان میں بارہ ہی مقرر تھے تم ہی نے اڑا اسے ہونے۔

مرضی نے جواب دیا۔ اس کے بار خاستے ڈرو۔ ابھی تو لہنہ بھر بھی نہیں ہوا ہے کہ ایک رہی ہی جانی تم او کی جیب سے نکال لیکے۔ یہ جو ہوا سو ہوا مگر اس لاش کو تو کسی طرح بٹاؤ تم کھاری چانور کی با حال سپرنٹنڈنٹ صاحب سے نہ کہیلے۔

خار بازو کے گنا اب سپرنٹنڈنٹ کا نام لیتا ہے اگر پر ایسا کلمہ زبان سے نکالا تو بچا پیر رہنا یہی اگلا گنا ہے۔ دو گنا اگر خیریت جاو تو چپ چاب پڑے رہو یک باب کر کے جا اب اسل نہ بہنگ کر دانا کی مرتبہ ذرا بھی چون کرو گے تو ہمیشہ کیو اسطے چپ کر دو گنا مرضی بچا یا خوف کے مارے دم بخود ہو گیا سہم کر دیا ہی اس رش کے ہم بیو پیر ہوا وہ دونوں جوارمی پھر جوا کیلئے گئے۔

چوڑا گمان تو اپنے ہمزدہ ملی لاش میں اوٹا تھا جب گھنٹوں کی تولد سن خیال کر کے کہ جان مرضیوں کا یہ حال ہے وہاں ہمدرد یا غماز کا پتا کھان ملیگا جو کچھ ہرے نام نہ دل میں پیدا ہوتی تھی وہ بھی گاؤ خور دہو کی دل ٹوٹ گیا دامن اتھال ہاتھ سے چوٹ گیا سر پر پانچہر کھڑے ہوئے لگا کہ کاش گھر میں بیٹھا رہتا زیادہ لالچ نہ کرتا تو کیوں ایسی مصیبت میں گرفتار ہوتا۔ امین کی فصور نہیں ہے بیٹے خود اپنے ہاتھ سے پاؤں میں

کھڑی رہی سچ پر ادبی چوڑا ایک کو دیا دیکھا دو بے نہا نہ پاوے۔ سو قوت
 کی ایسی یاد دانی کہ بالکل از خود فراموش ہو گیا یہ بھی یاد نہ رہا کہ میں اس وقت ہوں کہاں
 بلکہ یہ معلوم ہوا کہ میں کس مہنی کے ساتھ اسی حتمہ کے گیاروی سیر کر رہا ہوں۔ سو قوت
 اوت چشمہ کا ایک تھڑہ پانی بندوستان کے برابر وں مونی کے برابر تھا جبکہ تلاش میں جڑ
 شریب الوطن قتلہ کے رنج غم میں بدامیز رہ گیا تھا۔ نہ توڑی دیر کے بعد پوچھ کر
 درست ہو علم حکمت کی یاد آئی کچھ کچھ دل مضطرب فرمایا پانی کہ وہاں بیات خیالات
 اور عجائبات نو دل میں نہ بٹا جاسے اور میں تو خود ڈاکٹر ہوں جہاں ہسپتال میں
 بغیر ان سے خوف نہ کیا نہیں البتہ آگیا وقت، بیا تجربہ کار آدمی ڈرے تو کیا جب غم
 میں نہیں لاکھ لاکھ بہرین ہیں مگر ایک ہی کام نہ آئی دل کی دھڑک نہ گئی کسی جب
 ڈاکٹر کی یاد آئی تو یہ بھی نہیں جا رہے تھے غل غل بندم سے نہ درستان نہ شاہد من
 وے نہ درکھان نہ پید نہ توڑی دیر کے بعد پوچھ کر درست ہو علم حکمت کی یاد آئی کچھ کچھ
 دل مضطرب فرمایا پانی کہ وہاں بیات خیالات اور عجائبات نو دل میں نہ بٹا جاسے اور میں تو خود ڈاکٹر ہوں جہاں ہسپتال میں

دوسرے شریب چڑھا۔
 اس نے بین پانوں کی آہٹ معلوم ہوئی کہ یہ کیسی آہ ہوئی اسب لوگ اپنی مقام پر ٹھکے
 بیٹھے۔ مریض میں ساٹھ ہو گیا۔ جو اریو انا نے تاش کے ورق بہتر کے نیچے ہزار ذوق
 بے یقین کیا ہو گئی خود غل غل جاتا رہا کہ شہر شان ہو گیا حتی کہ جنور کو کون کی رہی ہائے
 مانی رہی۔ کچھان معلوم کو یہ صفا حسیلی صورت دیکھتے ہی موت کس ڈر گئی ایک فی
 میں دیگر گری ہو گئی۔ یہی صاحب برادر میں مصیبت خاہ کے سپر ڈرنٹ تھوگ انکو
 اسپتال کا کورنر کئے۔ یہی پتھر پتھر سے جیاجا نہی دربان تھا۔ یہی صورت کشید
 ہا مست جیاجا نہی نگہانی کرے کرے آگے بھی آگے بھی نہی گئی مگر خوف بعض بیاض
 دونوں ایک ہی میں آگیا تھا۔ ایک پرانی ٹری گئی۔ انی مونی دقا فوسی دوسی ڈانے
 اسٹے پٹ کر رہے ہوئے کہے میں داخل ہو۔ ادانہ پرخدا کی مار شیطان کی پھٹکار مریض
 حال دریافت کر عین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر ماہ کا ٹنگ بول رہا ہے پاگوئی ملحق کشتی
 شکستہ آباد یاں کھینچے طوفان کے وقت چلا رہا ہے مگر میں پستول کی چوڑی اور
 نلوار پر تلے سے ظاہر تھا وہ ایک مرتبہ مریضوں نے ہسپتال میں اپنا ایذا دیا ہے کہ ایذا
 گھر رسیدہ بود بلائے وے بھر گزشتہ اور سب کچھ ہو گیا لیکن جان کی امان رہی

اردلی میں دو شخص ہنگامی کی جوڑیاں ہاتھ میں لیے ہمراہ تھے۔ جتنی دیر تک گورنر صاحب
ہسپتال میں ٹھہرتے رہے کل بصر دم سادھے سنبھلے رہے پڑے رہے کسی ڈچولا
نہ کی گورنر صاحب کی ہاتھ میں بانس کا ڈنڈا نہ تھا بلکہ جادو کی چڑی تھی جسے ذرا
چوہا دیا سن ہو گیا۔

گورنر صاحبست حید باز کو ہسپتال میں پڑنے پڑے مزید ارگوشت اوڑنا عمدہ
روٹیاں چکنا خوب لذیذ معلوم ہوتا ہے لیکن کباب مفت اور بد معاش مریضوں کا
بیرحمہ بان البتہ میں اونکی نسبت نہیں اتنا جو فی الحقیقت جیاریں کہو کہ خدا
بے محلو انسانیت کا بڑا لحاظ رہتا ہے۔

اس عرصہ میں رچرڈ گورنر صاحب کے قریب گیا اور عرض کیا کہ اگر آپ کا قول سچ
تو بمقتضایہ انسانیت ایک دو بائین میری بھی سن لیجئے۔

گورنر نے جین جین ہو کر اور انکی ہی چشم غضب آلود و قراودا ڈھاکر رچرڈ
کہا اپنے نوہے کون؟

رچرڈ نے حضور میرا نام رچرڈ ڈیلماس ہے۔ خط اسکا ٹینڈ کا باشندہ ہوں ایک شخص
قریب کے بدولت اس نوہے کو پہونچا ہوں۔ نہ میں سپاہی ہوں نہ جابجیز اس کے کہ

مجھے بلایا میں پڑے پڑے میرا دام اولیہ رہا ہے۔ رنگ و لون میں تو تمہارا نام
کہہ رہا ہوں۔ کچھ مسناقیقہ نہیں۔ سپاہی نہیں ہوں نہ سہی۔ رنگ و لون میں تو تمہارا نام
کیا ہے یا نہیں۔

رچرڈ۔ البتہ ایدین برگس میں میرا نام لکھا کیا لیکن۔

گورنر۔ ہر س۔ تمہارا چہرہ لکھ گیا۔ ڈاکٹر اور کپتان نے جہاں تک بھیجا ہے بیشک
جانتے ہو گئے کہ تم سپاہی ہو یا افسر سپاہی ہو یا بھلے چکے۔

رچرڈ۔ لیکن مجھے وعدہ کیا تھا۔ اور ہارلی نے وعدہ کیا تھا۔

گورنر۔ ہاں ہاں وعدہ کیا تھا۔ وعدہ کیا تھا۔ ہم سبھی جانتے ہیں۔ بھلا یہاں ایسا

شخص ہے جس سے کسی نہ کسی نے کچھ نہ کچھ وعدہ نہ کیا ہو۔ غریزہ میں۔ یہ ملک

اور اقرار ہے کہ ایسا کمالک بند و مستان ہے۔

اب میں بند کی عرض کرتا ہوں۔ توڑی دیر کے بعد ڈاکٹر صاحب آتے ہو گورنر

مزاج کی اصلاح کرینگے۔ ایک ہی منٹ بہر میری چوری ہو گئی۔ میں لٹ گیا۔ رچرڈ۔ ایک لمحہ اور ٹھہرا۔ ایک ہی منٹ بہر میری چوری ہو گئی۔ میں لٹ گیا۔ گورنر لٹ گئے۔ یہ خوب دلی ہے۔ بیان جتنے میں ہی کہتے ہیں کہ ہم لٹ گئے تمام پورے میں ایک میں نہایت خوش نصیب آدمی ہوں کہ سب جابہ چور اور خزانہ رک بہرے میں مگر میرے پاس سوائے ایماندار خوش وضع اور کم نصیب لٹ نہ گئے شرفا گئے اور کوئی نہیں آتا۔

رچرڈ۔ ذری ہو تیار رہیں گے۔ آپ اس معاملہ پر ایسی بے اعتنائی اور سہل انکاری سے نظر کرتے ہیں میرے دس ہزار۔ یہ جان رہے ہیں۔ ایک۔ کہ نہیں پورے دس ہزار۔ یہ سنگور نہ صاحب کی سب بخیر مزاجی جاتی رہی۔ بے اختیار ہنس پڑے اور لوگوں نے ہنس بیٹھا۔ یا تو اس غرض سے کہ گورنر صاحب کی خوشامد ہو یا ان میں بان بانی یا اس نظر سے کہ بعض بد طینت آدمی خفت باطنی سے عید سے نقصان پہنچتے خوش چوتے ہیں۔ جب گورنر صاحب خوب پیٹ بہر کے ہنس چکے گئے۔ اسی دس ہزار روپیہ والہ کیا چھوٹی رقم ہے۔ اور لوگ تو دس یا بیس یا سو تک کا نام لیتے تھے مگر تمہارے آج دس ہزار کی چھٹی۔ افوہ۔ دس ہزار روپیہ جسٹس نام نے خوب کام کیا مگر بہرے ایماندار اور لائق خدمت گوار کیسینی ہو گئے بس بند کی عرض۔ میں جا رہا ہوں۔ گورنر صاحب کو چلے گئے۔ عجب نہ تھا کہ اسی عالم یا یوسی میں رچرڈ لٹا اور ٹھٹھا کہ ملو شدہ گنہگار تھیں گے و جبہ سر اسکی نے زبان بند کر دی تھی آواز منہ سے نہ نکلی۔

بہ ہزار کوشش گورنر صاحب کے ایک اردلی کا دھن پکڑ کر کہا پانی۔ پانی۔ اوسنے محض بال پر پانی سے رچرڈ کی طرف دوکھا اور بیمار جو ابی کے بستر کے قریب ایک بدبہنی پانی کی بوتل پر چڑھ کر کودی اور کہا یہ لو پانی پکڑنی اندر و اسق ہو۔ جسے ہی اردلی نے پیٹھ بھری دیسے ہی وہ جوار ہی کو دگر دم سے رچرڈ کے بستر پر پہنچا ہونے چڑھنے وہ بدبہنی منہ کو نہ لگائی تھی کہ اوس جوار ہی نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ میں اپنا پانی تجھ کو ہرگز نہ دوں گا۔ اسی کشمکش میں وہ بدبہنی زمین پر گر پڑی اور لوٹکی اوسین در حقیقت پانی نہ تھا بلکہ شراب تھی۔ اوس جوار ہی کو نہایت ناگوار ہو اٹھش میں اگر رچرڈ کے ایک گڈا سید کیا۔ اوسنے ایک ڈک بجایا۔ بہر خوب ہی کسم کسا

گتھم لٹھا ہوئی۔ گورنر صاحب کی غیبت دیکھ کر اوسے پاؤں لوٹ آئے۔ ایسے ہی سے
کا مول میں تو خوب جہارت تھی فوراً دونوں میں بیچ بچاؤ کر دیا ایک لکھوٹا لگا یاد دہ
کے ٹھوکر تیاٹی اور دونوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ اور رچرڈ سے کہا اگر تجھ کو اپنی
جان بھاری ہے تو پھر ایسی حرکت نہ کرنا۔

رچرڈ کو دل کی تکلیف بدن کے درد پیاس کی شدت اور مقام کی حالت سے غریب
تھا کہ جنون ہو جائے ہر جید اوسے بیاہا کہ اور دونوں کی طرح اور کی باریک بینی
شریک ہو کر تشنگی سے زبان تالو میں لک گئی تھی گویا منہ میں خاک بھر گئی اور نگلی
رچرڈ دیر سہام کی حالت میں رگ بستر پر گرا کر تو بہوش رہا۔ اور فوراً سو گیا جب
خواہش غلبت سے بیدار ہوا کہ کیا قدر ہو تو اس کا چہرہ اور وقت معلوم ہوا
کہ اب میرے منازعہ کی گرمی بقی ہوئی۔ دل کی دھڑک نبض کی سرعت کم ہوئی۔
ہسپتال کا ڈاکٹر ایک جانب پی پائزہ رہا تھا کہ ملکہ دھینکا کاشتی میں ایک دھڑک
کہنے لگا تھی جس سے بہت خون نکل گیا تھا دوسرے شخص لختہ بنا کر لایا اور کہا
لگا۔ جب رچرڈ نے بخوبی آنکھ کھولی تو وہ شخص جو پی پائزہ رہا تھا لاشی زبان
میں کہنے لگا۔ امی رچرڈ گھبراؤ نہیں میں تمہارا قدیم دوست ہوں یہاں ہی خدہ تھکاؤ
کے لیے موجود ہوں مگر اس وقت جو کچھ تم مجھ سے کہو لاٹھنی زبان میں کہنا۔

رچرڈ نے پی پائزہ میں بندہ کے دل میں کہا۔ انسو اس مصیبت سے تو ہماری موت ہو
تھی کیونکہ اوسکا مخا طرب وہی ہار ملی تھا جو موت تک اوسکا ہم سبق اور ہم طبق رہا تھا
اور حقیقت اوسکا ایسے وقت پر لیجا مار چرڈ کے خن میں کہ اسے غم ہو گا ہم چرڈ کو
اوسکی ملاقات سے بعض خوشی کے ملا ل ہوا فوراً اوسکو یاد آیا کہ کوئی نے اسے ساتھ کوڑ
جرح دشمنی کی بات نہیں کی لیکن تو بھی بہت بے اعتنائی سے پیش آیا چون کہ خیار
کہ میں اسکو ہمیشہ زبردست اور حقیر سمجھتا ہر وقت اس سے دن کی لیتا رہا افسوس
گردش فلاں سچ رفتار نے مجھ کو ایسا بچاؤ کہا یا کہ اسکی اعانت کی ضرورت ہوئی اب اسکا
میر کاں ہو۔ یہ وہ بات خیالات بہت دیر تک اوسکے دل میں نہ رہے فوراً اوسنے تختہ
طویر مصیبت کا حال اپنی حماقت یا ردغا شعار کی ثلثت کا حال کہہ سنا۔ ہار ملی نے
چوٹ تو میں جاتا ہوں خاطر جمع رکھو جلد کوئی صورت بہتری کی نکل آئی مجھ کو یقین ہے

دراکٹر کی بھی

کہ میری اعانت تمہارے حق میں مفید ہوگی مگر اتنا یا زکر کتنا کہ سوائے میرے آدمی کے جس نے
تمہارا زخم ابھی دھویا ہے اور کیسے ہاتھ سے نہ دوا دینا نہ غذا کھانا تم نہیں جانتے ہو یہاں
بابا آدم ہی نرالا ہے عجیب اندھا دھند کوئی برسا حال نہیں دوچار روپیہ کی طمع
آدمی کو جان سے مار ڈالتے ہیں انسان تو کیا چیز ہے خدا سے بھی نہیں ڈرتے۔
چڑھ گئے کہا۔ اکیدم اور ٹھہراؤ۔ اگر یہی حال ہے تو میرے پاس ایک اور چیز ہے
اوسکو تم لیتے جاؤ۔ یہ لکھنا دے اپنی جیب سے ایک پوڑیہ نکالی اور ہارٹلی کی راکٹ میں
دیکر کہا۔ اچانا اگر میں مر جاؤں تو تم میرے قایم ہو۔ بہ حال اب بہت میرے کم ہو سکے
واسکے زیادہ لائق ہو۔

ناظرین سجدہ لینے کہ یہ خیر غائب شاعر مس نی کی طر تہا۔
بار علی نے چونکہ کچھ جواب نہ دیا تھا کہ مہینہ سال کے گورنر صاحب شریف لاہور فرما دے۔
رواں ڈاکٹر صاحب آپ سے فریض کا کیا حال ہے۔
ڈاکٹر۔ ابھی تو کچھ آثار اچھے نہیں۔ ابھی اسکو خوش کیا تھا اور محکمہ بہت اندیشہ بہہ ہوا تھا۔
بہتر ہے کہ آپ اسکو ایک علیحدہ کمرے میں رکھیں اور میرا ایک خانہ میں کی
خبر داری کے واسطے رہیگا۔

گورنر۔ ہونہ۔ اسکی کیا خبریات چر شایہ کسی شخص سے اسکو یہ روایت کیا کہ مانتھ
رکنا پسند کیا ہو۔ اور اس شخص سے آپ بھی بات نہ کریں۔
ڈاکٹر۔ میں آپ کے ہزاروں وجوہات فرمیں جانتا ہوں اسوقت عدت ارتداد آپ
کے تھوڑی کہ یہ شخص کہہ سن اور مانتھ بانوں کا اگر معلوم ہوتا ہے جیسا کہ پانی پانی زور زور سے
میں بہتی کرنا پسند کرتی ہے میری غرض صرف یہی ہے کہ اگر یہ شخص صحیح کیا تو کہنی کے
کام کا ہوگا اگر آپ کی سہل انکاری یا لا پرواہی سے کچھ نفع دیکھتا ہوں تو میں ذمہ دار
میں جو اسوقت آپ سے کہتا ہوں وہ بہت جزاں صاحب بہادر سے بھی کہہ دوں گا ایندہ آپ
جانیے آپکا کام جائے صحیح ہر سوالان بلالہ با شہر میں۔

جنرل صاحب کا نام ہے جی گورنر صاحب کہہ لے کہ۔ جنرل صاحب بہت جنرل صاحب
کہنے لگا۔ اسکی بیارہی کا حال۔ خیر مگر خدا کے واسطے وہ صحت حالات جو اسے بہتر
کی حالت میں رکھے ہیں کہیں نہ چڑھنے کا ورنہ اگر ایسی ہی کہیں نہ لکھنے والی بات پیغام

جبریل صاحب کے گوش گزار کیا کیجئے گا تو ایسی چیزوں کا بہت بوجھ ہر روز آپ کے پاس
پڑھایا کر لیا کیا تک اوٹھایا گیا۔

ڈاکٹر۔ آپ اپنی کارروائی ہسپتال میں نہ صرف کیجئے نہ میری تجویز میں دخل درمختلا
رہیجے میں نادان نہیں ہوں آپ جانتے ہیں کہ میں بھی ایک چوٹا موٹا عہدہ دار ہوں
ملاوہ میں ڈاکٹر میں امتحان دیا میری ساری فیکٹ حاصل کیا ہے پس جو کچھ میں کہ
اوسکے مطابق عمل کیجئے ورنہ جواب دی کہ آپ ذمہ دار ہیں نہ کہ میں۔ یہ کہہ کر ڈاکٹر صاحب
تذہیب لے گئے مگر چلتے وقت نبض دیکھنے کے جملہ سے مریض کے پاس گئے اور
دیا کر اشارہ سے کہا کہ خبردار کہہ نامت میں تمکو ضرور تھکان سے چوڑا دوں گا
جب ڈاکٹر صاحب چلے گئے گورنر صاحب نے کہا یہ خوب یا چندوں اگر کھینسا گورنر
سے خیمہ سبائی کی ٹبری پہنچ لگی ورنہ انکی تلبا میں ابھی تمام کر دیتا اور جبریل صاحب تو
ڈاکٹر صاحب پر یہ چہرہ ہے ہیں۔ کچھ نہیں آتا کیا کروں کیا نہ کریں۔

انہر ستر منکرہ جبریل کو دہشت ہوئی اپنی مخلصی کی امید کچھ پائی گئی تھوڑی دیر کے ہی
جب کہ وہ کمر بستہ ایک صحنہ کمرے میں لگا یا گیا تب خیال کیا کہ اب یقین کامل ہو کر رہا
چاندیمان سے رہائی مل جائیگی۔ یہ کمرہ نہایت صاف اور تہہ نہا۔ اور اوس میں صرف دو چ
میز تھیں اور وہ بھی فوج کے چوڑے افسر۔

حالانکہ جبریل جانتا تھا کہ مخلو کسی طرح کی کوئی بیماری نہیں ہے بجز ضعف کے جو اگر تڑپا
کھینچا ہو یا کسی حد عظیم کے بعد پیدا ہوتا ہے مگر اوسوقت خواہ مخواہ بیمار ہوتا ترین
مصنعت سمجھا کہ میں ڈاکٹر صاحب سے تو ملاقات ہوا کہ لی۔

گو کہ یہ سب باتیں نہیں کہ اوس عالم مکی میں بجز ہارٹلی کے رچرڈ کا کوئی یار و مددگار
نہ تھا مگر احسان فراموشی تو استاد کی غلطی میں پڑی تھی خیال آتا تھا کہ یار و مددگار کیلوا
ذبیحہ میری مخلصی کا تیرے اختیار میں نہ تھا کہ مخلو میرے رفیق کا احسان نہ کیا جسکی
صورت سے مخلو قہر ت ہے۔

اوس طرف بیچارہ باہرلی صلف باطن پاک طینت اپنے احسان دوست کے خیالات
سے ناواقف دل و جان سے حق محبت سابقہ ادا کر رہا تھا یہ پیارے کا جو پیار پیار
کیونکر شرم اوس پہ ہو گوارا احسان کا تو ہارٹلی کے دل میں مطلق خیال ہی نہ تھا وہ ضرور

سمتا تھا کہ میں صرف اپنے ایک ہم شرب کی معیبت میں شریک ہی نہ ہوں جو ہر فرد بشر پر

لازم ہے۔

ایک ناظرین اب میں دوچار بتیں گذشتہ بیان کرتا ہوں کہ طرح پرچہ کی علامات ہر ملی سے چھوٹی ذریعہ ان کا کرشمہ ہے۔ یہ قاعدہ میں اس وقت کا بیان کرتا ہوں جو وقت ڈاکٹر ملک البیٹ انڈیا کینیڈا انتظام میں کر رہے تھے جس سے سلطنت انگلشیہ مالک مشرقی میں ایسی قائم ہوئی کہ آج تک کوئی خلل انداز نہیں ہو سکا تھا اگر کراٹان ہمیشہ نئی نئی فوجیں نہ بڑھاتے تو روانہ کرتے تھے اور یہ بہ تین اس قدر میں صرف تھے کہ انکا علم سواد مندر میں نصب ہو اندون جیدر علی نے اپنے آقا سے نامدار والی سو بہ میسر کو تخت سے اتار کر کل سلطنت پر قبضہ کر لیا اور تمام ہندوستان کو تہ دہا ل کر رکھا تھا پنج بھرتی کر کے اسے تخت میں بگڑوٹ بمشکل مستیاب ہوتے تھے جو لوگ سیہ گری کے خواہاں ہی ہوتے تو جلا وطنی کے نام سے ہرتے ہندوستان کی گرم آب ہو اسکا حال شکر کا نذر ہاتھ دہرتے علاوہ برہمن کینی کی نوکری پر اعتبار بھی نہ تھا یہ سمجھتے تھے کہ جو وقت ہم اپنی وطن سے باہر تھے یہاں تو آئیں تو ان میں سب ہندو بھائی کے کینی جو چاہے ہمارے ساتھ سلوک کر لیں اتنے دور دست ملک میں کوئی انکا بال بیکا نہ کر سکے گا۔ غرض کہ ایسی ایسی وجوہات سے بادشاہی سکا کی نوکری زیادہ بند کرتے تھے کینی کو عمدہ رنگوٹ کہیں نہ ملنے تھے لہذا ان کا کینی سا بیوٹی بھرتی کر کے غرض سے اکثر دیہات کے مکانوں میں رات کے وقت آگ لگا دیتے تھے ڈاکٹر ڈالنے تھے جب لوگ اپنے اپنے مکانوں سے جان لیکر بھاگتے اس وقت ان کی بن آتی جو نوجوان ان کے ہاتھ آتا لکھ لٹاتے اور فوج میں بھرتی کر لیتے بمقتضیٰ ضرورت اکثر بیکل افسر بھی ایسی ہی بدعتوں پر چیم پوشی کرتے جو باہی بھرتی ہوتا اس سے بھی نہ پوچھتے کہ تم سا بیوٹن میں نوکری کرتا ہے ملک سے جلا وطن ہو یا ہندوستان کو جانا پسند کرتے ہو یا نہیں۔

ابن سا بیوٹن کے چند روزہ قیام کے لیے جریرہ واٹ مقرر کیا گیا تھا مگر اس جریرہ میں خرابی آئی ہوا ویزو کو گون کی بدعلی سے بیماری بکثرت پھیل گئی تھی جنکی ہسپتال مریضوں سے بھر گیا تھا اور اسی ہسپتال کا گورنر مریض کو مقرر کیا گیا یہ شخص بیشتر سا بیوٹی قریبی کیا کرتا تھا جو لوگ بیمار نہ تھے اکثر بدعلی تھے اسوجہ سے کینی کو ان لوگوں کے انتظام اور

خیال اس قدر نہ تھا مگر اس خوف سے کہ گھر کے اور لوگوں میں کوئی بیماری پھیل نہ جائے۔ اور صاحب بیمار ایسے عقائد میں اُس سے بھی چار انگلی زیادہ نہیں ہرگز ہرگز سیتا۔ اور نہ کو مکان سے باہر نہ جانے دیتیں ایسا نہ ہو کہ انہر کوئی عارضہ ہو جائے یا مولے پر مؤثر ہو جائے۔ مگر انسان ضعیف البتہ کی کیا مجال ہے کہ کارخانہ ایزدی میں داخل نہ کسی فرد بشر کو اسکی قدرت میں دم زدن کا یا راہنہ ہوتا ایک روز اتفاقاً جنرل صاحب کے صاحبزادے ہوا کہ انہے کو گئے گو کہ وہ جگہ نہایت صاف محفوظ اور آبادی سے دور تھی مگر امر شنی بہر حال ہوا ایسا ہے رع پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے۔ ایک عورت اپنے بچہ کو جبکہ چند روز ہوئے جھپٹ نکلی تھی گو دین بے جانی تھی جن اتفاق والدہ کے نہ یہی عقائد کی وجہ سے جنرل صاحب کے صاحبزادے ٹیکانہ لگا تھا فوراً ناشر ہوا ان لڑکوں پر مؤثر ہوئی یہ بھی اسی عارضہ میں مبتلا ہوئے مچھلا لڑکا دو چار روز میں مر گیا دو آیا ملازم اسی عارضہ ملک میں مر گئیں۔ ایک توجو مرد اس جگہ گوشہ کی مخالفت سے والدین کے دل پر گزرا۔ ان سے باہر دو دوسرے ایسا باقی ماندہ بھی جان کے لایے پڑے اُن لڑکوں کی عمارت بھی روز بروز ہی ہونے لگی۔ ایک روز جنرل صاحب کے خدو مچھلا نے نہ نہ ہونے لگے کیا کہ خداوند نعمت آپکی مدد کے ہسپتال میں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ کہہ لے کہ لڑکا بچہ کا ایسا خلق نہیں جاسکتا کہ اسکی طبیعت میں نہ آزمایا کہ اکثر مفید ہوا۔

جنرل صاحب نے فرمایا کوئی دوا ہی نہ اکثر بچہ کا نیم جیم خطہ جان اپنے منہ میں لٹھو ہر کڑا کر بنا چاہتا ہے۔ جو اکثر تاری کٹ صاحب اور ڈاکٹر لینی لاٹ صاحب سے بڑھکر آج کل کوئی اور بھی ہر فی زمانہ اسطو اور بوعلی سنا ہو رہے ہیں۔ یہ منکر جنرل صاحب کی میمنہ نے کہا۔ خدا کی واسطے تم ان ڈاکٹروں کا نام میرے سامنے نہ دو ایک میرا بچا۔ ایچہ انہیں کی بدولت میرے آغوش سے گیا۔ ایسے ڈاکٹر وہ خدا کی راہ میں رخصت کو نعمت نہ دے۔ سکے اور اپنی حکمت کا حق کرے۔

خدا متگا رنے یم صاحب کی طرف دیکھ کر پھر جنرل صاحب سے دست بستہ عرف کی کہ اگر حضور ایک مرتبہ ڈاکٹر ہارٹلی کو دیکھیں تو خام و نیا کے ڈاکٹروں کو بھول جائیں یہ شخص نہایت با دفع اور شریف آدمی ہی گو کہ کم سن ہے مگر طب صاحب علم پر اسے سکھانے کی وجہ سے

اسے نہیں کہ باکرہ اسکو خبر بھی نہیں کہ میں اس بات کا یہ کرو آپسے کروں گا اور وہ
 آپ کا ہوا وطن بھی جو۔
 جنرل صاحب نے اور اہل حکم و باک کسی نے اس کی سواری کا گھوڑا اور کچھ بڑا کہہ بہت جلد
 ہارٹی صاحب نے اس کو اس کے آگے دیکھ کر کیا آدمی جو۔
 قدیم طریقہ معالجہ عارضہ چھک کا یہ تھا کہ کل اشیا و دوائی سے مریض کو برسر کر دیا جاتا
 یا بعض گھاس کا مکان میں رہنے دیا جاتا، روزانہ پھرتے کو کس سے تختہ سے پانی ناری ہوا
 کے عوض شربت پکاتے مریض روزانہ کسی کسی کو کوفہ اس طریقہ کو ناپسند کر کے پائیکس
 کا باہر سے کروا دیا تھا اور کٹر گرسے صاحب نے اس طریقہ پر عمل کرنے سے ہمت ہار کر
 ناسال کی تھی۔

حقوڑی دیر میں اس کو ہارٹی صاحب بھی آگئے جنرل صاحب نے دیکھ ہی دل میں خیال کیا
 کہ یہ فاضل مکتبہ پڑھا کیا تو اس کو کڑی کرنا گرسے نامہ و سخن شگفتہ اسٹ۔ + عیب و ہنر ش
 شریفہ با مشرب جب ہارٹی صاحب سے گفتگو ہوئی اور اس نے صاحب سے فوائد کا حال سنا
 تب ان کو پس کھل گئے کہ انہ انہ یہ شعر تو بڑا لائق اور شجرہ پیکار۔ اوم ہو تا ہے
 بلکہ انداز میں صاحب نے بھی بالباہی خیال کیا مگر حیرہ زرد دل سے و چشم تم سنیہ پڑا تو کٹر
 صاحب کی گفتگو سنا کر شوہر کے منہ کی طرف جھرت سے نکلا ہی نہیں کہ یہ ہیں اس گفتگو
 ان کے دل سے کیا ہوتا ہے۔

جنرل صاحب حقوڑی دیر تک ڈاکٹر صاحب کی گفتگو اور کامل سنتے رہے وہ دیر باری
 کہتے تھے کہ بخاریں ادویات واردیناز خم پر تک چھڑکنا ہے

یہ صاحب نے کہا۔ بینک بینک۔ جنرل صاحب آپ نے نوجوان پر اعتبار کیجیے اسی کامیابی
 شروع ہو۔ مہرے پیار سے بچے پیاس کے ماتے تراب ہے میں۔ ہوگا تو وہی جو نقدیر ہر
 کما ہو گا۔ نہ ہوگا کہ جو بھڑ پانی کو ترس ترس کے جان تو نہ دینگے۔

جنرل صاحب ابھی تک نوٹس پیش میں تھے صاف صاف کہہ سکتے تھے بہت خورد نازل
 سے کما کر اس کو صاحب کی گفتگو قابل توجہ ہے لیکن یہ طریقہ جواب فرماتے ہیں ایچ
 بخوبی استعمال میں نہیں آیا بھلا آپ اس کا کیا ثبوت دے سکتے ہیں۔

ڈاکٹر میرا خود کچھ بچے۔ میری یادداشت کی کن موجود ہی ملاحظہ کر دیجیے کہ میں۔

ایک دفعہ اس ہوا میں ہونے کی صورت پر اس نے کئی صورت کے آثار نظر فرمائے۔
 وہ ایک صاحب کو کہ ابتدا سے ہارٹلی نہ بھارت تھا نہ فنیول کو نہ مکاتھ نہ عیب جو یہ کہ
 اس نے اس کی طبیعت پر مبنی تھا یہ وہ تھا کہ اگر اس کی طبیعت میں حکومت ان والہ بن
 اس نے اس کو اپنے علاج سے اس کی طبیعت میں کسی مسئلہ اور مسئلہ پیدا نہ ہو۔
 اس نے اس کے علاج میں تو غلام بن گیا ہو چکا ہے۔ پس ہارٹلی کو یہ موقع کہ یہ دوست
 اس کے لیے بہت نوب ہوا تھا کیا سمجھ لیا کہ اس وقت جو اس کو کہ جنرل صاحب فوراً منتقل کر لیتے ہیں
 ان کے لیے انہوں نے یہ سب سے ہیں۔

یہ جنرل صاحب کے مکان کی طرف جانے کے وقت ہارٹلی کے دل میں آیا کہ دیکھوں یہ چڑ
 ہارٹلی میں کیا چیز کہ اس کے محکمہ دی ہے۔ کہولا تو دیکھا کہ اس میں مینی کی ایک تصویر
 اور ایک آئینہ بھی پیش قیامی جو اس پر چڑھی ہوئی اس میں ہے۔ تصویر دیکھ کر نہ تم دل سے ہونے
 اس میں ڈیڑہ آئین آہ سرور سے کہنے اور کہنے لگا۔ افسوس میں نے اپنی پسند
 میں غلطی کی لیکن جی الامکان میں اس کے خوش بننے کے واسطے کوشش کروں گا۔ جب
 جنرل صاحب کے مکان پر پہونچا اول مریضوں کے کمرے میں گیا وہاں سے انکی صحت کا مشورہ
 لیا کہ ان کے والدین کے پاس پہونچا کہ مبارک ہو دو ایک وزین صاحبزادوں کا غسل
 صحت ہو گا کہ صاحب کا اسے خوشی کے چہرہ بنائے ہو گا کہ ان خوشی سے یہ میں پہونچا
 نہ سمایا ہزار جان سے ہارٹلی کو دعائیں نے لیکن کس عجز اک اللہ فی الدار میں چڑا
 جسے چڑا مردہ دل افسردہ خاطر ان کے آئینہ پہونچے ترود فکر کی کہ یہ قیاسی سے آزادی بخشی
 تو ہارٹلی یہ سب ہوا لیکن مجھ کو اپنے منجملے میں کیا اور تمام عمر نہ ہو لیکن۔ اسے
 پہونچا کہ اس نے ہمارے محکمہ پر علم نہ رہونگی گرفتار رنج و الم۔ افسوس ہمارے افسوس
 ہارٹلی صاحب ایک ہفتہ پیشتر آپ کی ملاقات سے ہوئی تو ہمارا ارکا یہ دروغ جگر سے
 سینہ کو بندے جاتا

ہارٹلی نے جواب دیا کہ یہ خداوند کریم کی امانت ہے اس میں کسی کا اجارہ نہیں اس کو چا
 نہیں جب چاہا ہوتا ہے چاہا ہے لیا بہر حال شکر کیجیے کہ وہ صاحبزادے صبح و سالم ابھی
 تک برقرار ہیں یہ کون کہہ سکتا ہو کہ اگر وہی تدبیر میں اس طرح کے واسطے بھی کرتا تو وہ
 بچ جاتا سوت کا علاج کسی حکیم کے پاس نہیں ہو۔

مُجھ پر کیسے کیسے آدمیوں سے کہو پال پڑتا ہو۔ کوئی شرابی۔ کوئی جواری۔ کوئی
برساش۔ شام کو نام لکھا یا صبح رونے لگے کہ ہم تو بچائے اگر ایسے ہی ہم رنگروٹوں کا
نام کوٹ دین تو کوئی نوکر نہ رہے شاید دو چار بچ جاوین باقی سب کا فوسہ ہو جاوین ہر نفس
یہی کہتے ہو مجھے یہ وعدہ کیا یہ اقرار کیا مگر نہ ہو نہ وہ ہوا۔ اگر یہی سب تو اسی کے
ہو رہے ہیں مگر ہم ہر حال کے نسبت کرتے ہو۔

بارٹلی۔ عجیب۔ جرابہ۔ کیا غریب کے دس ہزار روپیہ چھن سکتے۔
جنرل صاحب۔ نوکر صاحب۔ رنگروٹ سپاہی اور دس ہزار روپیہ کیا کہتے ہو آخر
ابھی صاحبہ اے بی بی مار لے آئی کو جکڑ دیا۔ بھلا جس شخص سے پاس دس ہزار روپیہ
نقد ہو گا وہ کیا بیویوں میں نوکری کرے آئیگا۔

بارٹلی۔ جناب میں۔ اس کا یہ خیال نہ تھا۔ اس نے دھوکا کھایا اس کے پاس نے یہاں سے
جس شخص پر اعتبار کیا تھا۔ اسی نے وغاشاری کی۔ اقرار یہ تھا کہ اس کو کوئی ہمد
جیل الفرد فوج میں دلوادے گا۔ اسی دم دھکے میں آ گیا۔

جنرل صاحب۔ تو یہ یاد رکھا کہ اسی شیطان کا کام ہے کہ یہ لوگ اس
میں ایسا فوجی جھگڑا کر دے گا۔ پھر میں یہاں سیاہ باطن سوا کے آئیں فرات
شریف کے اور کوئی نہیں رہیں۔ جیسے کہ ایک دن اسی جھگڑا کی بدولت
موزی دار برکھنیا جا گیا یا پھر کسی میں لکھنا نظر آئیگا کھلا آگیا کیسے معلوم ہوگا
اس رنگروٹ کے پاس دس ہزار روپیہ تھا

بارٹلی۔ حضور میں خوب جانتا ہوں میں۔ اے، ورنہ میں نے علم طب کی تعلیم ایک ہی استاد سے
پائی ہے موت تک ساتھ ساتھ خدمت گزار رہنے اس پیشہ کو ناپسند کیا اس کو کم سخت
ہیرے کے دم میں آکر جو کچھ جمع تھی لے کر مکھن چلے یا۔

جنرل۔ یہ ہتال میں اس کو کئے بند کیا۔

بارٹلی۔ ابھی اس کی حرکت ہی یاد رکھو حصول صحت کی نظر سے مفید نہیں کیا بلکہ
کہ وہاں جا کر کسی نہ کسی عارضہ میں مبتلا ہو جائے پھر تو علاج اس کا سہل ہو۔ ایک
پولیا میں چراغ گل بیڑی غائب ایک گھونٹ دواسے تو مطلب حاصل ہوتا ہے
نیامت تک ہاتھ پاؤں پھیلائے چپ چاپ پڑے رہے۔

جنرل صاحب۔ اس معاملہ کی تحقیقات بخوبی کی جاوے گی۔ مگر اس شخص کے والدین کیسے نادان بن گئے تھے کہ ایسے نا تجربہ کار کو اس قدر روپیہ دیکر ایسے موفی کے سپرد کر کے ملک سے نکال دیں۔ بہرہ تو یہ تھا کہ جیسے ہی اُسے ارادہ جلا وطن ہونیکا ہر کہا تھا ویسے ہی اسکے خوب گوشمالی دی جو ہرگز ہرگز اسکو مطلق العنان نہ کرتے ہمارے ادنیٰ ادنیٰ خدنگار کو اسکا لٹی ظاہر ہوتا تو کوئی ایسے لڑکوں کو آوارہ یا خود سر ہونے نہیں دیتا۔
میم۔ نہایت افسوس ہے۔ زمین شک نہیں یا تو یہ لڑکانہ گدل ہوگا یا اس کے والدین لاپرواہ ہونگے۔

ہارٹلی۔ جناب سن۔ اسکا حال تو اسکو مطلق معنوم ہی نہیں کہ وہ کون کی کہان آئے اسکے مان باپ کون ہیں یہ امورات سب مخفی ہیں۔ جب وہ سن بنوے گا تو پہونچا تب اسکا یہ عالم تھا کہ بے یار و مددگار دنیا میں چھوڑ دیا گیا۔
یہ سکر جنرل صاحب نے اپنی سیم کی طرف دیکھا اور میم نے اپنے شبہ ہر کی طرف رخ کر دیا۔ یہی سکرے کا عالم دو نویں ظاری رہا بعد ازاں انگلیں جھکا کر زمین کی طرف دیکھنے لگے میم صاحب۔ لڑکھڑائی زبان سے لڑا کہ صاحب کیا تھے اسکا ٹیٹنڈ میں تعلیم پائی ہو پھلا تھا۔ اُن کو کون تھا۔
ہارٹلی۔ جی ہاں میں نے اسکا ٹیٹنڈ میں تعلیم پائی ہو۔ یہ اُن اُن اُن لڑکے سے ہے جن کا لباس کاٹنے والا ہو۔

میم صاحبہ۔ دل۔۔۔ ماس۔۔۔ انا کہ کر غش آگیا۔
ہارٹلی صاحب نے چاہا کہ اپنا علم کام میں لائیں جہت کا زور دکھائیں کہ پڑو اپل ایس غائب بنا کر نگھائیں۔ مگر جنرل صاحب نے فوراً درج کریم صاحب کا رویہ تو دین رکھ لینا جب کہ یہ غصہ ہوش آیا تب آہستہ سے کہا پیار رہی نہ لیا تو ہوش میں آئے۔ یہ تو کیا کر لیا تو دو ایک باتیں میم صاحبہ نے جواب میں کہیں مگر ایسی مانگ آواز سے کہ بغیر مخاطب دوسرے کے سمجھ میں نہ آئیں

جنرل صاحب۔ پیاری اُٹھو۔ ہم تم کو اس وقت دوسرے کمرے میں لے جائیں یہاں تمہارا رہنا اچھا نہیں۔

غصہ بعد ازاں بیدار وہ تازین اٹھنے کو تو وہاں اٹھی مگر نسل تو وہیں بچان غصہ

سہارے سے دوسرے کمرے میں گئی مگر وہاں بھی وہی عالم قائم رہا۔ ہارٹلی بھی پیچھے پیچھے چلا گیا تھا وہاں جا کر استفسار کیا حضور کا مزاج کیسا ہے اگر میری ضرورت ہو تو میں ٹھہر دوں ورنہ چلا جاؤں۔

جنرل صاحب۔ نہیں آپلی اسوقت کچھ ضرورت نہیں اسوقت غیر شخص کی فعل انداز کا کام نہیں اگر محتاسری ضرورت ہوگی تو طلب کر لوں گا۔

ہارٹلی یہ خشک جواب پا کر نہایت افسردہ خاطر ہوا کہ یا الہی یہ کیا ماجرا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا یا تو وہ شورائو رسی یا یہ بے ٹکلی جنرل صاحب تو ایسی خشک مزاجی سے میرے ساتھ کہی پیش نہیں آئے آج یہ کیا غضب ہو ابھر خیال کیا کہ آخر مارت کا ٹھنڈا کیا لڑوادیونگ مزاج کا کچھ اعتبار نہیں کا ہے بلکہ اس نے رنج و کد و بد رفتاری و غفلت و دہرد لوگ سچ کہتے ہیں کہ جنرل صاحب نہایت سخت مزاج آدمی ہیں جہاں بشمار اوصاف حمیدہ انکی ذات میں ہیں وہاں خشک مزاجی کا عیب بھی ہے۔ آج تک میں نے کبھی انکو ایسا مودود اور شکر اور مغوم نہیں دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ پھر مزاج بدستور سابق ہو چلا مگر بیچارے پر چڑا کا حال نا تمام رہ گیا۔ کل ماجرا نہ سن پایا افسوس کل قصہ کہنے کا محکو موقع نہ ملا جنرل صاحب تھوڑی دیر کے بعد باہر آئے اور ہارٹلی سے بدستور باخلاق و شائع لکھنؤ کرنے لگے مگر دلکی گھبراہٹ بشر سے عیان گواہوں نے چھپا نہ کہ بہت کوشش کی مگر بے سود ہوئی جنرل صاحب۔ لہذا کہ صاحب اسوقت یم صاحب کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے یقین ہے کہ کھانا کھاتے وقت آپ سے بھی ملاقات ہو۔ آپ بھی کھانا آپ یہاں نوش فرمایا گا ہارٹلی نے جھک کر سلام کیا۔

جنرل صاحب۔ یم صاحب کو ہمیشہ ضعف قلب کی شکایت رہتی ہے اور فی الحال لڑکے کے صدمے اور بھی لقمہ کھردیا بعض اوقات ایسے حواس باختہ ہو جاتی ہیں کہ ایک کیم کا جنون سا ہو جاتا ہے اور آپ سے کہتا ہوں کسی اور سے بیان نہ کرے گا۔ ایسی ایسی دواہیات خرافات باتیں بکنا شروع کرتی ہیں جو کبھی وقوع میں نہیں آئیں۔ کبھی کم سنی کے مصائب کا ذکر کرتی ہیں جیسا کہ میں ظہور نہیں ہوا۔ اسلئے میں پسند نہیں کرتا کہ ایسے وقت بجز میرے یا ایک قدیم خدمتگار کے اور کوئی شخص اسنے پاس رہے۔

ہارٹلی۔ جی ہاں۔ اکثر ضعیف و مبالغہ سے یہ عارضہ ہو جاتا ہے جس سے الٹا ہو جاتا ہے۔

دیر کے واسطے غش آجاتا ہے۔

جنرل صاحب۔ خیر۔ جانے دیجیے۔ ہاں آپ اپنے دوست کا ذکر کیجئے۔ پھر ڈیڑھ گھنٹہ
میں نام آپ نے دیا تھا۔

ہارٹلی۔ جناب میں مجھ کو تو یاد نہیں پڑتا کہ میں نے یہ نام کبھی اپنی زبان سے کہا ہے۔
لیکن اگر آپ نے میرے منہ کی بات چھین لی۔ درحقیقت نام تو یہی ہے۔

جنرل صاحب۔ بڑے تعجب کی بات ہے۔ لیکن مجھ کو یاد پڑتا ہے کہ آپ نے گفتگو میں
میں اس کا نام ضرور دیا تھا۔

ہارٹلی۔ بیشک۔ سچ فرماتے ہیں۔ میں نے گاؤں کا نام لیا تھا۔

جنرل صاحب۔ اچھا اب معلوم ہوا۔ میں نے اسی رنگروٹ کا نام سمجھا۔

خیر غلطی ہوئی جانے دیجیئے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس وقت ہم صاحب کی کیفیت تکلیف میں نہ تھا
جو اس باعث ہو گیا ہوں دل گھبرا گیا ہی ہوش بھٹکانے انہیں کہنا کہ چاہتا ہوں رنگ
کچھ نکلتا ہے۔ اس وجہ سے مجھ کو کھٹک کھٹک یا دہ رہا۔ ہاں میری دانست میں یہ ٹیڈلٹاں

اب تو یہی نام ہونا۔ کوئی آوارہ مزاج لڑکا ہے۔

ہارٹلی۔ اگر میں اپنی زبان سے کوئی ایسا کلمہ اس کے حق میں کہوں تو مراسر بھیجاؤ آپ
جانتے ہیں۔ جوانی دیوانی ہوتی ہے شباب کی اونٹنگ غضب کی چیز ہے شاید مقتضائے
اس کے کوئی حرکت کبھی نہ ادا کرے اس سے اس قسم کی صاحبہ ہوتی ہو مگر میری دانست میں
شخص نہایت خوش سلیقہ باادب ہو نہایت لائق خلیق اور ذی علم ہو کہ ہم دونوں
ایک ہی مکان میں رہتے تھے مگر کچھ ایسی دوستی زیادہ مجھے نہ ملتی۔

جنرل صاحب۔ یہ بڑی خراب بات ہے اگر وہ آپ سے شخص کو اپنی دوست بناتا تو میں بہت
خوش ہوتا مگر میری دانست میں آپ اس شخص کے واسطے بہت تکلیف اٹھائی۔ اب تو
وہ باہیون میں پھرتی ہونا دیکھنے میں نہ جو ان کیسا ہی بخوبی صورت ہے یا بد صورت
ہارٹلی۔ نہایت تکلیف آتی ہے۔ چہرہ سے سب برستا ہے

جنرل صاحب۔ رنگ کیسا ہے۔ کالا یا گورا۔

ہارٹلی۔ حضور رنگ تو سافولڈ ہے۔ معاف فرمائیگا آپ کے رنگ سے بھی زیادہ

جنرل صاحب۔ تو یہ کہہ کہہ کر لو۔ ابھی ابھی یہ بھی کہہ کر گئے۔ انہیں یہ جاننا ہے۔

ہاں سہلی۔ نہ ٹینی اور فرالسیسی میں خوب ہمارے ہی
 جہنم میں صاحب۔ بھلا کچھ نقص و سرور و علم موسیقی کا بھی شوق ہے؟
 ہاں سہلی۔ بہرہ مرشد وہ ان کی کچھ۔ میں خود ان چیزوں سے نااہل ہوں دوسرے کا حسن و رفیع
 کیونکر بتاؤں مگر اتنا البتہ جانتا ہوں کہ پیر پڑان باتوں میں بھی مشہور ہے
 جہنم صاحب۔ دن۔ غیر اپنی گفتگو کا حال یہ ہوا کہ یہ شخص خوش قطع با وضع اور
 درجہ کا تعلیم یافتہ غیبِ نصرت ہے اور باوہی النظر میں آوارہ بھی نہیں ہے یہی باتیں سہلے گرو
 کے امیدواروں کو بھی رکا رہیں۔ تو اکثر یہ حبِ بغیر۔ آپ کی سادگی اسکو ایک
 عمدہ بھی لگا دینگے۔

ہاں سہلی۔ یہ انکی نوازش اور غر پروری پر جن نہایت منہن ہوا۔
 جہنم صاحب۔ انشا اللہ اور میں تمام ہلیسی سے مالِ مہرقہ بھی واپس کر دوں گا
 ورنہ وہ اپنی بد اعمالی کے عین میں بھجانی یا دینگا۔ اب آج تو آپ ہسپتال میں ہیں اس کے
 یہاں ہمارے ساتھ کچھان خوش کیجئے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ یہ صاحب بیمار ہے نہایت
 گھٹیا ہے میں کل آپ کے دوست کے پاس جا کر ایک مایوس کر کل بابا کے پاس گیا تھا وہاں
 جانتے تھے تمام ہلیسی کو وہ روپیہ دے کر لے کر گیا ہو گا ورنہ اس کے لئے کوئی وجہ نہ تھی
 پڑا ہوا ہے اگر آپ کا دور یہ قابلِ مشورہ کہہ سکتے ہیں انجانا ہو گا۔ لہذا اس پر مزید
 توجہ دینا بہتے تنگ آ گیا ہو گا۔

ہاں سہلی۔ اندر اس بندہ فرالسی اس قدر عاجز و تھک چکا ہے کہ وہ اپنے رخصت ہونے کا تمام
 کرنا چاہتے۔

جہنم صاحب۔ گھر کر زید کو سٹے۔ اس کے کیا فائدہ پہنچے گی کہا کرتے ہیں تو کہ تمنا
 تم جیسا کہ کہتے ہو میں بھی اسکو دیکھنا چاہتا ہوں بہت خوب کالی منہ نوکر ہوتی ملا کر اس کے
 وقت کے اسکو اطلاع دینگا اور سوار لیا کر اسکو بلا لیا تاکہ اس کے قبل اس کے دو ایک روز
 سینال سے باہر رہنا ضروری آپ بہت جلد اسکو دیان سے اپنے مکان میں بھاسے
 اور نمائش کرنے کے کسی افسر سے زیادہ ملاقات نہ پیدا کرے ورنہ چور کے پہلی گٹھ گٹھ
 سنگ سب اور شغال۔ کوئی اور نام ہلیسی لجاوے گا۔

گر ہاں سہلی چھوڑ کے حالات پیدائش سے اس قدر واقف ہوتا ہے کہ ناظرین آگاہ ہیں تو

آئے بارہ بن جنرل صاحب کی گفتگو سے صاف صاف منہ منہ سترج کر لیا مگر وہ اس معاملہ سے محض ناواقف تھا نہ رچرچہ نے خود اس سے کہا نہ ڈاکٹر گرے صاحب نے کہی نہ ذکر کیا صرف اوصاف و وصف کی دو چار اور نی اوڑنی خبریں کہی کان میں بڑی گئی تھیں قیصر بھی اسے اس معاملہ کی تفتیش پر اتفاقات نہ کیا سگے اس وقت کی گفتگو سے اس سے دل میں کچھ شک گزرا کہ ہونہ بود ال میں کچھ کا لاہو اس معاملہ کی کسی قدر تحقیقات ضرور ہو۔ لیکن کبھی سچ نہیں۔ بدین خیال اس نے رچرچہ کی انگوٹھی جو اسکے پاس آلتا۔ چرڈنے لگی تھی اپنی اونٹنی میں پہنی اور اس ترکچے سے جنرل صاحب کی بیم کے قریب جا کر بیٹھا کہ خواہ مخواہ اپنی انگوٹھی اس انگوٹھی پر پڑی۔ وہی ہوا دیکھتے ہی شک گزرا۔ ہارٹلی سے کہا دُری نزدیک ہے۔ لیکن اپنی انگوٹھی دیکھنا چاہتی ہوں۔ ہارٹلی نے ہاتھ بڑھایا۔ نگینہ دیکھنے ہی پر ہر نفس ہو گیا فوراً انٹر صاحب نے ہاتھ سے نکال کر اپنے ہاتھ میں پہن لی اس وقت ہارٹلی نے بیم صاحب سے کہا کہ یہ انگوٹھی میری نہیں۔ بلکہ میرے ایک دوست کی جو مجھے نسبت مجھ سے اور جنرل صاحب سے کل نسبت دیر تک لٹکے ہوئی ہے۔ یہ ذکر بیم صاحب معلوم ہو جن فوراً وہاں سے اٹھ گئیں دوسرے روز ہارٹلی کہہ تھائی میں بلوایا اس وقت جو گنگو ہوئی اسکا تذکرہ کسی اور موقع پر کیا جاوے گا۔ دوسرے روز چرڈنے نے علی الصبح ہی ہارٹلی کی امیری سے ہارٹلی پانی اور انڈیا سے سڑک مسکان پہنچ گیا۔ ان دنوں ہارٹلی کے مسکان میں اس کو کوئی نروضا تھا۔ بیم صاحب کے انشاء پر اس وقت سے بارہا کو جنرل صاحب کے مسکان پر ضروری وقت سے زیادہ ٹھہرنا پڑا تھا۔

بیم خوب بے تکلف سے ہائیں بھرا کرتی تھیں۔
دعوت پر چلے گئے اور ایک ہر کارہ سے اندازہ لیکر رچرچہ کے پاس پہنچا کہ تم اپنی تاریخ کی رات کو
تینہ بی فوج میں یہود کا غلطی ہو۔ ہرگز نہ سنیں صاحب کے خانہ بان سے حسب المیہ
اپنے آقا کے نامدار سے چرڈا کو اپنے ہاتھ سے خلعت قاحزہ پہنا لے۔

چرڈا کو ہسپتال سے رہائی پا کر اپنے حاکم علی کو اپنا مغربی اور سر پہنتیہ کے تین تین
خوش ہوا جو ہائیں ہارٹلی اور جنرل صاحب کے خاندان نے بتائیں فوراً سب غور و نظر
ہر جگہ جانے اور انفرن فوج کے ملنے سے پرہیز کیا حتی کہ ہارٹلی سے بھی کم ملنے لگا۔

حالانکہ ہارٹلی کے ہمدرد احسان اسکی گردن پر تھے کہ چکا بیان نہیں ہو سکتا مگر اس
احسان فراموش کو اپنے غصے سے ملاقات ہونا مطلقاً گراں نہ گزرتا جب تک کہ میں یہی

فوراً خیال دہین گزرتا تھا کہ افسوس مجھ کو اپنے رفیق کا احسان مند ہونا پڑا۔
جہان کی روانگی سے ایک روز بیشتر شام کے وقت جنرل صاحب کا خانہ بان چوڑکے پاس
پہونچا اور کہا کہ چلیے سرکانتے اٹکو یا دیکھا ہو۔ کل تو آپ یہاں سے روانہ ہو گئے جنرل صاحب
کو سن کر پیچھے رخصت ہو گئے۔ راستہ بھر خانہ بان رچرڈ کو پٹی پڑھاتا گیا کہ اس اسطرح
موجودہ خطے ہونا ایسی ایسی شائستہ طور سے گفتگو کرنا کیونکہ باوجودیکہ جنرل صاحب
بہت رحم دل آدمی ہیں۔ مگر اپنے مرتبہ کا بدرجہہ کمال خاطر رکھتے ہیں۔

جو وقت یہ لوگ اٹنا وراہ میں تھے جنرل صاحب معہ اپنی باہنی کے اسکا انتظار کر رہے تھے
مگر دل بے قابو طبیعت کو انتظار کہ فیصلہ کیا طوروں میں آتا ہی۔ ایک آسانسور سے یہاں تک کی
میں ایک آدمی کو کچھ تھی اس پر جنرل صاحب اگر رونق افروز ہوئے تاکہ وہ کوئی کمرے
میں آجے وہ اول اسکو گنجائی دیکھ سکیں نہ کہ وہ اٹکو۔

یہ صاحب برعکس رواج ملک کا مدنی کا سایہ بننے کشمیری دوشالہ اور ٹیچھے مسہری پریٹ
رہیں انکار سن گویا عالم شباب سے تجاوز کر گیا تھا گرا ب بھی جو بن تھا صورت نہ ظاہر تھا۔

کسی وقت میں ہلاکی حسین ہو گئی
جنرل صاحب۔ زلیا۔ تم نے کو یہ کام کیا ہو مگر اسکا نتیجہ برواشت نہوگا اب بھی ہر ایک
باتو بیان سے اور بڑبڑاؤ جو جو باتیں غیب سے ہوئی ہیں وہ بھونستے کہہ دے گا مگر خیر اسی میں ہو
کہ تم یہاں نہ بیٹھو۔ تم کس امید سے کس مطالبہ سے اسے شخص کو دیکھنا چاہتی ہو جسکو پھر کہی
تکو دیکھنا نصیب نہوگا۔

یہ صاحب۔ افسوس یہی تمہارا کلام کہ جسکو پھر کہی اسکا دیدار نصیب نہ ہوگا کافی دلیل
بیرے دیکھنے کیواسطے ہے۔ نہایت فروہ ہو کہ میں اس صورت کو دیکھوں جسکو اس
زندگی بھر بھرد دیکھنا نصیب نہوگا۔ پیاسے شہر۔ تم میرے باپ سے بھی زیادہ بوجھ بھارت
شگونی اختیار کرو۔ آئیں عین غصہ کی حالت میں بھی مجھ کو اپنے کچے کے دینے کی
اجازت دی تھی۔ میں اپنی کل جوانی اس صورت کی یاد میں گتوالی۔

جنرل صاحب۔ پیاری۔ بہر ان باتوں کا ذکر نہ کرو۔ جو تم نے کہا میں نے وہی کر دیا
یہ نہ معلوم میرے اس اقرار کا نتیجہ کیا ہوا تھا۔ درگضا کہ بھاری ساری عزت اور آبرو اسی
راہ پر منحصر ہے میری توقیر و شان اسی پر ختم ہوئی نہین چاہتا کہ میری بھاری حرمت میں

وجہ تھے ہم جنہوں کی نظر میں حقارت ہو اگر اسکا ایک شہہ بھی کسی نوع سے ظاہر ہو گیا تو پہلوگ
 نزدیک کے رہنے کے دنیا کے سنے والے آواز سے کینکے دشمن اور دوست سب ہینکے۔ پار
 لوگ رہی کا ساپ بندہ تھے مفت میں بے آبروئی ہو جائیگی منہ دکھائے لائق تر ہیں گے
 اگر کسی نے ذری اسی بات منہ سے نکالی تو اسوقت پیٹ میں جھیری مار کر مرنے لگا۔
 میم صاحب۔ جیسا تم کہتے ہو میں حتی الامکان ویسا ہی کرونگی مگر افسوس خاقی نے کسی
 سے پہلو بنایا ہے کہ پہلوگ اس شرم سے بہت ڈرتے ہیں جو گناہ سے عاید ہونی ہو مگر خود
 گناہ سے نہیں ڈرتے۔ اسنے میں باڈن کی آہٹ معلوم ہوئی دروازہ کھلا اور خال
 نے اگر نقشہ ٹڈوں کے آنکلی خبر دی۔ اور یہ بے خبر میں اپنے والدین کے روبرو جا کر
 کھڑا ہوا جنرل صاحب خود بخود چونک کر اُسے مگر کچھ مزاج کو متقل کیا اور ویسی ہی صوت
 بنائی جیسے کوئی افسر اپنے ماتحت سے گفتگو کرنا ہو اور انکا مزاج تو ویسے ہی سخت تھا
 لیکن ان کی عیب حالت ہوئی۔ محبت مادر ی نے رات دکھا یا خون جوش کر آیا ہے اختیار
 مسہری سے اونکہ کھڑی ہوئی اور چاہا کہ اپنے جبرگوشہ کو جسکو لویا تھ پیٹ میں بکھا
 دروزہ کی تکفین ادا ہو۔ جھاتی سے لگا کر کلیجہ ٹھنڈا کرے مگر شوہر کے ایک اشارے نے
 اس جھل کو پورا نہ ہونے دیا مثل تصویر نے جان کے جہان کھڑی تھی وہیں کوئی باتوں
 پڑھا کر جہان رکھا تھا وہیں رہ گیا جیسے کوئی سناٹا ش صاف بلور کی تصویر تراش کر
 کھڑی کرے۔ حیرت یہ تھی کہ شمع کے آڑ میں نقین اور چروٹے اس خیال کو کہیں
 اپنے افسر کی ملاقات کے واسطے آیا ہوں اسکی خبر بھی نہ لی کہ آیا اسہا کرے میں کوئی اور
 بھی ہے یا نہیں۔

رجر دھقوڑی دیر تک خاموش کھڑا رہا جب دیکھا کہ جنرل صاحب کچھ بوٹے ہی نہیں خود
 کہنے لگا۔ جنرل صاحب نے جو احسان مجھ خراب اور بکس پر کیا ہو اسکا شکریہ ہر الزام
 سے ادا نہیں ہو سکتا مدت العزت تک اس سے سبکدوش ہونو ٹکا تا بمرگ یہ یاد نہ ہوگا
 بخدا ہے اگر ہر سوے تن گرد زبانی پوزور انم بہ ہر یک داستانے۔ ان
 باتوں کو سنکر مان پھرتیاب ہو گئی کلیجہ ٹکرے ٹکرے ہونے لگا بیاختہ ایک آہ سرد
 دل پر صدمے کھینچی اور بیوش ہو کر مسہری پر گر پڑی۔ درجہ نے کہہ دئی کھڑے ٹاٹ
 اور آہ دردناک کی صدا سنکر اسطرف آنکھ اوٹھائی اسنے میں جنرل صاحب نے کہا

کہ مٹر ملناں میری بی بی عرصہ سے بیمار ہوئیں، تو کہ آپ کے دوست ہارٹلی صاحب نے آپ سے بھی تذکرہ کیا ہوگا اسکو صنعت قلب کا عارف ہے۔
پر دہننے کمال افسوس ظاہر کیا۔

جنرل صاحب۔ کچھ عرصہ سے ہمارے گھر میں ایسی بیماری پھیلی ہو کہ الامان ہر روز بڑی مصیبتیں اور کٹھن سحبتیں جھیل رہے اگر آپ کا دوست ہارٹلی ہوتا تو ہم بڑے خوش رہتے۔ ہاں میں یہ کہہ سکتے تھے اب بھوکہ نہایت خوشی ہو کہ تمہارا بہت محسن کے دوست اندر تک پہنچا۔

چند دن پہلے دلیں کمال افسوس کیا کہ حیف صد حیف آج جھکوا ہارٹلی کا نکمہ ہو رہا ہے۔ اگرچہ وہ جوانی کا سجان الہی ہے نصیب سے جو دوست کے کہ آپ کا شرف حضور اسکو حاصل ہوا۔

جنرل صاحب۔ آپ نے اپنی قوری کا برو اندہ پایا۔ جاہلی نسبت اور کسی قسم کی خوش آئینہ ہو اگرچہ کہ اسوقت کہ دیکھیں اسکا بھی انتہام کر دیا جائے۔

رچرچہ پیر و مرشد کچھ نہیں جھکوا یقین ہو کہ ہارٹلی صاحب نے میری کیفیت کو نہایت دور سے بیان کی ہوگی کہ میں نیم نوارث نیک خاندان ہوں و اندر میں نے جھکوا حال کو بیان کیا ہے۔ وہ دھکی بھی کہ جس میں کچھ بھگت ہو آغوش سے روک گیا۔ یہ کہہ کر کہ میں نے اسکا نام نہ لیا۔

پھر کسی ملک و دروازہ کو چلا جاؤں کہ وہ جتنی بھی اور سوالی سے جھکوا میں نے یہ نہ کر لیا کہ افسوس سننے کی نقاب چہرہ پر کھینچ لیا کافون پر ہاتھ رکھ لیا کہ اتنا بات بات سے جو اس کے جگر پر نشتر کا کام کرتی تھیں۔

جنرل صاحب۔ ہارٹلی صاحب نے آپ کا حال مجھے کچھ نہیں کہا نہ میں جانتا ہوں کہ یہ کبھی اس کے بیان دروہان سے نہ تھیں نہ کھائے صرف اتنا دریافت کرنا منظور کہ پھر اس جائیکے واسطے راضی ہوں یا نہیں۔

چرو۔ مذہب خوش۔ جہاں جاہن بھیجے کچھ عرصہ نہیں مگر ایسی جگہ بھیجے جہاں اس کو پلیر کی صورت پھر نہ نظر آئے۔
جنرل صاحب۔ ہیری جنم، غریب چلیا نہ جائیگا۔ خیر اس مرتبہ اسنے کہ یہ تھوڑا سا نیت

ظاہر کی بولی وہ دیکھنے اس میں پر آپ کے مسروقہ نوٹ رتھے ہیں یہ سب ہی نوٹ
ہیں جو آپ کے پاس سے جاتے تھے البتہ کیتھدر روپیہ اس بدعاش نے صرف
کر ڈالا تھا مگر وہ بھی آپ کے حال پر ایک شخص نے رحم کہا کر لوہا کر دیا یہ خردہ نگر چڑھ
جنرل صاحب کے قدموں پر گر پڑا اور ہاتھ دلوں سے دیا۔

جنرل صاحب - ہن ہن یہ کیا کرنے ہو۔ تم نہایت نادان آدمی ہو۔

جنرل صاحب نے نظا ہر اتنی دکھائی تو کی مگر ہاتھ پر چڑ کے ہاتھ سے نہ کھینچ سکے اس وقت
پر چڑھنے موقع پا کر اپنی فصاحت بیانی اور خلافت لسانی خوب حرف کی گئے لگا حضور
بن آپکا غلام ہو چکا آپ نے میرے حق میں باپ سے بڑھ کر شفقت کی آپ کا حق امان اللہ
کے کہیں زیادہ ہو چکے گئے ہیں کہ بدولت میں اس دنیا دہی میں آیا اور پھر وہ
مجبور نہایت بیرحمی اور تشدد سے لاوارث چھوڑ گئے۔

زلیخا نے جب یہ کلمات پھر دوبارہ سنے جگر پاش پاش ہو گیا سرخ انہرست لہا ہوتا
ہو کر زلیخا نے ہاتھ سے اٹھ کر دی اور باؤ زلیخا نے آہ کھینچ کر بیہوش ہو گئی جنرل صاحب
نے یہ حال دیکھا فوراً چڑھ کر ہاتھ پیٹ کر میرے صاحب کی سمجھائی اسلئے درد و رنج
بچون کیا راج تو وہیں آگے کر دوسرے کمرے میں لے گئے وہاں اسکی بڑھپائی ہی مہجور
تھی وہ بھی ہوش میں ملائی گئے واسطے تدبیر میں کرنے لگی بازو پر دال کھینک باندھا۔
شگھایا ہائے تھوڑی دیر کے بعد بیہوش دھواں گئی اندر رست ہو کر مگر تیش جو کہ نہ
فی جان بیتاب فحبت کو انتظار دل سینہ میں طیان محبت ماورسی اسی جانب کشان۔
پر چڑ کا آخری فقرہ اسکے جگر پر اسے کا کام کر گیا جان دو پھر ہو گئی عجیب حد تک
ہو بیٹھ کی زبان سے ملاست و تشیع شکر انگھون سے سخت جگر پیٹنے کے بعد سویرہ کہا
تو دن صاحب نے رچرچ کے کلمات سنے کیا کہا اسنے کہا ارے اسکا کوئی ظلم نہ ہو
نہ سمجھو بلکہ خدا ہو یہ کلمات سنو انہر تہ ہا سہی اہلا و تہلو شکر ملے یہ ہم بے الفت تھے
تشیع و ملاست ہمارے منہ پر کوسے۔

لیکن پیاسے پر چڑاب تم خوف نکر و زیادہ آنسو نہ بہاؤ میں ارے میں تو ہوا ہوا
غیب کا عوض دینی ہوں۔ بہ کر کراچی جگہ سے ادھٹی اور ایکٹا ہے کہہ بیٹے اس مرد
میں رکھا تھا گئی جنرل صاحب نے دانی اسکے طرف ایک سکتے کے عالم میں حیرت

دیکھ رہے تھے کہ یہ کرتی کیا ہی ہوش و حواس میں ہی یا پاگل ہو گئی ہو۔

زلیا کو بچپن سے گانے کا شوق تھا عالم موسیقی میں کمال حاصل کیا تھا اس وقت کچھ عالم غیب سے اور بھی تائبہ ہوئی عجیب و غریب آواز سے یہ لہجہ اودی میٹھے میٹھے سرونین ایک مناجات نہایت درد انگیز عربت خیز گانا شروع کی کہ سامعین کی آنکھوں سے بے احتیاء آنسو نکل پڑے جگر چاک ہو گیا۔ مگر سنے کا عالم گانا نہ تھا بلکہ سحر تھا جو جہان کھڑا تھا وہیں رنگیا از خود رفتہ جنبش نکرسکا جب مناجات ختم کر چکی تو طوری دیر تک وہی برقعہ درگاہ ایزدی میں ہاتھ اوٹھا کر دھنا مائی اور جان بحق تسلیم ہوئی۔

جنرل صاحب یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائے دلکو ہرگز یقین نہ آیا کہ ایسے دلکی چین بہت سے واسطے رخصت ہو گئی مدت العمر کے واسطے دن و رات درگاہی فوراً نوکر کو بلا کر کہہ دو اور ابھی جاؤ۔ دیر نہ لگا وہ پارٹی صاحب کوئے آواز و رفتہ نہیں تو بوجہ کھڑے اسی کو لاؤ۔ اسے غصہ کیا تھا کیا ہو گیا۔ ابھی ابھی تو میٹھی بیوی تھی کہ ابھی باجی بھتیجی اسی گھبراہٹ میں جنرل صاحب کمرے کے باہر نکل آئے۔ اور نہ رہے ڈیبا کے آواز نہ کرے کے دوا از سے کہ قریب اگر گانا سننے کے واسطے کھڑا ہو گیا تھا جیوت ہی جنرل صاحب کی نظر اسپر پڑی فوراً گریبان میں ہاتھ لگا کر کشان کشان اسکو کمرے کے اندر لاش کر قرب لگئے اور نہایت عینا میں اگر کہا۔ او بے ناشدنی ناہنجار سخوس قدم نا بکار جھگو گناہ منگی نہ کرنا میوب معلوم ہوتا تھا جس مان کے دیکھنے کا تو اسقدر طالب تھا اسکی یہ لاش ہی جیکے غم و الم سے میرا جگر پاش پاش ہو ہی موی تصویر جیمن اب خون اور گوشت کا نام بھی باقی نہیں رہا تھا یہ تیری مان ہی جسکو تیری واداد مدت العمر تک موجب شرم سنگ کا ٹیکا غیرت کا دھبہ تھی آج تیری سخوس صورت دیکھ کر ایسی آنکھ بند کی کہ قیامت تک نہ کھلیگی۔ پھر چرچہ کو دھکا دیکر خود متکبر اور غضبناک صورت بنا کر کہا دیکھ میں ہی شیطان تصویر اتنا ملعون صفت ملعون خصلت پھر ڈریشم زلیا کا منوی شوہر اور اسکے قاتل کا باپ ہوں۔

اسنے میں ہارٹی بنی وہاں پہونچا دیکھا تو علاج اور نہ میر غرض بے سود تھی اسکا کام تمام ہو تھا بعد ان کچھ حال خانہ بان سے بنا کچھ اونکی گفتگو سے دریافت کیا سچی کالج پڑھ

مدارے صاحب آپ کیا کہتے ہیں۔ کیا غضب کرتے ہیں شکوہ گوئی کا موقع ہاتھ آئیگا
اگر کوئی فری بھی سن یا لیا لگا نہ بیگانہ متفر ہو گئے اٹھتے بیٹھتے طفو و گئے اب فرزند
میں منہ دکھائیں گے قابل فرستیں گے بنا بنا یا کھیل بکریاں لگا نفرت غرت میں خلل آجائیگا
سازمی آبرو دیا ہی ہو جائیگی سب امارت خاک میں لجا جائیگی

یہ باتیں ہارٹلی نے اس غرض سے کہیں کہ جبرل صاحب کو حفظ مراتب کا پاس بروقت
رہتا تھا مگر اس وقت کثرت رنج و الم سے حالت غیر تھی۔ جواب دیا۔ اچھی لاجول و لا قوۃ
کہانی غرت کیسی آبروم تہمت گئے تباہ ہو گئے شکوہ غرت کی بڑی جواب ابک کیا تمام علم
کے نو کچہ پورا نہیں مخلو جو کچہ خیال تھا وہ اسی نازنین کے دم تک کہ اس کے دل کو کسی نوع
کا صدمہ نہ پہونچے یہ سارا ڈھکوسلا اسکی خاطر تھا اب اگر تمام خلق ایک طرف

ہو یکے بان ہو تو بھی مطلق خوف نہیں
ہارٹلی نے کہا۔ خیر جو ہوا سو ہوا مشیت ایزدی میں چارہ نہیں جبکہ حین حیات آپ نے
اس قدر لحاظ و پاس کیا اب بعد فنا اسکی مٹی کیو خراب کچکا ناحق روح کو صدمہ دیجیگا آپ
اس فردوس نسل اسکی یاد کو کیوں خاک میں ملائے ہیں۔ اپنے بچوں کی طرف دیکھیے
انکو بھی آپکی بدنامی کی ہوا اثر کر گئی۔

جبرل صاحب نے اسی مایوسی کی حالت میں کہا۔ اے صاحب کسا لڑکا کسا لڑکی نہ اب
میرے کوئی لڑکا ہو نہ لڑکی ایک یا فرزند جگر پوندیشتری چلا گیا کہ انہی ملا لگ سرت
مادر ہریان کے واسطے فردوس برہن میں بستر لگائے فرش طیار کرے اور وہ بھی اس عالم
فانی کی عیش و آسائش سے منہ موڑ بکھوٹنے پیتے چھوڑتے سدھاری دبوچو اور فانی
میں اٹکا اب کیا بھروسہ۔ اس صدمہ جانکاہ کے بعد اب وہ بھی زیادہ زندہ تر نہیں
بہر حال میں اتنے فتن لا دلید سمجھتا ہوں۔

یہ کلمات سنکر حیرت کے دلیں کچھ تو رنج کچھ غصہ پیدا ہوا فوراً اول اٹھا۔ کچہ پورا نہیں
جانے دیجئے وہ نہ سمجھتے تھے تو آپکا فرزند اگر موجود ہوں آپکی شکوہ صلیبی سے تو دل ہوا
ہوں اسی حاضرین میں تم سب کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ استحقاق فرزندگی سے جائز
کامین مالک ہو گئے۔

اپنے غصہ سے دیوانہ ہو کر کہا بہت بے کمخت ناشدنی کیا نسبت وقت پر استحقاق

نام کرنے آیا ہوا ایک طرف لاش پڑی ہو ہر شخص گریبان چاک سر پہ خاک و طوار ہوا گر کچھ
 حد انت کی سوجھتی ہو۔ تو بیل بیلار و جنے اس دنیا میں میری عیش بربادی عاقبت میں
 بھی راحت کا رشتہ اتناڑ ہوگا۔ چل دور ہو منہ کا لا کر۔ مرغ ہو
 رچرچو دونوں ہاتھ بغل میں دبائے آنکھ زمین پر لگائے کھڑے تھا گڑل اوجھل اوجھل
 سوچ رہا تھا لیکن ہارٹلی اور خانسان اور دیگر حاضرین اسکو جیون تیوں کے کہنے کے
 باہر نکلے گفت ملاست کرنے لگے کہ تو بڑا نالائق ہو چکا ایسے حال میں مصیبت میں شریک
 ہونا لازم تھا باورداشت جتنا یہ سکر چرچہ ہاتھ چھوڑا کر بھاگا اور اچھل میں گیا کہ ایک گھوڑا
 جو ڈاکٹر صاحب کے لیے تیار کیا تھا دنیا ہی طیارہ کھڑے تھا کوڈر اسیر سوار ہوا اور ایک طرف
 کھلائی۔ ہارٹلی نے جابا نقاب کرے مگر خانسان و دیگر ملازمین نے اسکو ہاتھ پکڑ لیا منتیں
 کرتے لگے کہ بڑے خدا اسوقت اب یہاں سے تشریف نہ لے جائے خبر مل صاحب کسی کا کہا
 نہ مانگے خدا جہے حالت جنون میں کیا نہ کیا کر رہا ہیں صرف آپ ہی کی احانت سے اسوقت
 اسکا مزاج اصلاح پر آویگا ہمارے نائے کچھ نہ بن پڑیگا۔

خانسان نے کہا نہستان میں ایک مرتبہ آنکو جنون ہو گیا تھا اور اسوقت بھی ہی آثار
 نظر آتے ہیں کسی نوکر کی خیال نہیں کہ اسوقت لنگے رو برو جائے تھہرے کے روکے
 ہرگز نہ تھکینگے۔ ہارٹلی نے ولین خیال کیا کہ اسوقت خبر مل صاحب کی حالت بچر دے
 زیادہ قابل ترجم و اور وہ تو چلا بھی گیا اب اسکا نقاب بھی فضول ہو خدا جانے کہا
 مارا نہاں جاسے گو خبر مل صاحب کو اسوقت جنون ہو کر یقین ہو کہ میرا خدا خدا ہو۔ یہ
 کہہ کر مکان کے اندر گیا دیکھا تو خبر مل صاحب نوکریں سوخت دگر بیان ہو رہے ہیں۔ وہ
 بچھڑتے ہیں یہ بھاگتے ہیں کہتے ہیں کہ کوئی کمرے کے کھانے کا ارادہ کرتے ہیں خود
 میں پکارتے ہیں۔ کہ کوئی خوش ہو۔ وہ ملوں بھاگ گیا جو اب کے گناہوں کو ظاہر کرنا ان کی
 عزت میں داغ لگا تا وہ دفع ہو گیا اب ختم نہ کیا گیا جسکی ایک مرتبہ صورت دیکھنے سے
 روح درادیر میں روپوش ہوئی میرے پیار و دل چوٹا کر دیاں ٹپٹی تو باپ موجود ہی
 غریب تھا کہ نوکر سامنے سے ہٹ جائیں اور خبر مل صاحب کو نوکریں کو کمری میں جان
 لے میں ہارٹلی وہاں پہنچ کر سہرا ہوا اور سختی سے کہا کہ آپ کیا ہوا ہو گئے ہیں کیا
 نوکریں تو مارا گیا یہ ختم ہو رہی دیر تک تو خبر مل صاحب نے کچھ سمجھ نہ سکی مگر یہ دبی

وہ بولہ اٹھا ہارٹلی کے ہاتھ سے دامن چوڑا کر لڑکھونٹنے لگا مگر ہارٹلی نے فوراً
گرمیاں میں ہاتھ ڈال دیا اور کہا۔ بس حضرت بس۔ اب سوقت آپ میرے قید خانے میں
جو کہوں وہ سچے جہان میں لیجیوں چلیے

جنرل صاحب نے کہا۔ افسوس میں قید ہوا اور نہ ملے جرم میں اور غلامی کے الزام میں۔
ہنہات بہیات کر دینی خوش آمدنی پیش یہ کہہ کر میان سے خنجر نکالا۔ ہارٹلی کے اوسان خطا
ہو گئے بدن میں غصہ آگیا مگر خانا سامان نے دودھ کرنا پڑا کا ہاتھ پکڑ لیا اور خنجر چھین لیا
جنرل صاحب میں آپ کا قیدی تو ہو گیا مگر اتنا باور کیسے کہ میری ساتھ بلنا نہایت پیش
نئے شرافت کا قاعدہ چھوڑیے ایک مرتبہ میری دکان اور بلانی کی صورت دکھا دیجئے
ہارٹلی۔ آج نہیں۔ آج نہیں۔ کل دیکھئے گا اسوقت میری ساتھ بے غدر چلے آئیے
خیرن یہ نقد یہ کہہ کر جنرل صاحب ہارٹلی کے ہمراہ ہوئے منہ سے اُن نہ نکالی۔ تھوڑی دیر
کے بعد پھر وہی وحشت پیدا ہوئی پھر کہنے لگے۔

حاضر ہوئے سانسے سودا کر اسکوئل
اجرم عشق تو امی کشند غوغا نیست
جمع یہ سب طرح سے ہی راک لگا کا
تو نیز سر ہام آگہ خوش تماشا نیست
ہارٹلی نے قطع کلام نہ کیا جنرل صاحب کے دلیں جو آیا جتے ہی یون میں انکو آرا لگا کر سے
ٹک لگیا پینگ پڑ گیا یا کچھ دوا اصل علاج کیلئے طیار کر کے پلائی ایک نوکر کو اوسی
کر میں سو نیکا جاگ دیا اور خود بھی تمام شب بیدار رہا۔ جنرل صاحب تھوڑی دیر کے بعد
سوتے اور صبح تک اسی حالت میں پڑے رہے وقت معمول پر کٹھن کی ہوش و حواس درست
پائے باہر اوشب کو یاد کر کے ایسے حال دار پر افسوس کیا زار زار رونے لگے بس قدر روئے کہ
آنسوؤں سے منہ دھونے لگے ہارٹلی یہ حالت دیکھ کر قریب گیا جنرل صاحب نے دیکھا اور کہا
اے تشریف لائے مطلق خوف نہ کیجئے وہ جنون کی گرجی اب میری اب کوئی شکایت نہیں

الغیر وہ اب تم جیسا اسی حالت میں چوڑا اس بیماری کی طبی کی خبر تو تجھے دیکھیں
کی فکر کرو۔ اوساں محوں سے جا کر کو کہ اپنا منہ کالا کرے جہاں سنگ سلاے وہاں چلا
جائے ہکواتی محوں صولت ہو کہ لے خانا ان میں قریب نوکر کو علاج شناس سے
میری خبر گیری کر گیا خانا ان نے بھی کہا کہ ہاں صاحب اب آپ جلد تشریف لیجائے جانا
کی فکر کیجئے میں یہاں جنرل صاحب کی خدمت میں حاضر ہونگا مگر براے خدا

اُس نے کہنے سے کہہ دیجئے کہ پھر انکے دو برو نہ آئے
دوسرے روز جب ہارٹلی جنرل صاحب کے مکان سے فراغت پا کر اپنی سکن کو گیا تو پہونچتے
ہی نوکروں سے اپنے رفیق کا حال دریافت کیا اور انہوں نے جواب دیا کہ ہاں صاحب
کل بہت رات گئی گھوڑے پر سوار باخاطر سو گوارا یا تا فرق را کب مرگب پسے میں غرق
تشریف لائے ہلو گون نے کہا تیکے یو دریافت کیا مگر کچھ جواب نہ پایا بلکہ وہ خود اپنے ہاتھ
میں لمبے بیکر بالاخانہ پر چلے گئے اور کمرے کا دروازہ مقفل کر لیا ہلو گون نے خیال
کیا کہ شاید آج نشہ زیادہ ہو گیا ہو اور ہلو گون پرانی حالت ظاہر کرنا منظور نہیں ہے
نہیں اس نظر سے ہلوگ بھی خاموش ہو رہا ہے ہارٹلی یہ سن کر گھبرا یا کہ شاید او کچھ گل نہ
کھلا ہو فیہ آ بالاخانہ پر گیا اور دروازہ کھٹکھا یا مگر ہمدای برخاست۔ جب بہت شور و
غل مچا بات آد ان آئی کہ کون ہی ہارٹلی اپنے وطن خوش ہوا۔ نام بتایا۔ دروازہ
کھلا۔ اندر گیا دیکھا تو رچرڈ سب کپڑے پہنے بال سنو سے بیٹھا ہو مگر نشہ سے
پریشانی آنکھوں سے نیچو ابلی ظاہر ہو لیٹر بنگاہ کی تو معلوم ہوا کہ کسی نے تمام شب اوپر
قدم نہیں رکھا رچرڈ نے ہارٹلی کو دیکھ کر محض بے اعتنائی سے کہا مبارکباد تم نے خوب
وانون گہات سیکے ہیں بھی موقع ہو کہ مارٹ جیفی کو چھوڑ کر اور ایک مالدار ذی اقتدار
سے موافقت کرو۔

ہارٹلی بن کل تمام شب جنرل صاحب کے مکان پر با انکی طبیعت نہایت غلیل ہی
رچرڈ۔ اُسے جا کر کہو کہ انی اعمالوں کو اپنے گناہوں کو یاد کر کے خوب فتن مسرتیں جان
کھولیں۔ ڈاکٹر کے صاحب فرماتے تھے کہ ڈاکٹر بھی پاڈری کی طرح کسی کسی حالتیں تلقین
کر سکتا ہے اور ایکو بھی یاد ہو گا کہ ڈاکٹر بھی صاحب پاڈری اسکو سکار اور زنا کار
ہمیشہ کہتا کرتے تھے۔ لا حول ولا قوہ رتوبہ توبہ۔

ہارٹلی جبکہ نہایت تھکے کہ تم اس حالت کو پہونچ کر ایسی باتیں کرتے ہو
رچرڈ کیون۔ اُس شخص کے دل سے پوچھیے کہ جکی ایک ہی روز میں اتنے مفارقت کے بعد
ملاقات ہو ورنہ میں دولت کیشہ پائی امید ہو مگر وہ سب ایک دم سے چھوٹ جائے سوئی
بڑایا ہاتھ میں آکر اوڑھ لے صاحب ہمارا تو سلق ہی نرالا ہو
ہارٹلی حضرت میں آپکا مطلب نہیں سمجھا۔

رچرٹ۔ کیون صاحب۔ ظاہر ہو کہ کل میرے الدین سے میری ملاقات ہوئی میری مان
 قرب الہی تھی صرف میرا انتظار تھا۔ باب کا وہ حال ہوا جو تھے آنکھوں دیکھا۔ میری واپس
 بن دونوں نے پیشتر سے صلح کر رکھی تھی کہ جملہ کو کسی نہ کسی گمانی یا حیلہ سے وراثت سے خارج
 کریں آپ ہی انصاف فرمائے کہ یہ سراسر دغا بازی ہو یا نہیں

ہارٹلی نے خیال کر کے کہ خط اسکے خاندان میں عارضہ موروثی ہوئی باپ کو بھائی بھوڑی
 کہا وراثت کیسی خدا کی واسطے یہ خیال محال اپنے دے سے دور کرو آپ کس وراثت کا خواب
 دیکھتے ہیں۔ کسکا وارث اچھوتیں خیال کرتے ہیں
 رچرٹ۔ وارث کسکا۔ اپنی مان کا۔ اوسنے بیشک ہمارے نانا کا مال پایا ہوگا میں
 اوسکی اولاد اکبر ہوں اس میں کچھ شک نہیں۔

ہارٹلی۔ رچرٹ اپنی طرف دیکھو دلیں سوچو کیا کہتے ہو۔
 رچرٹ۔ میں خوب سوچ چکا۔ خوب غور کر چکا۔ اس سے ہوگا کیا۔

ہارٹلی۔ تو تمکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ تاد قتیقہ وصیت نامہ یا وراثت نامہ میں تمہارا نام
 نہ ہو تمکو حصہ نہیں مل سکتا صرف تمہاری ولادت تمکو وارث جائداد نہیں کر سکتی۔

رچرٹ۔ یہ آپکی غلطی ہو میں انکی صحیح النسب لاد ہوں وہ ہم مدہ ضرر لڑ کے جکڑے آپ نے قبر
 کے تھ سے نکال لایا کچھ مجھ سے زیادہ صحیح النسب نہیں ہیں بے شک بیشک ہمارے
 والدین نے انکے جسم کو تو ہوانہ کئے دی اور تمکو ایسی لاپرواہی سے بے بارہ ٹکڑا چھینکر یا

عام میں انکا بیٹا ہوں جس طرح کہ وہ انکی ضعیفی کی اولاد میں میں نے انکو بھی دیکھا ہے خانہ مان
 جملہ کو انکے کمرے میں بھی لیگیا تھا۔ وہ اونٹن کے جسے ملاقات بھی کرنا چاہتے تھے میں نے

دیکھا کہ ہمارے والدین نے ساری کمائی انھیں کی پرورش میں گنوا لی۔ کٹیری و شالونکا
 نرم نرم بستر زربفت کی چادر انوس با کہ وہ چین کریں اور میں اس طرح خون جگر پی کر

زندگی بسر کروں۔ کل تک ہسپتال کے جیتھڑے لافے رہا آج ہزاروں سال رہا
 پانی تیرے میرے کپڑے عاریتاً لیکر پہنے اور انکے پاس جا کر کھڑا ہوا۔

افوہ کمان وہ عطرین بے بسائے اہم کہاں ہم ہسپتال کی بدبو میں سما بھلا یہ بھی کوئی
 انصاف ہو کہ میں اولاد اکبر انکی الفت و محبت اول شمر اس طرح انہوں سے محروم ہوں
 کیا عجب کہ میری صورت انکو زہر معلوم ہوئی ہو۔

ہارٹلی معلوم ہوتا ہے کہ ٹکوشیطان درغلانا یا فکود بخوبی ہوتی اور اب تک اسی دھوکے میں ہو
رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ انھیں کوئی شادی کا دن یا جائز سمجھتے ہیں کہ غلط عقد سے وقت
کوئی بادی صاحب دو چار فرقے کسی سڑی کتاب سے لاکر پڑھ دین شاید انگلیٹ کاپیہ دستور
ہوگا مگر اسکا ٹیکسٹ کا قانون دنیا سے نرالا ہے اعلیٰ پو وہاں عشق و محبت خود بادی بادی

۵ دو دل جو ہوں چاہنے پہ ماضی

یہ جان لے کیا کر گنج قاضی

صرف ماضی و شوق کا عہد و پیمان شہادت زمین و آسمان کافی ہوتی ہے شرعی گواہوں کی
ضرورت نہیں بلکہ وہ مضبوطی اس عقد کو حاصل ہو جیسا کہ انگلیٹ نہیں کوئی بادی صاحب
بہادر کسی گرجا گھر میں جا کر عورت مرد کا عقد کریں اس سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ اگر عیسائی ہونے
وقت باپ لڑکے کو اپنی اولاد میں بیچا اقبال کرے اور وہ شخص اس لڑکے کی ماں کو مؤثر و مقبول
کے روبرو اپنی بی بی کی گھر پیش کرے تو بس یہی کافی ہے شرعی نکاح کی کچھ ضرورت ہی نہیں نہ وہ
عورت زوجیت سے اور نہ اولاد فرزندیت سے خارج ہو سکتی ہے یہ بہن کہ جب جی چاہا
کسی شریف کی لڑکی کی آبرو خاک میں ملانی لگی ہے اور لڑے پھر جب دل میں آیا چوڑا دیا
کچھ چانی من ملانی نہیں ہے۔ یہ خبر مل صاحب میری ماں کے ساتھ نسل اپنی باپ کی سلوک
کرتے تھے قبل اسکے کہ انکی گھر سے صاحب غم سے ملاقات ہوئی جب ان کے مکان پر آئے تو جو
مصنوعی نام اپنا سکھا تھا وہی میری ماں کا بتا یا جنکو پادری صاحب کے پاس اپنا پہلی بیٹیا
لمکھ لگئے پھر اب گیا آپ مانتے ہیں کہ ہمارے وطن کے قانون ہمو اس طرح غروم نہ لکھتے
ہرگز نہیں ہرگز نہیں اگر یوں نہیں تو عدالت کا دوا نہ کھلا ہوا ہے وہاں جا کر استغاثہ
کرونگا ہر حال اپنا دندہ لوں گا کسی صورت سے نہ چھوڑوں گا۔

ہارٹلی۔ تو معلوم ہوا کہ اب اسی اودھ پٹن میں ٹیپے ریگا جاتا ہے تشریف نہ لیا گیا ورنہ
غور کر لیجئے کہین لفظی سے بھی ہاتھ نہ دھونا پڑے۔ دیکھیے بچپن ہیگا۔ آخر کار سر پر ہاتھ ہو
رونگا۔ جتانے ہم دینے ہیں۔ ۵

بچمانے سے تھا بہن سروکار

اب مان نہ مان تو ہے مختار

پھر ڈوبلا سے کچھ ہوسے ہر جہاں بایا دین کشتی دباب اندا ختم۔ آپ کہاں کی لفظی لے

پھرتے ہیں۔ ارے اب توحی و لاوت ثابت کر دیں گے۔ مندرستان جانیکا غم تو میں نے اسوقت
 کیا تھا جب مجھ کو ابو والدین کی خبر نہ تھی اپنے حقوق سے مطلق آگاہ نہ تھا یہ مہا تو اب حل ہوا
 اور زیادہ نہ سہی گواہیے نانا صاحب کے سویم حصہ جائیداد کا تو میں وارث ہوں مہار کے
 سببے میں کل جائیداد سے محروم رہا آپنے اچھا یا ر نہ میرے ساتھ بنانا آپ نے طریقہ
 چھپک کا علاج کرتے نہ وہ لڑکے اس عارضہ ملک سے جا بھر بیوے اور پھر میں نہ وہ تھوہ
 کل جائیداد کا نیک ہونا۔ افسوس مجھ کو ہرگز خیال نہ تھا جب اوشاد نے یہ طریقہ سمجھایا تھا کہ
 شراب چوڑا کر ٹھنڈا پانی ملاؤ مکان کی کھڑکیاں کھولو مکان میں آگ نہ کر گئی سی
 بچاؤ بچاؤ کو ٹھنڈک گئی۔ یہ سمجھا معلوم تھا کہ یہ تدبیر ہمارے ہی حق میں نہ ہوگی ایک دن
 اسکی بدولت لاکھوں پر پانی پھر جانیکا اتنا مال مفت ہاتھ سے جاتا رہیگا۔
 ہمارے کل معلوم ہوتا ہے کہ اب جسے بھی دل میں ٹھکان لی یہ توحش خیالات ہرگز ہرگز نہ چھوڑو گے
 رچرٹو۔ میں اپنے حقوق آپ سے بڑھ کر سمجھتا ہوں اپنا نفع اور نقصان آپ نے زیادہ
 جانتا ہوں۔

بارٹلی۔ ہمارے حالت پر مجھ کو کمال افسوس آتا ہے
 رچرٹو۔ افسوس کے کیا سہی۔ ذری فرمائے تو۔ میں بھی سنون
 ہڈنی میں اس وجہ سے افسوس کرتا ہوں کہ باوجود گزشتہ کی حالت دیکھنے کے ہمارے
 دل میں یہ خود غرضی اور ہٹ دہری ابھی تک سمائی ہو اور ہمارے دماغ میں سو اسے طعنے لگتے
 کے دوسرے خیال ہی نہیں دیکھتا۔ تم محض خام خیال ہو
 رچرٹو۔ خود غرضی کسی صاحب میں تو اپنی وابستہ بن نہایت سواقت نہ مینا ہوں کہ طعن
 اور ہٹ کے نام سے دماغ ہمت دہوتا ہوں اور خام خیال آپنے مجھ کو کس نظر سے کہا
 میں تو آج تک اسی امید پر زندہ رہا جب اول خط میرے نانا صاحب کا آکر مگر وہ صاحب
 کے نام آیا اور مجھ کو تاریکی اور گناؤ میں زندگی بسر کرنا فرماں ہوا اسوقت میری آنکھیں
 کیٹیں اپنی حالت پر غور کیا اسوقت میں سمجھا طفولیت سے خیال بھول گیا اور کیا تم سمجھتے
 تھے کہ میں ہمارا ہمیشہ ہو کر غلامی میں زندگی بسر کروں گا یا روں کی تلاش میں گھر گھر خاک
 جھانٹا ہوں گے۔ ابے صاحب کیر دل سے بھی خیال نہیں کیا ہوں ان والدین کی
 تلاش رہی کہ شاید انکے ذریعے سے کبھی دیکھی اس بندے سے صفائی ہو وہ مجھ کو اپنی فرزندگی

میں قبول کرین وراثت کا حق ثابت ہو مگر نانا صاحب کی وفات سے یکظم مایوس ہو گیا
 اچار ہو کر منہ دستان کا ارادہ کیا
 ہارٹلی کو جب نجسے سے اول اول ڈاکٹر صاحب کے مکان پر ملاقات ہوئی تھی اسوقت
 تم نہایت گمن تھے اسقدر قانون کہان سمجھتے تھے مگر میں جانتا ہوں کہ تمہاری دوست
 منجھائے کان خوب بھرے۔

رچرڈ کو کچھ نہیں۔ خاک نہیں۔ سوا ایک فٹ نام ہیری کے کوئی میٹر نہ رکھ شورہ نہ تھا
 اور اوی شورہ کے بدولت تو میں نے اسپر فغانازی اور سرقہ کی مالش نہیں کی ورنہ
 وہ ابھی تک مدت کا پچھانسی پر لٹک گیا ہوتا۔

ہارٹلی۔ مجھ کو خوب معلوم ہے ایک روز میں نے اسکو لا فورڈ صاحب کیل سے اسبارہ میں
 گفتگو کرتے سنا تھا اور مجھ کو خوب یاد ہے کہ اسنے یہی وجوہات قانون بیان کئے تھے
 رچرڈ۔ ہان ہان۔ ذرا کہتے جائے۔ لا فورڈ صاحب نے کیا جواب دیا۔

ہارٹلی۔ اونہوں نے یہی کہا کہ بلا شک ایسی صورت میں جہاں وارث کی ولادت مشتبہ
 ہوئی تو تاہم وارث کے بیانات عدالت تسلیم کر سکتی ہو بشرطیکہ کوئی شہادت عکس کافی
 نہ ہو مثلاً یاں خود نہ کہے کہ یہ لڑکا صحیح النسب نہیں ہے۔

رچرڈ۔ مگر یہ دلیل تو میرے مقدمہ میں موثر نہیں ہو سکتی۔

ہارٹلی۔ میں آپ کو فریب دینا یا زیادہ تر حالت ناواقفیت میں کھانہ چاہتا گوین جانتا
 ہوں کہ یہ بات سنگین کو مال ضرور ہوگا مگر یہ حق از بہر باطل نشاید نفعت + مجھ کو
 مجبوری کہنا لازم آیا۔ سچ یہ ہے کہ اس بارہ میں مجھے کل تمہاری والدہ سے بہت دیر تک
 گفتگو رہی۔ اسنے کہا کہ بلا شک رچرڈ میرا بیٹا ہے مگر قبل از شادی پیدا ہوا اب صرف
 اس امر کا اظہار تمہارا دعویٰ خارج ہونیکے واسطے کافی ہوگا۔ اگر تم چاہو تو میں تمکو خود
 دسکے ہاتھ کی تحریر اس بارہ دکھا دوں۔

رچرڈ۔ ہاے! پریشانی! کیا ہوئی اسے

معاذ اللہ عجیب کاریم افتاد

بسرنا بردہ دیواریم افتاد

نا بھی عجیب بد قسمت آدمی ہوں۔ افسوس ہنوز بے تک تر نہ ہونے تھی کہ جامِ مُنہ کے پاس سے

چھین لیا۔ پھر مرنے کو مستقل کیا اور ہارٹلی کی باتیں خوب دل لگا کر سننے لگا اس نے کل کیفیت پوسٹ کنندہ قبل اور میں بعد شادی کی بیان کی۔ پھر چڑھتے رہا بیان سنا جاتا تھا اور سید قدر بالوس ہوتا جاتا تھا۔

ہارٹلی نے آغاز سے اس طرح قصہ بیان کرنا شروع کیا کہ نہ یابا ملک پرتگال کی پہچانی ایک یہودی تاجر کی بیٹی تھی اور اسکے باپ کی سو سے اس لڑکی کے اور کوئی اولاد نہ تھی۔ حسن اتفاق سے اسکا باپ تجارت کی واسطے لندن میں آیا یہاں بہت سی انگریز لڑکیاں تھیں ہم یہاں اور ہم نوالہ ہو گئے اکثر لوگ اسکے مکان پر آئے کھانا کھاتے بیچھڑنے کے یہ پھر دوسرے بھی ایک بھابی شخص انگلستان کے ایک ٹیس افظم کا بیٹا اور بادشاہ وقت کا نہایت عزیز تھا گوکہ نوح میں کسی عہدہ جلیلہ پر مہر تھا مگر لوگ اسکی بہت اور جرات و دانائی اور ہوشیاری سے نہایت ڈرتے تھے چونکہ امیر کا بیٹا تھا اور زبان پرتگالی خوب جانتا تھا اس یہودی سوداگر سے خوب دوستی ہو گئی اسکی بیٹی ملائک مورت نیک سیرت سادہ مزاج دنیا کی عیاری سے ناواقف نہایت سیدھی سادھی بھولی بھالی تھی اس سے نہایت محبت پیدا ہو گئی شدہ شدہ بہ شعلہ عشق دو دن کے سینہ میں اسقدر بلند ہوا کہ ایک کو دوسرے کی معارف ناگوار ہوئی دو دن کے دنوں کو بچنی سننے لگی یہاں تک کہ ایک روز ٹریشیم نے اس یہودی سے کہا کہ مجھے اپنی فرزندگی میں قبول کیجیے گو اس میں میری تنگ ہے کہ عالی خاندان والا دو دمان انگلستان کا بادشاہ ہو کر ایک یہودی سوداگر کی بیٹی سے شادی کروں مگر دل سے لاچار ہوں اس عشق نے مجھ کو کمین کا نر کہا اب مجھ کو خاندانی تھا کا مطلق لحاظ نہیں ہے لیکن اس یہودی نے اسکی درخواست کو منظور نہ کیا بلکہ اسی روز سے اپنے مکان میں آنکھ قطعی حافوت کردی مگر ٹریشیم کو بغیر اپنی محبوبہ کے دیدار کے چین کہاں تھا وقت بے وقت کسی نہ کسی دالوں گھات سے چوری چھپا دیا سے ملتا ہوا لطف ہم ٹوٹا اٹھا تا رہا تھی کہ زلیخا حاملہ ہوئی اب سخت مصیبت نے گھبرا کر کہا کہ میں اولیٰ یہ زادہ کیا کہ اس طرح شہر و گردن کہ ہماری اسکی شادی خفیہ طور پر ہو گئی ہے مگر بوجہ اختلاف مذہب یہ بھی نہ ہو سکا جیون جیون وقع حمل کے دن قریب آئے بار تر دو دنوں کو ٹریشیم کا شیش کو نکل ہوئی کہ میں اسکی عزت میں داغ لگا یا اب اس حالت میں اسکو چھوڑنا بعد ازاں نیند ہے مجھ کو لازم ہے کہ اسکی کوئی فکر کروں جس سے اسکی جان بچے سوچتے سوچتے یہ

قراہا یا کہ کان سے بھاگ چلو اسکا لینڈ کی راہ لو جو بہت مفروضہ و انتشار طبعیت ایام موعود سے
 بہت دور بیشتر روزہ پیدا کر دیا سو جب سے لاچار ہو کر ڈاکٹر گیسٹ صاحب کے مکان پر آئے
 وہاں پوچھنے کے واسطے پوچھا کہ تھے کس کو ٹریشم کو بنیو۔ کہا کہ گیسٹ کی تحریر کے معلوم ہوا کہ یہ
 نام وارنٹ گرفتاری جاری ہوا ہے۔ اگرچہ پکڑ لیا گیا لیکن روانہ ہو چکے ہیں اسکی وجہ خاص یہ تھی
 کہ اسوقت میں بادشاہ اور پارلیمنٹ میں نا اتفاق تھی جو شخص پارلیمنٹ کے خلاف کام کرتا تھا تو
 مجرم قرار دیا جاتا تھا کہ گیسٹ کے خلاف گرفتاری سے اس پر وہ سوداگر کو معلوم ہو گیا تھا کہ ٹریشم
 بادشاہ کی طرف سے اس کے خلاف کثرت بھی رکھا ہو لہذا اس نے اپنے پارلیمنٹ سے مجرمی کی وجہ سے
 وارنٹ اجالت بہ خواہی سرکار و ثبوت جاری ہوا اس پر وہ دبی ڈاکٹر گیسٹ کی نام بھی وارنٹ میں
 لکھا دیا کہ شاید اس جلد سے دونوں کا ساتھ چھوٹ جائے اگر شادی بھی ہو گئی ہوگی تو کبھی ممکن ہو
 بعد ازاں تو ناظرین کو معلوم ہو کہ جیٹ جیٹ ہودی سوداگر ڈاکٹر گیسٹ صاحب کے مکان پر یہودی بچا
 اور اپنی بیٹی کو گرفتار کر لیا مکان پر یہودی بچکر اس نازنین کو مقید کیا انواع انواع کی
 جھگڑیں یہودی بچائیں اسکو اور ہر پے یا رنگارنگ کے چومنے کا غم اور برہان کی جانب سے یہ
 جو روئے مروت تک مبتلا ہے نصیب رہی اگر ٹریشم بھی قید ہو جاتا تو اس پر وہی سوداگر کا
 انتظام پیرا ہو جاتا مگر ٹریشم اپنے دوستوں کی مدد سے بہاڑ وغینہ جا کر رہو پوش ہو رہا لیکن
 سرخ زلا بعد چند سے ٹریشم اپنا نام بدل کر الیٹ انڈیا کمپنی کی فوج میں بھرتی ہو گیا مدت
 تین سے چھ ماہ اس عرصہ میں وہ آگ بھی ٹھنڈی ہو گئی پھر کسی نے نہ بوجھا کہ تم کون ہو
 فوج جنگ میں تو ٹریشم خوب ہی مشاق تھا بیشتر فوج میں لو کر رہ چکا تھا بہت جلد کمپنی نے
 اسکی لینڈ اور کارگزاری دیکھ کر اسکو درجہ اعلیٰ پر پہنچا دیا سندھوتان میں اسنے دل مارے
 چند عرصہ کے بعد انگلستان گیا وہاں پہنچتے ہی اس پر وہی سوداگر کا حال دریافت کیا
 اس پر یہی پیکر کی جستجو کی آخر کار اس کے مکان پر پہنچا اسنے بھی اوسکی دولت و عزت کو دیکھا
 زیادہ لگا کر نے لگا خصوصاً اسوجہ سے کہ اوسکی بیٹی نے مصمم اداہ کر لیا تھا کہ واسے ٹریشم کے
 اور کیسے ساتھ شادی نہ کر دینی دوسرے مرد کی صورت نہ دیکھوں گی۔ اسکو پھر آمدورفت کی
 اجازت دی۔ مدت تک انگلستان میں رہتے رہتے مذہبی عقائد میں کسی قدر خدشہ آگئی تھی وہ
 قصبہ بالکل جاتا رہا تھا اب چودہ برس کے بعد یہ عاشق و معشوق از سر نو ملے شادی ہو گئی۔
 قبل از شادی اس پر وہی نے اقرار کیا تھا کہ معاملات گذشتہ کی ہرگز برباد نہ کرنا لاولول کا

نام نہ نیا وہ کسی دور و دراز ملک میں پڑا ہے اسکے انفات بسر کی بخوشی فکر کر دی جائے
 مگر دنیا کا دل کب ماننا تھا محبت مادی کہاں تک کم ہو سکتی ہے جو ش خون کہاں جاسکتا ہے
 مثل مشہور ہے کہ لاٹھی ملے کہیں پانی چلا ہوتا ہے لیکن ادھر رہا با کاٹ اور شہر ہو رہی تھن تھن
 کا خضر زبان سے کہہ کر نہ سکتی رات دن اس ڈیکے کے سیکھنے والے تھے مگر نہ ہی اس نے غصہ
 لئے عرب عیسائی بھی قبول کر لیا تھا اب بے وسوں کے خوف میں اس نے غصہ نہ ہی کیا بلکہ
 سادہ ہوا کھانے کو باہر جانے لگا روٹوں سے بھی ملاقات کرتا شروع کر کے کھانے پر شہر سے ملتا
 کی کمی ہوئے سے یاد کرتا شب روز دل میں گھومتا کہ اگر کسی کو کوئی کھانہ ڈرا بھی شہر میں
 تو موت کا سہنا ہو جائیگا ساری شہر کی رگڑی ہو جائیگی اسی سے مشہور کر کے کہتا
 کہ شہرستان کی گرم آبی ہوا سے میرے دماغ میں کچھ فورا آ گیا ہے اکثر جنوں ہو جاتا ہے
 دنیا بھی اس انتقام پر جو اسکے باپ نے جبر و غبت اسکے شوہر کے اس طرح کی پرورش
 کیواسطے کیا تھا راہی ہو گئی تھی اور گو کہ شادی کے بعد دو لڑکے اور بھی پیدا ہوئے مگر اول
 لڑکے کی یاد اسکے دل سے نہ گئی نہ گئی اسکے تھوہرین رات دن کر سیتی دل سوس سوس کر
 رہ جاتی جب کوئی قریب ہوتا تو خوب ل کہو لکھتی یہاں تک کہ اسی عالم میں اس کی ملاقات لڑکے
 سے دیر وقت پر ہوئی بوجہ شوہر نے اسکو بھنا یا کہ تم کسی نوع کا درد کرو میں اسکا انتقام
 بخوبی کروں گا وہ آہ سے زندگی بسر کر گا مگر اسکو صبر نہ آیا اس نظر سے کہ میرا نور چشم لڑکے
 کے واسطے جلا وطن ہوتا ہے آخری وقت اپنے حتی الامکان میں بھی سد کروں کیسے قدر آسو
 جو بچوں ہارٹی کو قتل مقرر کیا کیونکہ جب نے اسکے دل کو کون نے اس کے معالجہ سے شفا پائی
 تھی وہ انکی رشتہ ہو گئی تھی جو ہارٹی کہتا ہی کرتی اسکو انیا ہوا خواہ اور دوست صادق
 جانتے خوش دیکھانوں سے زیادہ مانتی غصہ میں ہزار روپیوں کے نوٹ اپنی جیب خاص
 سے ہارٹی کے حوالہ کے کہ یہ تم پر چڑھ کو میری طرف سے دینا آئندہ کے واسطے بھی وعدہ کیا
 کہ چھپکے سے قلم ہو گا سلوک کرتی ہو گئی ایک بعد بھی رچرڈ کے نام اپنے قلم سے
 لکھ کر حوالہ کیا کہ موقع پا کر یہ بھی اسکو پہنچا دینا۔

رقعہ اٹھت جگر و دستان آغوش مادر آقرۃ العین جان کی راحت دل کے عین مجھ کو
 جب تھمادی گود میں کھلانکی اجانت نہالی تو اب دیکھنے کی امید کہاں مگر انی دعا ہو کہ
 جہان رہو خوش رہو خداوند کریم اپنے بغض عیم سے تمکو آہٹ سے بچائے اور دلدل کی ہوجا

جانح المتوفین کوئی ایسا سبب کرے جس سے میرے تمہارے درمیان کا پردہ اوجھٹ جائے
تم ہمارے ملک غیر میں جاتے ہو مگر ہرگز اپنے تئیں تمہارا خیال نہ کرنا تمہاری مشقتوں کی
سوجھ بوجھ کے ساتھ دریا دریا جھگڑا جھگڑا جھگڑا پھر گئی۔ صبح و شام باطل ناکام درگاہ چیب
اللہ عز و اتع بیات میں دست بد عار ہتی ہوں یہ نالہ نبی و دعا سحر ہی بے اثر ہو گئی۔
تم مجھے ملاقات کا ارادہ کرنا مجھ کو خاک میں ملانے کے واسطے گناہوں کی یا کافی پر اس میں
کسی کا قصور نہیں صرف میری خطا ہی جیسا کیا دلیا یا یا میری سزا میری تم میرے پاس
کہتی نہ آنا کیونکہ اس میں میری اور تمہاری دونوں کی جان کا خطرہ ہے۔

ہارٹلی سے اپنے دل کی باتیں کہتا اس کو اپنا سچا دوست ہمیشہ سمجھا جو کچھ تم کو دیکھتا ہوں جس سے
کے تم طلبگار ہو ہارٹلی کے ذریعہ سے مجھ کو اطلاع دینا میں حتی الوسع تم کو مدد دوں گی زیادہ دعا
راہم فرما۔

جب یہ باتیں ہارٹلی سے کہی جاتی تھیں تو میرے جا کر کہا کہ اللہ جہکوا ایک نظر میرے نزدیک
جکر یونہی کو آخری وقت دیکھا دوں گا کہ تمہارا دیدار اپنے جکر گوشہ کی لیکر گوشہ میں نہ جاؤں ورنہ
جہکوا تمام زندگی آرام نصیب نہ ہو گا نتیجہ یہ ہوا جو آپ نے بچشم خود ملاحظہ کیا۔

ہارٹلی نے وعدہ وفا کیا تمام حال رچرٹ سے کہہ دیا رتہ بھی اسکے حوالہ کیا آخر میں یہ بھی کہا کہ
چیتو آنکھیں کھولو۔ اب اس دولت حصہ وراثت کا نام نہ لو گے۔

کیسا ہی سنگدل آدمی ہوتا یہ بیان دردناک سکر موم ہو جاتا غیرت سے کچھ چلایا لیکن اگر کچھ
کہ چرچہ کے دلیر کچھ بھی اثر ہوا ہو تو خط غلط ہے وہ بدستور میرے سر سے کئے تمام قصہ انور سننا رہا
انکھوں سے آنسوؤں کا تار بند ہوا تھا۔ ہارٹلی نے خیال کیا کہ اس وقت زیادہ گفتگو کرنا محض
بیہوشی ہے کہ اور جلانا ہی جھگڑا زیادہ باتیں سنیں گے رنج اور زیادہ ہوگا اس کو اسی حالت میں
چھوڑ کر باہر چلا آیا گھنٹہ بڑھ گھنٹے کے بعد پھر اندر گیا دیکھا تو رچرٹ اسی حالت میں پڑا
ہر گھنٹہ لگا کہ رچرٹ میں پھر تم کو تکلیف دینے آیا ہوں کیونکہ ایک حصہ میری غرض کا
ابھی اور باقی ہے یعنی یہ اپنی امانت مجھے لے لویہ بھی تم کو یاد دلانا ہوں کہ وقت بہت کم ہے
اب تیار ہو کر سب معاملہ سکر مہارا ارادہ ہندوستان جانیگا ہے یا نہیں جہاں کی روانگی
میں صرف گھنٹے دو گھنٹے کی دیر ہے۔

رج پونے نوٹ ہارٹلی کے ہاتھ سے لے لیے مراد بھٹے سے ہارٹلی نے کہا کہ ابھی تک ان کا ہونے آنسو جاری ہیں مگر نوٹوں کیلئے مہاجروں کی طرح باجیہ تمام شمار کر سارویہ کا حساب لگایا گو نہایت آنسو وہ دلی اور ملول خاطر سے رسید لکھنو کو تلم و ٹھٹھا یا گنگا ایک ایک حرف ٹھیک ٹھیک لکھا ایک نقشے کی بھی غلطی نہ ہوئی جیسے کوئی درست حوالہ اس کو دینا چاہیے کہ تاج پربہ سید لکھنؤ کا تاج نہایت معلوم آواز سے کہا کہ اب آپ میری مان کل بیان تحریر ہی سیر حوالہ کیجیے۔ یہ سنکر ہارٹلی استہینا یا جواب دیا کہ ایک ہی بات کا خط جو آپ کے نام تھا وہ میں نے آپ کو دیدیا یہ امر کا غرض تو یہ ہے کہ نام لکھا ہے اس سے آپ کو کیا واسطہ میں تم کو کیوں نہیں لکھا اسکے ذریعے ابھی تجھ کو بہت روپیہ تقسیم کرنا چاہیو اسوجہ سے میں تم کو نہیں دے سکتا

رج پونے نے کہا کہ اگر یہ کاغذ تجھ کو دیدو تو ایک مرتبہ اور دل کو لکھو لوں تحقیق مجھ کو کتنا نصیب اور کوئی شخص دنیا میں نہ ہوگا جس کے مان پانے اسکے اپنا وارث قرار دینا چاہے مگر اتفاق سے میری جان نے آخر کار اپنی محبت ظاہر کی بیشک اس نیت سے کہنا ہوگا کہ بعد مطالعہ یہ کاغذ چاک کر ڈالا جاوے گا یہ بھی یقین ہوگا کہ یہ سارا حال اُسے صرف میری اطلاع کیلئے لکھا ہوگا چونکہ میں اس کا وارث ہوں پس بہر حال اس کا غرض لینے کا چھوڑنا مستحق ہے ہارٹلی نے کاغذ جب بین رکھ لیا اور جواب دیا کہ میں نہایت افسوس کرتا ہوں کہ اسکے ذریعہ تجھ کو ایسا ہی آپ خیال کیجیے کہ اگر اس کاغذ نے آپ کو بہت امیدوں سے محروم رکھا تو اس کے ساتھ ہی آپ کا سرمایہ سب گونہ اٹھا کر دیا اب اگر دنیا میں تم سے بے گھر وں یا ہزاروں آدمی بہترین تو ہیں بھی سچہ لو کہ لاکھوں بلکہ کروڑوں بدتر بھی ہیں بہر حال دیکھو مضبوط کرو یہاں سے روانہ ہو نہ ہوں میں جا کر بہت دولت تم کو مل جائیگی۔

اس بات پر رج پونے نے بظاہر اطمینان نہ کیا گویا کہ نہایت ہی نہیں ہوتی دیر تک خاموش کھڑا رہا پھر کہنے لگا کہ سب سے تم کو ٹیپے یا میں مدت تک ہم سبق ہم طبق رہے ساتھ کھیلے ایک ہی مکان میں ساتھ ساتھ رہے مگر ہماری گلو حراشی سے کیا فائدہ ہوگا کیوں ناحق ہمارا حق تلف کر کے نقصان کرتے ہو اگر مجھے کام آؤ تو تمہارا بھی خاطر خواہ فائدہ ہوگا تم جانتے ہو کہ یہ کیا تھا کہ پاس کس قدر ہے انتہا دولت تھی اگر تم تم کو عدد و قلوبین پچاس ہزار روپیہ تم کو دے دے۔

ہارٹلی نے کہا بندگی عرض چہ خوش پچاس ہزار کی خوب کئی یہ کہہ کر چلے دیا۔

رج پونے نے کہا ایک دم بھر اور پھر جاؤ ایک بات ذرا اور سن لو بھائی پچاس ہزار نہیں

ایک ایکہ سہی سارے اور یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ جسکے ساتھ مجھ کا راجی چاہو سادی کر لو
میں مجھ کا سدا رہا رخصتہ انداز نہو نکلا۔

بارٹلی نے جو ایڑیاں لے لالائی تو کیا کیا ہو۔ تو سخت بد معاش ہو میں تجھ کو ہمیشہ سے
ایسا ہی جانتا ہوں یہ لکھ کر فوراً وہاں سے چل دیا۔

رچرڈ نے کہا۔ اور ہم محض یہ وقت ہو میں بھی مدت سے تم کو جانتا ہوں بعد ازاں دلیں کہہ
وہ تو چارپائی خیر جانے وہ سب سے۔ کیا کیسے معاملہ بن کر ہو گیا اب ہم میں اور ہندوستان
ہیں گو ہمیں چوگان۔

رچرڈ کا سامان سفر تو سب اہل ہی سے لیا رہو گیا تھا اپنی بھی ایک چھوٹے سے جہاز پر
ہو کر چند ہر ایوں کے ایک تہہ گاہ میں پہونچا وہاں ان لوگوں کی سواری کیواسطے ایک
جہاز پہلے سے طیارہ کھڑا تھا اپنا سب لوگ جہاز پر سوار ہو کر اول درجہ ٹرکے دلیں بہت پریشانی
ہوئی لیکن چونکہ اسکی تو ابتدا سے عادت تھی کہ کبھی ہمدردی ہو اسکو خیال میں نہ لانا تھا کوئی
شخص اسکی نسبت سے سو آقا پریشانی نہ پاتا تھا فوراً شاوان خندان اہل جہاز میں جا کر بیٹھا ایک
ہی ہفتہ میں ہر شخص کو بنا بار بنایا یہاں تک کہ ہر اعلیٰ اور اعلیٰ اسکی ملنساری اور خوش مزاجی پر
سراخ ہو گیا مگر اس پہونچنے بھان اور یہی کیفیت پائی جتنے انگریز یہاں تھے جب کسی اجنبی اہل
کو دیکھتے ایسا خوش ہوتے کہ حد سے زیادہ مینوں تک و زمرہ اسکی جا بجا دعوت ہوتی اور لوگ
اسقدر تواضع و تکریم سے پیش آتے کہ وہ غریب لوٹن اور وطن کی محبت بھول جاتا اعلیٰ ہذا رچرڈ کے
ساتھ بھی دیا یہی سلوک ہوا کسی شخص نے وہاں تواری کا کوئی دقیقہ اور ٹھکانہ کوئی ایسا نہ
جہیں رچرڈ کا تشرف نہ لیا تو نہ شک خوب عورتیں چھین چید روز کے بعد وہ جہاز بھی زمین ہارنی تو کر
تھا وہیں آیا مگر اس عہد میں بارٹلی ایک قلیل تنخواہ پاتا تھا اور ملکہ بلمانہ علم عزت و توقیر بھی
بمقدار تنخواہ بھی پس اپنی ملاقات بڑے بڑے اویسوں ہونا محض غیر ممکن تھا مگر وہ تو جبریل تھا
کی ناک کے بال تھے وقت رخصت وہ وہ سفارشی خطوط انہوں نے اپنے اچھا اور حکام کے
نام تحریر کر دیئے کہ دیکھتے ہی لوگ عقیدہ ہو گئے انکا بھی سفر دن میں نام ہو گیا البتہ ایک
قباحت ہوئی کہ انکو رچرڈ کا ساتھ بھجور نصیب ہوا بارٹلی نے بہت پریشانی کیا کہ اس شخص سے
قطعی ملاقات ترک کروں یا بظاہر اتفاق اور باطن میں نفاق رکھوں بادی النظر میں یہ طریقہ بہتر
معلوم ہوتا تھا کہ ظاہر میں ملا اہل باطن میں جدا رہ کر بارٹلی عجب قسم کا ادنیٰ تھا شب روز میں

سبح و عن رہنا دوسرے کثرت کم سخن تھا ہرگز گوارا نہ تھا کہ زمانہ سازی سے کوئی نباوٹ کا کام کرے اس زمانہ میں اتنی اگر نیرمداس میں نہ تھے جتنے اب میں آبادی تھوڑی تھی مہرمنس ایک دوسرے سے واقف تھا انھیں چند معدودا دیوں میں خلا ملتا رہتا تھا ایک کا حلال دوسرا بخوبی جانتا تھا ان دونوں نوجوانوں کی باہمی خشک فریادی دیکھ کر نہایت تعجب ہوا علاوہ برین یہ بھی لوگوں نے انٹرست تھا کہ ولایت میں بہت عرصہ دونوں ایک ہی مکان میں رہتے ہیں ایک ہی ساتھ لکھے پڑھتے تھے تیسرے کشش نے انہیں کہ ایک جلسہ میں دونوں صاحب ایک ساتھ ہونے سے انکار کرتے ہیں اگر ایک چاہتا رہتا تھا اگر ایک چھینا دوسرا اٹھ جاتا آب جانیے فوقے باز لوگ تو غضب کے برستے ہیں جتنی زبانیں اوتی ہی باتیں کوئی کہہ نہتا کوئی کہہ اوتا تاہر شخص اپنی خیالی بلاؤ بچے تاکہ بلا جمی ان باتوں کا مطلق لحاظ نہ کرتا اپنے مطلب سے مطلب نہیے کلام سے سرکاری کہتا البتہ جیروان لوگوں کو زیادہ پسند کرتا جو اسکی طرف داری کرتے یا اسکے مداح ہوتے۔

جب لوگوں نے استفسار حال کیوں سٹے نہایت سنگ کیا تب رچرڈ نے کہا کہ کچھ نہیں اصلیت اس معاملہ کی ہون ہے کہ سارا نسا و رقابت کا ہر ایک نازنین مجھ میں یہ بھی ناشق تھو اور میں بھی اسکا مفتون تھا رفتہ رفتہ اسکو مجھ سے زیادہ محبت ہو گئی انکو ہر رنگ پیدا ہوا جیون جیون وہ مجھے گرمیاں کرتی یہ جل جل مرنے وہ تجھی ہنستی یہ رو دیتی بس یہ سب ہو اور کچھ نہیں گو کہ ایسی ایسی باتوں میں بہت لوگوں کے دل کو تھو ہار ملی کی جانب سے پرکشتہ کر دیا مگر سچ۔

دشمن یہ کہہ چکے تھے یہاں باشندہ دوست + ہار ملی کی روز بروز ترقی ہوتی گئی حکام بالا دست سب اسکی حسن کارگزاری اور دیانت سے خوش رہتے وقت موقع اور ترقی کا وعدہ کرتے بلکہ بہت اس سے ستھڑی و فاصلہ پر ایک جگہ خلیا ہوئی فوراً ہار ملی بہ ترقی دہان بھیج دیا گیا ہار ملی کو اس بات کی خوشی ہو کہ چرڈ سے دوری کا حیلہ پختہ آیا کہ وہ اس سے دور ہی رہنا بہتر جانتا تھا۔

جب ہار ملی چلا گیا تب مدراس میں چرڈ کا کوئی مزاحم کا راتھ اسرار نہ رہا جو میں کیا کرتے لگا معمولی عجب و محنت خلقی تدریجی اور شرارت سے لوگوں کے ساتھ پیش آتا شروع کیا آج تک یہ شخص خلیق با تمیز خود حل عزت تھا اب بد مزاج مدنیع مشہور ہوا اسنے اپنا نام بھی کیتھ تبدیل کیا یعنی رچرڈ ملز کے عوض رچرڈ ملز اس ٹائیم نام رکھا اسکی وجہ اظہار کر چکی فردت نہیں نازنین خود سچ لینگے اس وعدہ میں اسنے عہدہ میں ترقی بھی پائی تھی اپنی لکشتہ سے کہنا ہو گیا تھا اب جو شخص اسکو پوسے نام سے نہ پکارتا وہ ملزم تصور ہوتا

مور و عتاب بھی ہوتا مگر فوج کا کرنل نہایت سخت مزاج آدمی تھا قانون کی پابندی سر وقت پیش نظر رکھتا وہ رچرٹ کی ایک نئے سنہریہ لاکھ سہارے وہ مرغی کی ایک ہی ٹانگ کی جاتا ایک روز اس معاملہ نے بہت طول کھینچا تب اس نے کہا کہ کپتان صاحب میں یہ کچھ نہیں جانتا جو نام آپ کا پروردہ تقرری میں لکھا ہے اور جو رجسٹر ملازمین میں درج ہوا ہے میری نزدیک ہی درست ہے ایک وزیر پھر اسی معاملہ میں گفتگو ہوئی کپتان صاحب کو نہایت غصہ آیا سخت جھجھکائے کہو گے تم کیا جانتے ہو؟ میں نے کہا کرتے ہو جوت بڑھاتے ہو میں اپنا نام آپ سے زیادہ صحیح جانتا ہوں کرنل صاحب نے جواب دیا کہ کپتان صاحب آپ سے فرماتے ہیں ہر شخص اپنا اپنا نام بخوبی جانتا ہے مگر کیا بھی تو ہوتا ہے کہ بعض لڑکے اپنے والدین کو مطلق نہیں پہچانتے بلکہ باپ کا نام تک

نہیں جانتے اگر ان کو بھی اس طرح سہو ہو گیا ہو تو کیا عجب گو کہ کرنل صاحب نے یہ کلمات محض سہل انکاری اور عام طور پر کی تھی نہ کہ طنز کے ارادہ مگر جو کسی غلطی میں تیار رہے گا کرنل صاحب کے کلام کے سننے ہی میں ہو گیا۔ کاٹو تو لہو نہ تھا بد نہیں بد غصہ کی تاب نہ لاسکا کرنل صاحب سے کہا کہ اپنے یہ سخت کلام قبلہ دشنام محسوس میں اس کا جواب آگے زبان خمیر سے دوڑا ابھی ایک سرفلم کرونگا لاکھ مندر یکھے لیکن سنو گائے بس اوٹھے میرے لپکے دودو ہاتھ ہوں۔ دیکھیے کون سرخرو ہوتا ہے؟ کون منہ کی کھاتا ہے۔ آخر کار بود بکھیرا یہ قرار پایا کہ جو جیتے وہ سچا جو ہارے وہ جوٹا۔ کرنل صاحب بھی سلح ہو کر ڈٹ گئے اول کرنل صاحب نے گولی لگائی مگر سر جڑنے خالی تھی جوٹ بچائی دوسری مرتبہ جب سر جڑے وار کی نوبت آئی اس نے تاک کر وہ نشانہ لگا یا کہ کرنل صاحب کا کام تمام ہو گیا نصف چٹانک سیسہ نیلے کے اندر پہنچ گیا مرغ روح پھر پھڑپھڑایا فوراً قفس عنقریب سے پرواز کر گیا۔

رچرٹ نے بدلتے ہوئے کرنل صاحب کو مارا مگر پھر یہ خیال کیا کہ بڑا غصہ ہو گا اپنی فوج کے افسر کو ناحق قتل کیا یہ جرم سنگین اپنے سر پر دیا ہے اب کہیں کانرہا خشک ابلکاراں سرکار معاص میں گرفتار کر لیتے علی الصبح پھانسی دینگے اسی میں ضرور کہ کسی سے نہ کہوں فوراً یہاں سے چلے دن اس خیال سے وہاں سے رفو چکر ہوا اخیر روز تک اس کی تلاش ہی جب کہیں سراغ نہ ملا لوگ تھک کر بیٹھ رہے کہ اب وہ کسی مہندوستانی راجہ کے بیان کیا کرتے انگریزی سے امید منقطع ہو گئی۔

اس معاملہ کو تین برس کا وعدہ گزر گیا۔ ڈاکٹر بارٹلی پھر مدد اس کو واپس آئی کیونکہ وہ جگہ جس پر نرنی
 پار گیا تھا صرف چند روزہ بھی گریہاں نہ کر سکا۔ اس کی ترقی پائی اب پوراپور ڈاکٹر مورچہ اول کا ہو گیا
 اس رتبہ کو پہنچ کر بارٹلی کو معلوم ہوا کہ بیشک مین نے نہایت عمدہ پیشہ سیکھا جسکے ذریعہ سے
 مہارت اور شہرت دونوں نصیب ہو گئی۔ اسکا مطلب صرف اہل وطن ہی کے واسطے محدود و محدود
 نہ تھا اکثر شہر دہلی بھی اسکی شخصیت و تجویز اور دست نشاندہی کیلئے رجوع لائے۔ حالانکہ اہل ہند
 انگریزوں سے نہایت پرہیز کرتے مگر انکی طبابت کے معتقد تھے جب بارٹلی کو ہندوستانی رنجو
 کے دکھاتر جانکا اطفال ہو گیا۔ مقرر ہوا کہ یہاں کی زبان میں سیکھے کہ لہجوں سے بلا وسالت
 غیرے حالات و بیانات کرے اور اور و ساسے غیس متکراتہ پے انہما لگتا مگر بارٹلی غراب سے بالکل
 کہ نہ لیتا اور علاج و دوا کا کیا مان کرتا۔

ایک مندر کڑی صاحب ایک مریض ذی رتبہ کے دیکھنے کیواسطے حکم بھیجا اور ہرکارہ نے اگر کہا کہ
 خبابہ اکثر صاحب کو یہ شخص فقیر و گریہ میں کوئی اسکا ہمسرین سرکار کی خدمت سے ایک کوس کے
 فاصلہ پر مقبرہ قرار مین مقیم ہو نام اسکا حاجی بارک اللہ ہر اسی پیر و نشان سے آپ وہاں
 جا کر ملائی کیونکہ ایسے مریض سے غیس و نذرانہ ملنے کی امید حاجی و حاجی ہے مگر آپ تو اسکی
 پروا نہیں کرتے ایسے لوگ آپ سے واسطے کیا کم ہیں اور پھر آپ تو سرکاری ملازم ہیں۔

بارٹلی نے کہا اس ابن دآن سے کیا مطلب تھا خاتون کیوں گھبراتے ہو میں ابھی جا رہا ہوں
 یہ کہہ کر غیس پر ہوا ہوا اور قراری کی راہ لی۔ اہل اسلام مقبرہ قرار مین اولیا کو نہایت ستر کرتے
 مقدس جانتے ہیں بہت تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔ مقبرے کے گرد فواح باغ با آب تاب نہایت
 سرسبز و شاداب صفائی میں گلزار ارم کا بہتم و جلال و فضاست میں ہزاروں کدیر داغ کنارے
 گناہے آم اور اعلیٰ کے دیخت ایک لخت گل عمارت شگ شمع کی بنی ہوئی گویا سائے میں ٹھہری
 ہوئی گنبد مین مینارے شمار بلند مین آسمان سے باتیں کرتے آدمی کی کیا حقیقت لائیک اس
 نہ مین بر قدم پہنک پہنک کر دھرتے سلسلے ایک عالیشان برادرہ اوھر اوھر چوڑی چوڑی
 حجر و نفوس کے ٹھہرنے کے واسطے قلع و سلطین کے گدارہ کے لیا اہل اسلام اسقدر نذرانہ بھیجے کہ
 جقدر آدمی وہاں جمع ہوتے سب بخوبی کھانا پاتے کیلئے مطلق تکلیف بخوبی دینی و ترویج سے
 بغیر جو کہ بار اللہ مین معروف رہتے حضرت اولیا صاحب کا مزار نہایت صاف و شفاف سنگ مرمر کا
 بنا ہوا تھا۔ ان قبرا میں کثرت روز قرآن خوانی قبر کے چھوڑ دینا پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم

کے بنائے بچہ علیؑ طوا من کمدی ہوئے۔ جب کہی محاربہ جلی مقابل ہوتا تو اس وقت ہر مذہب کے لوگ بندہ مسلمان اگر سپہ سالار و مقامات پر جاتے ہیں نہیں مانتے ہیں خیرات کرتے ہیں نذر و نیاز ادا کرتے ہیں جو لوگ ہان بھورت و دشتان اگر فراہم ہوتے ہیں وہ سب فقیر ہی کہیں ہو سکتے بلکہ اکثر راجاؤں اور بادشاہوں کے جاسوس بھی ہوتے ہیں چوٹے روز فقیر کی صورت بنائے بیہوش رہتے جا بجا ٹکڑے کر کے پھرتے ہیں دنیا کی چیزیں جو بے بین پھرتے ہیں اور آقا کو جا کر ملاتے ہیں۔

بارشانی نے بقرہ کے دروازے پر پہنچ کر حسب نوح بوٹ اوتاڑا لاہر بندہ پا اند گیا بقرہ کے قریب جانے سے پرہیز کیا اند گیا تو چیسے ملا کے پاس گیا دکھا ایک مرد مہذب مولویا نہ صورت بنائے بنی گراہی لٹکائے ہاتھ میں بڑے بڑے والوں کی تسبیح لٹکھا کھٹ پھیر رہی میں لظاہر بہت ہی با دق میں معروف نامک الدینا والعیش بنو بیٹھے ہیں ادھر اودھر دس دس شاگرد رشید بیٹھے ہوئے تلاوت قرآن کرتے ہیں وہاں کا قاعدہ تھا کہ جو اجنبی غیر کفن بقرہ میں آتا ہی ہونا پتھر اس گفتگو کرنا اور لوگ بدستور لے جانے کام میں معروف رہتے جا بجا بوقت ہمارے ہاں پہنچا کسی نے اسکی طرف آنکھ اڑکھا کر نہ کیا وہ ملا بھی جہاں زمین پر بیٹھا تھا وہیں بیٹھا رہی جنبش نہ کی نہ کوئی رسم و عہد و قیلم بجا لایا۔ ہمارے دو ایک بائیں بھی کین گروہ خاموش نہ کیا رہے بدستور تسبیح پڑھتا رہا جب تسبیح پوری کر چکا ایک نے کہا کہ اوپر اڑکھائی کچھ کشیدہ ظاہر ہو کر آئی۔ نہ دیکھا اور کچھ سے ایک حجرے کی طرف اشارہ کیا کہ وہاں جانے زبان سے بولنا اس وقت نہانا گوار تھا اتنے ہی میں وظیفہ میں خلل پڑا جب اشارے سے نہا جکا سر کا بوجھ مال جکا پھر تسبیح رکھائی اور بدستور وظیفہ پڑھنا شروع کیا۔

پہلی اس حجرے میں گیا دیکھا کہ ایک گوشہ میں بوبرا سیر پیر درسی بیٹھا یا دق میں دل لگا ہے جی صاحب بڑے میں عمر جا لیں سر کے اندر بدن سیاہ کپڑے کا قبضہ وہ بھی چٹھا پورا ناٹوٹی اریونکے مانند ہاتھ بھر اڑکھی تگھے میں بڑے بڑے سیلانی والوں کا گٹھا بٹھرتے سے ہف ظاہر کر طبیعت کو لگے ہوئے دامن جبر و استقلال مضبوطی پکڑے بیٹھے ہیں۔

دس میں داخل ہوتے ہی ہمارے لے کہا۔ السلام علیکم یا مرشد بزرگوار مزاج شریف در حقیقت لغوا و تعظیم ہمارے ہوئی دق اور جبہ کے واسطے کہو کہ حاجی صاحب کو کیونکر وہ سن رہے ہیں صاحب نے کہا علیکم والسلام خوش آمدی عزیز محمد بن اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص

جنت میں جہنم رکھو گا ملائک اس سے کہنے لگے کہ یہ آرام تمکو اس تکلیف کی بدولت نصیب ہوئی جبکو تم دنیا میں صبر کے ساتھ برداشت کیا پس صبر کا رتبہ بڑا ہی العفو فرماتا ہو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد از آن بدین نیت طبعت کا حال دریافت کر کے نسخہ لکھا اور نصرت چلتے وقت حاجی صاحب نے ایک انگوٹھی برہمنی کے خندکی لگا کر راجی نے حاجی صاحب کی دستار کو مودب سلام کر کے کہا کہ حضرت برہمن کے غلام احمد مکیا میں ایک نسبت برادرانہ ہے ایک دوسرے کا حق بازو ہم پر دو ہم تر از شہداء کہا جائے تو صحیح اس صحبت میں کوئی کمزوری آپ کے حق اخوت لون مثل ہو کہ خطبہ شریعت

صاحبی - ہمارے خیال کے گہرائی سے انکار کو یہ لوگ تو لیتا ہاں ہے میں ہوں
 رحمہ اللہ میں نے ان کو بھی یہ دیکھا ہے کہ وہ یہ کہہ رہے ہیں

چون رنگ دهنه گوشت یافت نبرد
کین سحر مغرورت پا خرد ببال

پاکستان کی سب سے بڑی تعلیمی ادارہ

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انسان کی تشکیلات کو بنی نوعیت پر طبع و قیادت لینے اختیار کیا۔ اس کی واپس اس کے ذہن و دل کے ہوتے ہیں و دونوں کو ایک ہی شے کے ساتھ میں بنایا اگر نظر انصاف سے دیکھتے تو کوئی انصافیت ہی ورنہ فرق مطلق نہیں۔

ایک صاحبِ روح اللہ تھے میرے منہ کی بات بھین ہی ایسی بیاری جیسی وجہ سے
 ایسے لائقِ توفیق شخص سے ملاقات ہوئی مبارک ہو دی مثلِ ہدی کیچھو دین کر کر اگر اشرفی
 ہتھ لگے تو وہ نہ نا بھی بہتر ہے۔

فقہ کو تاجی صاحب کا مولد ہونے لگا بفضلہ چندر دوزین محبت بنگالی گرو ڈاکٹر صاحب کی
آپ در وقت بدستور قائم رہی مگر آپ کو سررخصت ایک مرتبہ جانے حاجی صاحب ہر او دوسری
غیب شب نظر آئے بالقرین ہاتھ میں نیچے نیچے حالات دریافت ہوئے رزق رفتہ بارشلی کو یہ
بھی معلوم ہوا کہ میرے نزدیک حاجی بی بی بیگم میں ایک طرح سے جاسوس یا بلکہ بی بی با بھی صلح
کرائیے کے واسطے تھے یہی لکھتے ہیں البتہ علمی اور لغات سنی سے شعوم جو آپ سے

اس کام کی واسطے نے زیادہ لائق آدمی ملنا دشوار تھا مذہبی تعصب بالکل نہیں خیالات آزادانہ ورت رہنا نہ تہذیب کے دفتر فصاحت و بلاغت کی نگہری۔

بہر صورت دیکھ کر کوئی شخص مطلق شک نہ لاتا تھا کہ حضرت کس بن بن میں کیا مطلب ہے حاجی کا لشد اکثر تنہائی میں بارہلی سے نواب حیدر علی دانی سیور کی عظمت و شان کی تعریف کرتے بارہلی کو یقین ہو گیا کہ یہ اسی دربار سے کسی کام کی واسطے آئے ہیں اسکے اور صاحبان کے درمیان بنیاد علیہ مضبوط کر رہے ہیں کیونکہ اس زمانہ میں سیور کے معاملات عجیب و غریب حالت میں تھے ایک برائے نام قلع ہو گئی تھی مگر اسپر جانبین سے کسی کو اعتبار نہ تھا۔ اکثر نواب صاحب کی تعریف میں انکے انصاف کے مدح ہوتے کہ باوجود درودا بش روزمرہ جدالی قتال شبانہ روز اولوالعزمی اس شخص نے آجک دامن انصاف ہاتھ سے نہیں چھوٹا ہر معاملہ میں رعایت شدائد نہ ملحوظ رہی یہ سب اسکی لیاقت کا باعث ہو رہے ہیں ہنگام کارزار و کشت خون میں۔ کس نے پرسد کہ جیسا کون ہو مدد اس سے روائی ہو ایک روز بہتر حاجی صاحب ڈاکٹر ہارلی کے مکان پر گئے ڈاکٹر صاحب بڑی تعظیم و احترام سے پیش آئے مولوی تواضعات پیشکش کئے ایک جام شربت کا بھی بلا بلا حاجی صاحب کو نہایت پسند آیا زبان بہاسک سے فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب اے اللہ شربت نے عمر بھر گہری نہیں پیا۔

جی صاحب کو چاٹ لگی ایسا شوق پتھر ہوا کہ اور دو چار پیائے بغیر دیکھ بھانے غل غلط ش فرمائے جب دلیل و حجت آنکھوں میں سرور آیا خوب کھلے اول تو نواب صاحب کی تعریف و تحسین سے دل باندھ دیے بعد ازاں اپنی تعریف کرنے لگے کہ یہ نواب کج گلاہ انجم سپاہ فیض بخش نام حاجی علی اسلام پلایا میرے ہو کہ جو اشارہ کروں اس سے نفرت ہونا اپنی سعادتمندی سے بعید نہ ہو اس قدر میرے احکام کو ماننا ہو اگر انکو کبھی کسی ضرورت سے نواب صاحب کے بارہلی میں جانا پڑے اگر کسی چیز کی خواہش ہو جو اسکے امکان میں ہو تو آپ ہرگز لرزہ اور وسوسہ مشرور و اندامیوں کی سفارش تلاش نہ کیجئے گا کیونکہ۔ ع

شیر قالمین و گرد شیر نینان و گرد گرت

جی کے کھانے کے دانت اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور اسی فقیر حقیر اپنے خادم کو تلاش کیا کہ میں نہ کہیں پھٹے پرانے جیتھر سے لاف و مہونی رہا ہے انکو لجا کر لگا کر آپ کا

حق احسان میری گزینہ از حد ہو جا سکات ہیں ہوگا اس سے دریغ نہ کرونگے
 جلتے جلتے حاجی صاحب نے ہارٹی سے بنا کیدر کیدر کہا کہ ایک تہہ آب میوہ ضرور قشر لے لے
 وہاں کی در السلطنت سری نگار باجم کی سیر نواب صاحبہ کی زیارت کیجئے دیکھئے کس شان و شوکت
 و بدریہ وصولت کا آدمی جو یقین ہو کہ آپ انگلستان کو بھول جائیگا انتظام ریاست لندن
 سلطنت کو دیکھ کر گھبرائیگا کہ اس شخص نے اس قدر لیاقت کہاں سے حاصل کی اگر ایک
 ذری اشارہ ہو گیا تو پھر کیا کہنا دنیا کی نعمتوں کی امتیاز نہ رہیگی تمام عیش و عشرت میں مہر
 کیونکہ کیسے حاجت مند نہ رہے گا۔ ہارٹی نے بھی وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور آؤں گا
 بشرطیکہ ہماری سرکار اور نواب صاحب کے درمیان صلح ہو جائے کیونکہ حکم نرس و فساد
 نہ باقی رہی وقت رخصت حاجی صاحب کے ایک شیشی روغن زیتون مکہ معظمہ کا تبرک ڈاکٹر
 صاحب کو دیکر کہا کہ یہ روغن کثیر الاستفاد نہایت کیا ہے اگر ملتا بھی ہو تو فی الصبح من
 ملتا اور ایک پروانہ رامداری بچھا عجیب لکھا ہوا جب سے نکال کر حوالہ کیا کہ اس کو اپنے
 پاس رکھیے جب سری نگر باجم میں آئے دیکھا عیسے کا پھر شوق سے جہان جی چاہتے
 چلے جائیگا کوئی مزامم اور برسران نہوگا جو شخص ذرا بھی اس کی اطاعت سے منہ موڑے گا وہ
 ننگ حرام تصور ہوگا گردن مارا جائیگا یا تو یہ م ہوگا۔

ڈاکٹر صاحب نے ان عطیات عظمیٰ کا شکریہ ادا کیا تسلیم بجالائے پھر یہ خیال کر کے کہ
 احسان کا عوض نہیں جز احسان

معاوضہ میں چند ادویات مفید حاجی صاحب کے نزدیک کہ یہ آپ پر ہمراہ لے جاؤ دانستہ ایک
 حاجی صاحب کے چلے جانے کے کئی مہینے کے بعد ایک وز عجیب اتفاق ہوا یعنی چند ہزار روپوں کی
 کھینچ لائے ادویات ضروری بھرتی بھرے انگلستان سے مدراس آئے ان لوگوں کے ہمراہ
 بہت سی لڑکیاں بھی تھیں یہ اس غرض سے تھیں کہ مہندستان میں جا کر شادی کا
 حوصلہ نکالیں والد ارشد ہر تلاش کو نہ بلکہ اس نظر سے کہ اپنے عزیز اقربا کو امور طرہ داری
 میں مدد دیں ان کے خیر مقدم میں ایک افسر جلیل القدر نے دعوت کا جملہ کیا سب دست
 احباب کو طلب کیا ہارٹی بھی اس جلسہ میں گیا یہ جلسہ تقریباً چھ بجے خاتم
 یہ تھا کہ صاحب خانہ کو اپنی تین نو جوان برادر زادوں کی جو اسی جہاز میں وطن آئیں
 نصین شادی کی فکر تھی چاہتا تھا کہ حیدر علی ہو اس بارگراں سے سبکدوش

جو چاکو اس جلسہ میں شاہد کوئی پسند آجائے اس غرض سے وہ افسر تو الگ بیچا ان دنوں کا
ایک حسد سے بلیوہ گفتگو میں اپنا دل بہلا رہے تھے اور صبر نوجوان لڑکیاں تازہ
داروانی فکر میں مصروف جہاں تک کر رہی تھیں لیکن مزاجوں پر محروسہ ذوال بین
تھیں جو کھارہ لی بھی نوجوان شکیل لائق ذی فہم بالدار اور تہور ناگھڑا تھے یہ بھی
باہر اطلب کئے گئے مگر انکو کیا یہ تو شب و روز اور یہی فکر میں رہا کرتے تھے دل کہیں
اور یہی رہتا تھا۔

اس جلسہ میں دو شخص جو بارہی کے قریب بیٹھے تھے آپس میں گفتگو کرنے لگے ایک نے اٹھا
بیچا نہ اس پر یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارا ہی قلم چان بیچا ان شل مال غیر فروخت شدہ پھر اٹھ رہا تھا
بارہی نے بھی اس ملک سے اس سال ان ملک کے رہنے والے ہیں وہاں سے اس سال سے اس سال سے
کے میں تاروی و نہ سیر فلان اپنا حقہ نہیں کھانے شرف گلستان کا کیا ہے کیا جا رہا ہے کیا
ماری تو رہے ہیں اسے شہید کیا ہے اور کیا کھانے سے بچے ہوئے ہے سوچے تاج مریع رکھی رہے
وہ بھی کہیں کہیں ہی ایک مہندستان کی صورت لہو لہو کا پتھر ہے پتھر کے کچھ ہی تھوڑے
سے مدد پر شانہ سیر کو کہہ رہا ہے کہ شاپ سے کچھ روز گزرا تھا چاہے چہرہ یہ نہ رہا ہو تو بھی
سے وہ کہہ رہا تھا کہ ہمتی پر سہ سے جانا جھک کر سلام یا ادب سے سلام کرنا بہت اچھا ہے
رہ کی اس کے ساتھ ہی نہ بھی کیونکہ ایک نہایت افسردہ جہاں کا گیناں میں سے
ہیں خود پر تازہ سے اس وقت سے کام لے کر اعلیٰ نہاد درجہ اس کی تانی کرنا بہت
حال دیکھا انکو بارہی نے دیکھا تھا۔

لڑکار بارہی نے بیباک ہو کر انکو گون سے دریافت کیا کہ یا رب بڑے خداوری
نہ تو یہ کہہ گوت ہیں۔

نہ تو یہ جواب دیا۔ گیا خوب بارہی میں سے گھر میں رہا جو نکمے ہی رہی ملک
اسلمان شکوہ ہو اسکا ٹیڈ کے ایک رئیس کی بیوی پر پانڈی چہری میں اگر اسے
بہ فریسی جلی افسر مان ٹرول کے ساتھ شادی کی خدا معلوم یہ شخص فریسی تھا یا
فریسی کہ کا پانڈی چہری کی فتح کے بعد یہ میان بی بی۔

بلکہ تمام تھا کہ دفعاً ڈاکو صاحب اوٹھ کر کھڑے ہوئے اور انکے پیچھا کر لے کر اس
کی طرف دیکھنے لگے تب اس شخص نے کہا ڈاکو صاحب انہی کا غضب کرتے ہیں

خوری ہوش میں نینے۔ تب اسوقت میں کہاں۔ ایک ذریعہ سے بن ابھی انکی گردن
 غائب جاکر۔ کال ہا بر کر دیے جائیگا مگر ہارٹلی نے خاکے سنا اپنی کرسی سے اٹھ کر دیوانہ
 و بیکہ طرف لپکا۔ ان لوگوں نے اپنے دلمین کہا خدا خیر کرے کیا کراٹر صاحب
 کچھ تھا اس کہہ گئے ہیں یا پاگل ہو گئے ہیں۔

فی الحقیقت اسوقت ہارٹلی اپنے ہوش و حواس میں نہ تھا جموقت وہ لوگ اس عورت کا
 حال بیان کر رہے تھے ہارٹلی کی سمجھ اوسط تھی مگر ایک اسکوٹک بھی موت
 نظر پڑی جو اس ملک کے قریب آٹمین بھیجی ہوئی تھی انکھ پڑنے ہی پہچان لیا کہ یہ تو وہی
 ماہ پیر شک قبر پر جسکے بدولت میں جلا وطن ہوا یعنی مسیحی ڈاکٹر کرسٹف تھا کی صاحبزادی
 جس رشک یوسف آنت روزگار کا میں ایام طفولیت سے بہنہ راجان خریدار رہا۔ مگر
 یہ حیرت تھی کہ یہ الہی کہان انکھستان کہان ہندوستان کہا وہ ملک غف و عصمت کجا بیٹو
 محبت یہ بیان کیونکر کی اس خیال سے جو میں اگر انکی کرسی پر سے اٹھتا کہ نہ ریاقت نہ راجا
 نہ یہ کیا معاملہ تھے اس محفل میں کیونکر جگہ پائی گئے تھے راہ آئی جب وہ پہنچا اسکا تھا
 لٹکا کا کہ تو درحقیقت وہی مگر اسوقت جان پوچھ کر انجان لگتی تھی سے بات تک نہیں کرتی تھا
 نہ پوچھا کہ کون ہو کہاں سے آئے ہو مگر ہارٹلی نے اسکی معنی اشارہ کیا کہ اسوقت یہ
 کچھ نہ کہو۔ ہارٹلی یہ اشارہ سمجھ گیا اپنی عجلت سے نہایت حاد ہوا اب ناگہان بڑی جرات
 نہ پیچھے ہٹنے کی طاقت۔ جہاں تھا وہیں مثل تصویر کھڑا گیا اتنے میں اس سکھ نے چین
 بر جبین ہو کر زبان انگریزی میں کہا آپ تو خوب تھے شاہ بہان چلے آئے ہو تھے کیون
 نہیں جی۔ آپ کے منہ میں زبان ہے یا کوئی چور لایا گیا۔

ہارٹلی۔ ازراہ ہندو نوازی میری گستاخی معاف فرمائیے جسے اسوقت نہایت غلطی ہوئی
 ایک ہر ابو عین ایک شخص کو دیکھ کر محکوم اپنے ایک پرانے دوست کا شک ہوا میں یہ
 سمجھا کہ شاید وہی ہو۔

ملکہ لوگ متحدہ نام ہارٹلی بتاتے ہیں لیکن میں تھو مطلق نہیں پہچانتی نہ وہ شخص
 محکوم دیکھ کر محکوم اپنے دوست کا شک گذرا تھا محکوم پہچانتا ہے۔

ہارٹلی۔ بے شک۔ آپ کا فرما بجا ہے محکوم اپنی خدمت میں نیاز حاصل نہیں
 گزرا جواب کے پہلو میں۔

اتنے بن مس بنی نے پھر اپنے لب پر انگلی رکھ کر اشارہ کیا۔ یعنی اللہ اس وقت چپ رہو اپنی پہچان نہ لگاؤ اور ناحق پانی میں آگ نہ لگاؤ۔ یہ عالم ہارٹلی نے دیکھ کر کچھ بات بنائی۔ اس واقعہ کو اس طرح پر نام کر کے غدر و بغاوت کیا ادب بجا لایا اور اپنے پاؤں پھر کر پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ مگر حیران و ششدر۔ سرسبز و مضطرب منہ پر وہی بیان اور نے لکھیں مگر کہتا تھا کہ یارب یہ کیا غضب ہے بن اس وقت خواب میں ہوں یا بیداری میں ہے

فست تو دیکھنا کہ کمان ڈٹی سے کمنہ

دو چار ہتھ جبکہ لب بام رنگہا

بختے نہ کہ بادوست در آویرم من

پاسے نہ کہ از میان بگریزم من

لاچار پھر اٹھیں لوگوں سے بات چیت کرنے لگا کہ ہاں باقی حال بھی کہ سناؤ یہ بتاؤ کہ یہ ملکہ در حقیقت ہے کون۔

چٹلر۔ بے کراں۔ ہی ملکہ باسیلمان شکوہ اور کون

ہارٹلی۔ بھلا وہ دوسری بری حال جو مثال اسکے قریب کہہ رہی ہے

چٹلر۔ برابر تو ہیں۔ اگرچہ کہتے تو بجا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ وہ جو مثال ہے زمین بھی

نودیکھوں کیسی ہے۔ یہ کمر نیک لگا کر دیکھنے لگا۔ اسے یار یہ تو فوراً کہ نظر آتا ہے ہلاکی

حسین و غضب کی جنوں ہی ہر تیر نظر جگہ کے بار ہوتا ہے۔

ہارٹلی۔ یہ تو سب کچھ لیکن یہ تو بتاؤ کہ یہ ہے کون۔

چٹلر۔ میری وراثت میں یہ ملکہ کی سہیلی ہوگی یا تو وہ اسکو اپنی اولیتگی اور چاہوگی

واسے لائی ہوگی یا کسی ہندوستانی راجہ کو بطور تحفہ ولایت مقرر کر کے بھلا چرخ ڈاکٹر

صاحب اپنے کسی ملکہ ان فریڈل کا نام سنیں سنا۔

ہارٹلی۔ آپ جانتے ہیں کہ بن مدت سے ہر درخت میں رہا ہوں خاصہ مدد میں

رہنے کا اتفاق بہت کم ہوا۔

چٹلر۔ خبر جانے دیجئے۔ یہ عورت ایک فرانسیسی جنگی افسر کی بیٹی تھی مگر اب بیوہ ہے اس کے

خوہر نے کسی قلعہ پر قبضہ کر لیا تھا اس حیلہ سے کہ بن کسی راجہ کی طرف سے قلعہ دار ہوں

وہاں بیچکر فوج بھرتی کرنے لگا قریب ہوا کہ ملک پر قبضہ ہو گیا اپنی اختیاریہ تحصیل و

وصول کرنے لگا بعد میں اسے تین خود سر مشور کیا مگر نواب حیدر علی والی میسور جب یہ خبر پائی فوراً اسے قلعہ پر فوج کشی کی کہتے ہیں کہ اس عورت نے سارے کوسے وہ قلعہ نواب صاحب کو دیوایا۔ والد اعظم چرخچہ سے پاؤں دیکر انوار ایسی ہی مشور پر علی انصام اسکے شوہر کو لاش قلعہ کی فیصل پر فوجی ایک بہ بھی مشور کر کے ہیں کہ اسے نواب حیدر علی سے فوجی تحوہ کے بدلے بہت روپیہ لیا جائے اور وہاں بہت بھریں مشورہ میں چونکہ وہ حیدر علی کی نہایت مددگار تھی اس لیے اسے ایک مشورہ دیا کہ وہ اپنے کو نواب صاحب سے ملے کہتے ہیں جب تک اسکا تعلق بہت ہو رہا ہو میں حاضر رہتا ہوں جب تک کہ بہت سے سر کو چلی جاتی ہے کہ اسکا اثر ختم اور اسے نہیں ہوتا یہاں کے لوگ سب اسے مددگار ہیں تعظیم و تکریم کرتے ہیں کو باطن میں سب جانتے ہیں کہ یہی نواب صاحب نے اس سے کچھ روپیہ بھی نوٹس لیا ہے اس لیے یہ نواب صاحب سے نہیں بگاڑتی سو اسے اس کے جتنے میسر آتی ہی باتیں اور اس کے حال میں بہت عجب عجب حاشے چڑھتے ہیں۔

ہار علی یہ تو خوب قصہ کہنے کا ہے۔ مگر وہیں نہایت مشدد ہوا کہ بالو اس میں کیوں کر یہاں آئی اور اسے بچہ میں بھی اسے میں ایک میجر صاحب نے اگر کوئی کہہ اسے صاحب انکو سب نفیت اچھی طرح معلوم نہیں ہوتی حال جسے سننے یعنی آپ کا قدیم دوست مشر ششم بار جرڈ۔ نام کی تھوڑی بھتیجی بہت نہیں اس عورت کا بڑا دوست ہے اور اسکی فوج کا افسر ہے اسے حیدر علی نے نواب صاحب کی فوج میں بھی کام کیا مگر ایسی ایسی باتیں کہ وہ اس سے ظہور میں آئیں جیسے یہاں سے اسے اب وہیں رہا ہے اسے اب وہیں رہا ہے جو میدان جنگ میں گرفتار ہو گئے تھے وہ اسی کے سپرد کیے گئے اس سے یہ ظفری نہایت بدسلوکی سے پیش آتا تھا میں بھی اٹھیں۔ یوں میں تھا اسکی باتیں یاد کر کے دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

ہار علی۔ سہلایہ تو بتلاؤ کہ اس عورت کو بھی اس سے کچھ سروکار ہی نہیں میجر صاحب۔ افواہ تو ایسی ہی کہ کسی نے اٹلی تعریف میں کہا ہوت

ازل سے یہ چوڑی ملتی تھی ہے
پر اسکی سامنے وہ اسکا پارک

ہار علی کو اب یہ بارہ سننے کی تاب نہ رہی کھ افوس ملنے لگا آتش غضب تو بچے جانو گناہ

بس مہنی کے حق میں اس عورت کا ساتھ نہ مل سکا بلکہ وہ دیکھ کر انجان کیا ہوتا تو اس عفت شناس
میشہ ناموس بے شک شکم سے کیونکر محفوظ رہتا تو۔ بھانسنے کا راستہ سوچنے لگا اسی اوجھڑ
میں تھا کہ ایک شخص نے آکر اسکی پیٹھ پر آہستہ سے ہاتھ رکھا اسنے پیچھے پھر کر
لیکھا اسنے ایک پرچہ کاغذ اسکے ہاتھ میں دیا اور رخصت ہوا اس پرچہ پر یہ الفاظ
لکھے تھے۔

اگر کسی مکان ٹریڈول رام سنگھ کی کوکھی محلہ بلیک ٹون۔ دوسری جانب پرچہ پر دو
ون یہ لکھے تھے۔ وقت صبح آٹھ بجے۔

موجودہ عفت شری ہارٹی کی باچھیں کھل گئیں نہایت خوش ہوا کہ یہ صرف ملاقات کی اجازت
انہیں ہو بلکہ وقت معینہ پر طلبی ہو بعد رات اُن نمازین مجہبین کی صورت تجلیہ میں دل
کے خوب دیکھو لگا اُس آتشین رخسار سے آنکھیں سینکونگا اس سرخیل خواتن جہان
سردھم سے خدمت کرونگا نہ ہے طالع نہ سے بخت

کا افسانہ خوب جاگتا ہے جسے راہ عشق میں سردیا ہو جان بیکریہ سودا مولیٰ لیا ہو۔ یہ
خیال آیا کہ اگر وہ حقیقت اور سکو کسی نوع کا خطرہ ہے جسکا سردست بھگوان شہداء قوی
واسکو کسی اور صلاح کا یہ محافظ کی ضرورت ہونگی میں خود کافی ہوں تاہم یہ بقال وطن
یہ سہا تھا کہ کسی محترم سے اسکا حال دریافت کرنا چاہیے کہ اسنے انیس گھنٹیں آج
کون کون لوگ میں اور وہ حقیقت کیسے میں رجن غصوں سے پہلے قال متا تھا ان کی بیان
ل اعتبار نہ پایا اور انھوں نے اسی تباہی اوٹے پلانک جو جی میں آیا ایک دیا خدا جانے
لیہو یا صبح ہو ایک حق و سر فطی انکی گفتگو کا اعتبار کیا اسی خیال میں تھا کہ اسنے میں
اور ڈاکٹر صاحب اشرفیہ المائے السنہ اور ہارٹی سے کسب قہ۔ قمارت بھی تھا یہ
نہا نہایت سلیم الطبع اور ذی علم مشہور تھے فکر تائب اور اسے صاحب کھتے تھے
دیکھ کر ہارٹی نہایت خوش ہوا کہ اب مطلب براری ہوگی بعدہ حل ہوگا سمولی سلام
اس کے بعد دو ایک ادھر اور دھڑکی باتیں ہوئیں گھوم گھوما کر ہارٹی بگور بر مطلب
ملکہ کا ذکر چھڑا اور بابت کیا کہ اسکیل صاحب آکھو تو خوب معلوم ہوگا براہ نہایت
و پھی آگاہ کیجئے یہ تلماسیے کی عورت کس قماش کی ہو کہ رنگین مزاج ہی یا یونین
نیل صاحبے نہیں کر جواب دیا کہ آپ ناحق ہے کیون اور تسمہ میں ہم تم سب ہندوستان

میں آئے ہیں تو اسی غرض سے۔ وطن چھوڑا تو اسی مطلب سے۔ رنگین طبع کون نہیں اگر اس
مکانے کیا تو کیا برا کیا۔

مار علی۔ جبکہ اسکی وضع اور لباس سے اول ہی معلوم ہو گیا تھا کہ گجرات عورت کی ذات
کچھ یہ سہا سہیا نہ حرکات۔

اسٹریٹ۔ جس عورت نے فوج کی افسر کی کیا وہ عورت ہی بنی ہوئی یقین مانئے کہ اگر
یہ جائے تو بڑے ایریکہ کے ساتھ غلامی ہو سکتی جو حد ہوا ابان بن۔
مار علی۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اسنے اپنے شوہر کا قتل و قتل سے سازش کر کے نواب
عیدری نے حوالہ کر دیا۔ تو یہ۔ عورت اور شوہر کے ساتھ یہ سلوک

اسٹریٹ۔ یہ مدرس کی غیب و ور نہ اصلیت یہ تو کہ اپنے شوہر کے قتل کے بعد اسنے
مدت تک غلامی کی نگہانی کی آخر کار جب صلح ہو گئی تب اسنے غلام کے لوگوں کو اندازے دیا
نواب حیدر علی اسنے تین حاتم دوران و نوشیروان زبان سمجھے ہیں اگر خدا بخواتین کو یہ
نوعدہ کرے تو اسکا عرف نواب صاحب کھور بارین برگر نہ ہوتا۔

مار علی۔ ہاں صاحب آپ صح فرماتے ہیں میں نے بھی سنا ہے کہ اسے اور نواب صاحب سے دوستی ہو۔

اسٹریٹ۔ یہ بھی بارہ لوگوں کا فقرہ ہے حق ناحق کی تمت ہو نواب حیدر علی بڑا معصوب
مسلمان و نہایت دین دار پابند صوم و صلوات مشہور ہے عیسائی عورت سے برگر ہٹاک
زیادہ نہیں کر سکتا اگر واصل وال ہیں کچھ کال ہوتا تو ہمک صاحب اس رتبہ کو ہرگز نہ
پوچھتیں اور بارہ لوگوں کی تو کتنی نہیں جو چاہا غیب اور آدمی کیا آپ نے نہیں سنا کہ رچرڈ
ٹرناس اور اس عورت بچا رہی کی نسبت بھی ایسی ہی خبر مشہور ہو ان سے تو انسان
لاچار ہے۔

بارٹنی نے تجھ کر کہا کہ کیا یہ خیر بھی غلط ہو۔

اسٹریٹ۔ جی ہاں غلط نہیں تو کیا صحیح بھی ہو نہ ان البتہ اول سے ایک دوسرے کا
روشناس تھا آپ جانئے دونوں ایک ملک کے تھے نہ تھے نہ بدت ان میں اگر ملاقات
ہوئی کسی قدر ربط مضبوط نہ یاد ہو گیا باقی بارہ لوگوں کی بناوٹ پر میں سمجھاؤ کہ آپ
اور چرٹ سے کچھ مشورتی ہو گئی ہو گی کہ یقین ہو کہ آپ یہ خبر شکر نہایت خوش ہو گئے
کہ اب انگریزی سرکار سے پانچ لاکھ صفائی ہوا چاہتی ہو۔

ہارٹی۔ بیج

اسٹریٹس۔ بیج ہاں۔ وہ پورا معاملہ پایا آدم کے وقت کا تھا کہ اگرچہ اصل صاحب کا قتل کرنا
ہاں کیلئے جو فیصلہ ہو گیا کیونکہ یاد بھی نہیں ہو اور فی الحقیقت اگرچہ اس سے خفا و عظیم سزا
ہوئی تھی مگر اس کے ساتھ یہ بھی ہو کہ اس نے اپنے غصے میں یہ فیصلہ دیا تھا

ہارٹی۔ خیر وہ معاملہ جانتے نہیں ہیں مگر یہ تو ایک دفعہ ہو گیا تو اب حیدر علی علی بیو
کی نوکری کرتا ہوں تو یہ تو اس کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آیا۔ سب باتوں پر بھی کیا پالی ہو
جائیگا۔

اسٹریٹس۔ جیسا کہ میں آپ کو اپنا دوست قلمی بنا کر لکھ رہا ہوں بات بتاتا ہوں مگر
کسی اور کو نہ لکھا جاوے گا تو اب حیدر علی کی وارسلطنت یا چھوٹا سلطان کے لشکر میں رہنا
بہ نسبت انگریزوں کے ہونے کے زیادہ بہتر و ہاں وہ اس کی فکر میں کر رہا ہے کہ کیا جانو
دانوں کھاتے ہیں جو قیدیوں کی بدسلوکی کے بارہ میں جو آپ نے فرمایا وہ بھی حق بجانب
اسکے ہو اسکی مطلق خطا نہیں تو اب صاحب اس خدمت کیوں اسکو مجبور کیا تھا اگر
عدول تھی کرتا تو بیچارہ جان سے ہاتھ دھو بیٹا کیونکہ اب صاحب کا حکم ہے کہ جو حکم عدلی
کے لیے فوراً تو پدم کیا جائے پھر بھلا وہ کیا کرنا اسنے خود مجھے کہا اور مجھے یقین بھی ہے
کہ اسنے اس خدمت کو خصوصاً اسوجہ سے پسند کیا تھا کہ ظاہر میں ہندوستانی نوگوں
کے سامنے وہ ہم لوگوں کی رہنمائی ناراض ہوتا تھا بدزبان سے پیش آتا تھا مگر باطن میں
اعانت کرتا تھا لیکن نادانوں کو مطلق نہیں سمجھتے تھے ناحق کا بیان دیتے اور بہت طاقت
کرتے تھے اور وہ خود بخود ایسے نوگوں کو تسلیم کرتا تھا کہ ان کے دشمنوں کے دشمن کسی نوع کا شک یہ
پیدا ہوا اگرچہ لیکن یہ تو وہ نوگوں سے نہ پڑا تھا کہ وہ بھی تمہارے کام کی تائید کرتا تھا
اگر قیدیوں کو نااموش نہ ہو تو وہ اتنی بہت مدد کرتا تھا کہ خود قیدیوں کو کہہ دیتا تھا
اسکی خدایان کا شکر یہ مدراس میں ہو چکا ہو اگر تھکے۔ یہ سب باتیں اپنے دل میں رکھنے کا
کسی سے نہ کہہ گا۔ ہنس کی عرض۔ خدا حافظ

یہ برعکس خبر تک ہارٹی کو اور بھی دیم پیدا ہو جائے کہ کپتان کے پاس بیگ صاحب کے
قریب کھڑا تھا اگر حالات و ریاست کو دیکھ لے گا۔ خدا حافظ اور غفلت کو تو نئے نام
ہو اسنے جہان پر آئیں یقین کہ سب کے ہاں ملتی ہے اپنے محبوب مطلوب کا نام نہ پھر اسنے

در یافت کیا کہ خوب باور کیجئے کہ کوئی اور عورت سوا ان کے جسکے نام آپ نے لئے آپ کے جہاز
میں آئی ہو کیا نہ ہر سہنہ بہت غور کر کے کہا۔ ہاں ہاں ایک اور نوجوان نہایت حسین
مرد تھا جس کا یہ کہ ساتھ آئی ہو وہ نہایت حلیہ شہ۔ نیک سیرت لڑکی ہے
خوب چہرہ دار، خوشنور، کمر میں کسی پتھر جیسے گہرے لٹکری کے واسطے آئی ہو۔ خوب بو اگر یہ
لٹکری لڑکی لگے جاسکے۔

اس بیان سے بھی ہر ایک نفی مٹاتی تھی۔ یہ سب کچھ جان رہا لیکن خیال کیا کہ یہ جتنی
کسی سے غلط ہوگا جب تک خون اس سے نہ نکلے۔

دوسرے روز وقت بعینہ پر ہارشی اس زمانہ کے مکان پر پہنچتے پہنچتے پہنچا۔ اس
مکان میں ایک مکان موسیٰ بن داؤد بن بیکر نامی لڑکی کو اسے خالی کر دیا تھا۔ اسی کو لٹکی
میں بیکر صاحب نے لٹکڑوں، خاک، زہر، بیکر کے مقیم تھیں۔ ایک لڑکا اس نے ہارشی کو اندر
بیکر لڑکے میں بٹھا باخود اندر داخل کیا اسے چلا گیا۔ ساتھ ایک پائین بارغ نہایت نفیس
تھا۔ ہر قسم کے خوشبودار۔ بھونکے درخت پر چڑھ کر ایک حق مصفاہ نوارہ سے پانی اچھلی
اور چنگر دوسری جانب سنگ مرمر کے خوف میں گرنا تھا۔ اسے پانی جا کر بٹھا۔ ٹپٹے ٹپٹے
آگشتہ باقو کا وہاں آگیا۔ ہر قسم کے جہازات سے دلی خبر کیا ایام طالب علمی کا سارا
سونا آگہوئے روبرو آگیا۔ آتش چھان بیکر کے اچھی یہ شہ عشق جو اپنا ہر روز دینی
تروڑت بین بوشیہ تھا سر بلند ہوا۔

تھوڑی دیر کے بعد باقو کی بہت معلوم ہوئی۔ اچھا۔ اچھا۔ نو دیکھا کہ خور بیکر نامی لڑکی
علا یہ تشریف لاتی ہیں۔ آتے ہیں۔ پٹنی سے کہا کیے آپ کہاں تشریف لائے کیا مطلب ہے
کل تو محض میں آگئی زبان چوری ہو گئی

ہر لمحہ نہایت مہذب ہو کر سامنے کیا اور کہا۔ ہر روز خدمت میں اس زمانہ میں ہم جو کہ آپ کے
ہر دھن کی بات کہہ آتے ہیں۔ ولایت میں جبکہ آپ کی خدمت میں گاہاں تشریف حاصل تھا بہانہ
بھی خدمت کی واسطے آیا ہوں۔

بیکر۔ میں آپ کی نہایت خدمت ہونی مگر سر گریے آج مکان میں نہیں ہیں۔ میں ہر روز کے
واسطے باور کیجئے ہیں آپ کا مطلب ہے کہ جاتے جاتے میں کہہ دینی
ہارشی۔ کتنا غی معات۔ وہ دیکھیں مگر سے خود تشریف لائے ہیں۔

سنا ہی گوانے دیکھ کر بیگم صاحب نے فرمایا۔ پیاری یہ کیا کیا تم سیر کو نہیں گئیں جیسا کہ میں ابھی اس شخص سے کہہ رہی تھی۔ خیر نہ سہی۔ یہ صاحب بظاہر نہایت شریف اور چٹے آدمی معلوم ہونے میں کہ ہم لوگوں کی خیر و عافیت دریافت کر نیکو بہانہ دے کر آئے مگر یہ ان فضل ایزدی سے کسی شخص کو کسی قسم کی شکایت نہیں ہو پید ہی وغیرہ کا نام نہیں آپ ان سے علاج پر ہی کر کے انکو رخصت کیجئے۔

س گرے۔ نہیں بیگم صاحب۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو تجلیہ بن دوچار باتیں کرنا چاہتی ہوں۔

بیگم صاحب۔ ایسا یہ تجلیہ چہ معنی دار۔ ہرگز نہیں میں کہی اجازت نہ دوں گی غصہ خدا۔
۱۔ نوجوان مرد اور حین عورت میں تجلیہ سن گفتگو۔ بھلا کون پسند کرے گا جو سو کا گیا ہے گا نہیں نہیں ہرگز نہیں ہو سکتا خصوصاً میرے مکان میں۔

س گرے نے نہایت ہونے میں سے کہا خیر آپ کے مکان میں نہ سہی باہر سہی۔ آنے رٹلی صاحب ہم اور آپ باغ بن چلیں اور بیگم صاحب اگر آپ کے ملک کا یہی دستور ہے تو آپ دور سے بٹلر غور دیکھتی رہیں یہ کہہ کر ایک کھڑکی کی راہ سے باغ میں چلی گئی۔ بیگم صاحب اس کی سنجیدہ مزاحیہ دیکھ کر نہ تانکی رہ گئیں آخر کار ناراض ہو کر اندر تشریف لی گئیں رٹلی یہ عالم یہ قریب یہ گفتگو یہ جرات دیکھ کر نہایت حیران ہوا میرا اس ملک میں اتنا ہونا ہی کیا میاں کی پابندی لازم ہو تاہم یہ تو مجھے نہیں ہو سکتا کہ اپنے قریب ہوا خواہ کی بات جیت ل خوش نکردن بشرطیکہ اس کو ناگوار نہ ہو۔

رٹلی۔ میں بہر حال خوش ہوں۔ کسی حالت میں تھک و دیکھوں گوا جکی ملاقات ایک عجیب قسم ملاقات ہے میرے تو ہوش اوڑھ گئے کہ یہ ماجرا کیا ہو۔ اب یہ کیسے والد ماجد کو خیریت ہیں۔

شکر س گرے۔ نے رومال انکوونیر کھا آنسو ڈیر یا آئے کتنے لکھو وہ تخت میں آرام یہ ہے میں جب سے تم لوگ۔ او تم کو چھوڑ کر چلے آئے انکی کرٹ گئی تہا ہٹے ایک تو منیفی کا لہ دوسرے بے یار و مددگار۔ دن رات کی محنت و مشقت برداشت نہو سکی خیر و ز تک یہ ہے کہ آخر بڑا چڑھے آپ جانے نہ وہاں کوئی حکم تھا نہ کوئی قلیب تھا خود ہی مر لیں

خود ہی معالج نہ جان بھی تسلیم ہوئے ہار ملی صاحب بن دیکھتی ہوں کہ آپ کو بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بیشک جتنا سچ کر دیا ہے وہ ٹکڑا بھی جان سے نہیں چاہئے تھی تو فرزند کی طرح ہاتھ سے
ہار ملی۔ افسوس صد افسوس۔ گو میں کہتا ہوں چاہتا ہوں مگر کیا کروں۔ ع
میں تراود چہ کف انچہ در آوند دل ست

افسوس کیوں وہ غصہ ایسی بلا میں گر گرفتار ہوتا کیوں تنہائی موتی کا شتم اسکا گلا میں
گر تم کیوں۔

میں گھر سے نے قطعہ کلام کر کے کہا۔ آپ یہ سوال عبث کرتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں ع
پیشانی سے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے

کھلک تقدیر کی تحریر کو کون مٹا سکتا ہے۔ شیت۔ یزدی۔ میں کسکو چارم ہو بہ حال فرماؤ
ہماؤں ایسی باتوں کے یاد کرنے سے بچو سچ اور کیا حاصل ہو۔ شیخ ہار ملی صاحب۔ اگر میں
ایسا بھی کر گزرتی اور مجھ سے ساتھ شادی کرنا قبول کرتی تو تم ہی انصاف کرو کہ یہ بجا ہوتا
یا بجا دل تو دوسری جانب لگا تھا قبول یہ فعل کیا نہ ہوئے وہی پیشانی ہوتی کہ ایک کو سائی
دوسرے کو بدھائی۔

ہار ملی۔ خبر باشد۔ مگر میں یہ تو بتلاؤ۔ لحد معاف کرنا۔ وہی بے تکلفی کا پیر نام اتیک
زبان پر آجاتا ہوتا گزشتہ کی۔ رہ رہ کر یاد دلاتا ہو۔ ہاتھ میں گھر سے تم یہاں آئیں کیونکہ
اس بگ کا اور ہمتا اساتذہ کیونکہ ہوگا۔

میں گھر سے۔ یہ نہ پوچھو۔ ناگفتہ بہ۔ جیسی امید تھی یہ ویسی عورت نہیں ہو تاہم اس کام کے
واسطے جو میں نے سوچا ہے مجھ کو واجب نہیں کہ کیسی ساہرہ سم غیر ملک کے چال چلن پر اعتراض
کروں یا برا کہوں جو جب ہو دیا کرے اتنی خیریت ہو کہ وہ میرے حال پر مہربان ہو اور

میں تو غریب

اتنا کہہ کر کہ لیا گئی آنکھ بھی کر کے کہا غریب دوسرے شخص کی حفاظت میں رہو گی۔
ہار ملی درو کھڑائی ہوئی زبان سے) رچرڈ ٹٹاس کی حفاظت میں؟

میں گھر سے۔ اس سوال کا جواب میں مذکور ہوئی آپ خود عقلمند ہیں سمجھ لیں گے مگر انجی
مذہب میں تو خلاف بیانی حرام ہو بنا کر بات کہنا یا غلط کہنا تو جانتی ہی نہیں خبر غلط
کیا کیا۔ بے شک آپ کا قیاس صحیح ہے۔

اتنا کھرکھرا لکھیں نجی کر لین شرم و حجاب سے رخسار و بھارنگ سُرخ ہو گیا۔ بان بھن
 اپنے پرانے رفیق کے ساتھ شادی کر نیکے ارادہ سے آئی ہوں۔
 ہارٹلی۔ اسی سے تو میں دُرتا تھا۔ یہی خوف میرے دلیں تھا۔
 مس گرے۔ خوف کس بات کا۔ میں تو ٹھوہرہ سے نیک رہا وہاں باطن جانتی ہوں
 تھا۔ اونکا برانا جھڑا تو بدت ہوئی کہ رفع ہو گیا۔ مجھے یقین تھا کہ تم ایسے شکوک نہ کرو
 کو اپنے دلیں۔ اہ نہ گئے۔

ہارٹلی۔ انتقام کا جہاں! یہ تو میرے دلیں کہی آیا ہی نہیں۔ اگر آیا بھی تو جہاں تم ہو
 وہاں انتقام کا نام کہاں۔ تمہارے واسطے تو اگر میں قریب نہ رہتا۔

گر بر سرِ و خشم من نشستی
 نازت بہ کشم کہ ناز کشی

مگر اس دلو کیا کروں۔ رہ رہ کر مجھ پر ایسی خیال آتا ہے جی تو درد ہر دم دل دکھاتا ہے تمہاری تکلیف
 کیونکر ان آنکھوں سے دیکھی جائیگی۔ پھلا جس شخص پر تم جی ایسے مٹی ہو چہرہ پر اندرہ خوش
 ساری عمر کی عیش و آرام محض رکھی ہو اسکا کچھ حال بھی معلوم ہو کہ اب وہ جو زمانہ اور کیا
 کرتا ہے۔

مس گرے۔ میں یہ دواؤں بائیں آپ سے زیادہ جانتی ہوں رطوبت پر ڈر لاس نے بے شک
 بڑی غلطی کی تھی۔ اور اسکی سزا بھی خوب پائی مگر میرا دل اس حالت میں بھی وہی رہا۔ وہی محبت
 وہی الفت قائم رہی اسکے منہاں دیکھو ہرگز نہ سوچا۔ وہی ہی طبع پر ہرگز آنکھ
 نہ اٹھائی اوسکی تصویر ہر دم آنکھوں میں پھرتی رہی علاوہ برین شاید اپنے سنا

بہنیں کہ اب وہ پھر نیچے وطن اور ہوا وطنوں میں شامل ہوا چاہتا ہو۔
 ہارٹلی۔ جی میں نے سنا ہے اب حال مجھکو معلوم ہے لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ کیونکر وہ
 کر سکیگا جو وہ چیکد وہ سپینہ۔ اقدار عالم سے بڑھا ہوا کسی کیسے اور اگر ایسا کیا تو شاید کچھ پہنچے
 اسکی نسبت جو اتنے کہ اس سے زیادہ نالاوت اور بے اختیار ہو چکا ہوگا۔ میں نہیں
 نے ابو عاشق کی نسبت نعمت شکر نہایت طیش کہا کر کہا۔ شکر ہے کہ وہ آ رہا ہے یہاں
 موجود نہیں اور اب کی گشتگو نہیں سنا اور نہ معلوم کیا کیا کر دانت ترفنہ نامہ اور
 کچھ لگا۔ کہ میں نہیں جانتی ہوں کہ میری گشتگو سے تم دوزخ کا جھڑا زیادہ ہو کیونکہ یہ

ی۔ اس وقت اس نے مجھ کو یاوکیا طلبہ کے واسطے خط لکھا کہ اگرچہ ادا وعدہ وفاق۔ ایذا و ضرر
 بوقت آپہنچا موقع ہاتھ سے دنیا چاہیے جو دم ساتھ ہی غنیمت ہی اس خط
 ساتھ زندگی بھر میرے زور راہ کیواسطے بھیجا اور کہا کہ تم لیڈی ڈفرن کے ساتھ
 اروانہ ہونیدستان میں اگر لیڈی بانٹریول سے جو کہ نہایت معزز عالی قاتل
 تھے ہوتے ملاقات ہوگی وہ تمکو اول مدراس کے قلعہ میں ادنا بیگ و بان سے پارلم
 ایسے پاس پہنچا دیئے مگر سروسٹ ان معاملات میں میرا نام ظاہر نہ کرنا اگر کوئی شخص
 سے سفر کا باعث بھی دریافت کرے تو کہدینا کہ میں لیڈی بانٹریول کی خواصون
 نوکری کر چکی ہوں اب اس صدمت میں آپ ہی فرمائے کہ میں کرتی تو کیا کرتی والدہ
 کی خدمت سے بھی فراغت ہو چکی تھی جتنے اور اعزازات تھے سمجھو نئی ہی علاج
 دیر کو نا سب بہنیں فوراً ہندوستان کو روانہ ہو خصوصاً وہ عورت جسکے ساتھ میں
 تھی زیادہ اصرار کرنے لگی کہ عوض اور وقت ہاتھ سے دنیا چاہو فوراً اللہ کا نام لیکر
 بار و تمھارے حق میں اسی میں بہتری ہو اگر نہ جاؤ گی یا انکار کر دو گی تو مجھ کو کھانے
 پی آئید نہ کو اب تمکو ایک نام بھی میں اپنے پاس رکھنے کی روداد و انہیں خرچ کے
 طے روپیہ ہر ای کیواسطے معذرت کوئی ملا اب پس پیش کرنا میرا بانی ہو گا چل ڈرو۔
 لی۔ کبھی جاہل عورت۔ وہ تمھاری محافطت کرنے کے لائق نہ تھی کہیں تمکو اس کے
 کیا تھا تم ایسی دولت بے بہا ایسی جاہل کے حوالہ ہو۔ غضب خدا کا۔

اگرے۔ ایک بات میری توفیق کے لائق ہے وہ بھی سن لو یقین ہے کہ تم شکر
 پرانہ کہو گے بلکہ توفیق کرو گے یعنی میں انکی وصحی اور دم دھا کے میں ہرگز نہ آتی
 حلقہ جاگ نہ مانتی مگر میرا تو خود یہ علم تھا کہ

رشتہ نور گردنم افسگندہ دوست

مے بر دہر جا کہ خاطر خواہ دوست

میں کہو سپر خدا تھی ایام مفارقت میں اسکا نام لے لیکر جیتی تھی ہمیشہ وفا میں ثابت
 چہ قیس پر وہ کہ جنتی وعدہ کو چکی تھی کہ سوائے میرے دوسرے کے ساتھ شادی
 اور یہ سچ ہو کہ اسکی محبت میرے سینہ میں اسقدر بھری تھی کہ آج تک دوسرے
 مل ولی میں نہ سما یا اور شکر ہے کہ آج تک اپنی چاہ کا نباہ بخوبی کر دیا آئندہ

تو پاک باقی برادر در اراد کس پاک

دشمن چاند ناپاک گازران بر سنگ

حرم خود اسباب کے مقرر ہو کر اسکے جال جلن کے نسبت لوگ شگ کرتے ہیں تو مرد
دشمن راست تصور کرنا دانی سے بعید ہو سوائے اسکے ہر شخص نے جھکوا کر ستر کیا ہو
سے بھی تو کچھ نہ کچھ سمجھ لیا ہو گا وہ جانتا ہو گا میں اس کے دریافت کرونگی اھیائے اگر وہ غور
یسی ہی ہو جیسا میں نے کہا تو وہ خود بھی کیا ہونے

رنگا یہ ستر میں ہو گیا سر جھکا لیا غیر رنگ ہی حالت میں رہا دلین کہتے تھا وہ کہہ ہو
ہو میں سو میں کیا ایک نہ نہ جانتا ہے مگر یہ خیالات دلین بہ تو رہا پیر نہ لایا کہ اس
سے کو ناگوار ہو گا۔

سنے میں سرے نے کہا کہ با۔ طلی صاحب بہت دیر ہوئی۔ خدا حافظ۔
شکر یا بھلی ہے اختصار اس ناز میں کے پائے سر پر لایا اس کا دست بالکل نر و قد میں لیکر
سہ دیا اور کہنے لگا کہ اسی راحت جان میں میں نے یہی خدا کو خوش رہنے بہت ہو چکی
قابل ترجمہ ہو۔ اگر کبھی ضرورت ہو کسی اندر نہ مدد نہ کار ہو تو تم اس ناچنے لہجہ میں
ہم کو یاد کرنا اگر جان تک کام آئی تو ہر طلی کو دیر نہ بنو گا بس عظیم قدرت کو حاضر ہو
ہر ایک پرچہ پر اپنا خیمہ و نشان لکھ کر اسکے حوالہ کیا اور رخصت ہوا ادا ان میں ہوئی نکلا
بیگم صاحبہ ہاں رونق افروز ہیں اور نہ میں تم و شہب سے اسکی طرف دیکھا مگر صلیف نام
ماور فرمایا کیا اب آپ جاتے ہیں خیر خدا جانید ایک شہدوستانی ملازم سیاہ دم بھی آنکے
اتھ اس وقت کرنے میں موجود تھا وہ بھی لفظ دوست لبس ہوا۔

نلی تتر قدم برق دم وہاں۔ یہ پدا لکر دلین سے بچتا جانا تھا کہ ضرور کوئی نہ کوئی جا
رہی کے واسطے جھیل گیا جس کے گھٹن خال و خال ہی حیر کر سے یہ بھی خیال کرتا تھا کہ خدا
نے کیلے کیا نوبت ہو اس بھاری کے پاس کوئی وزیر نہ بی حفاظت کا نہیں ہو چڑاں
رو گار نہ کوئی یار نہ عک رتہ کیا لنگی میری مدد وہاں پہونچگی یا نہیں نہیں
ہم کیا ہوتا ہو۔

طلی آپ کے کے مدد وہاں سے باہر چلا گیا دوسرے دروازے سے گئے اندر گئی
تک خالی کر کے میں تمہارا بیٹھ کر آلہ سوچنے لگی جو بد تو دل جان و نفعہ تھی اسکو

نہایت غور اور فہمی وقت پر سمجھتی تھی مگر بیگم صاحبہ اس کے حائر دین کی طرف سے نہ سواس
نزلہ برس دیر غرضی تھا ایک دم کبھی ان لوگوں کی صحبت میں رہتا اس کو تا اور تھا مگر لڑکا ہوتا
سواس کی کوئی مستبوط نہ بنا دینے پائی تھی بجز اس کے کہ اس کا چال چلن اور مردانہ مزاج نہایت
الوار تھی۔

س عرصہ میں بیگم صاحبہ اپنے خدو نکات کے ہمراہ اس مکان میں تشریف لے گئیں جس میں تھوڑی
یرینخیز مارلی اور اس گرنے پیٹھے ہوئے باغ میں کر رہے تھے کہ وہ میں جا کر دو نو من غائب
ہونے لگی اور اس گفتگو سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ دونوں س گرنے اور مارلی کی گفتگو کہیں
اٹھیں گھر سے ہوئے سن رہے تھے۔

بیگم۔ ارے صادق۔ دنیا میں زاحقیوں سے خالی نہیں ہو۔
ساقی نے ناک بھجوں چڑھا کر روکھی صورت بنا کر کہا۔ ابھی بیگم صاحبہ حق تو درکنار
بد معاش جیسا ز۔ قریبی۔ دغا بازوں سے بھی کیجئے
بیگم۔ یہ زمین انگلستان کی پریمی بلکہ بہشت کی حوری۔

صادق۔ اور میں نے ہندوستان میں دیونیاں بھی دیکھی ہیں۔
بیگم۔ یہ شخص کیا کیا نام ہے اس کا۔ مارلی۔ بڑا شیطان معلوم ہوتا ہے یہ ضرور کچھ کرے
بر پارک لگا اس کو ہنگ و بگ۔ بجلا یہ نہاں کیوں آیا۔ شطارت۔ جھوٹا کیسے آدمی ہو گا
انا جانا بند نہیں۔ اس کو کیا غرض کہ وہ کیسے پاس ہو کوئی اس کا ہدم دہرا نہ ہو۔ کوئی
کوئی اس کو لے دینا آئی کہ ابھی یہاں سے واپس ہون کاٹ طو کروں اور وطن پہنچوں
صادق۔ اور میرے دل کی بات جو پوچھو تو یہ ہو کہ میں یہاں سے جانا نہیں چاہتا تھا
لڑکی کون کے شے بیگم صاحبہ میں تمھاری جیسا ز اور دغا بازی تو تنگ آ گیا ہوں
اس ملک خصلت پریشانی کو دیکھیے اور اپنی روباہ بازی اور حیلہ پر بازی پر غور کیجئے
جواب نے پر بھروسہ کر کے اس کے ساتھ دغا بازی کرنا آئینہ انیت و عید ہر دینی و خانہ
میرے دل میں خود اسے نفرت پیدا ہوئی کہ میں کیا کر رہا ہوں اب بھی بہتر ہے کہ اب اپنی
راہ لیجئے اور بندہ اپنا چلتا دھندا نیلے آج سے سیر کی لقاقت ترک کر لے اور
یک قدم موقوف۔

بیگم۔ امین نم آئیں۔ واپس لے گئے۔ ٹھہر چوک تیرا جی جہاں جاو وہاں جا کر رہے

عورت بہانہ رہی وہ کہیں نہیں جاسکتی۔

صاوق۔ اور بہانہ تیرے ساتھ رہی۔ ہرگز نہیں۔ کبھی نہیں یاد رکھ کہ اس وقت وہ انگریزوں کی دار الحکومت میں ہوائے آئین و قوانین اسکی حفاظت کے لیے کافی ہیں بہانہ تیرا کچھ بس نہ چلیگا اگر ذرا آفت بھی نہ بان سے نکلانی تو اسکا فرائض کچھ گئی۔

بیم۔ بی ہان۔ آپ بچا خیر تھے ہیں گزشتہ یہ تو فرمائیے کہ اپنی حفاظت کون کرے گا اگر نہیں خودی بھی اٹھا کر دونوں کو حکم دوں کہ انکی مندیاں کس نو مشیکن باندھ لو اور گورنر صاحب کو خبر کر دو کہ وہی ناچار رہو ٹوڈ لاس دغا شعار جو نفوت قتل اور مفوری کا جوڑ کا مرتکب ہو چکا ہے اپنے ہوطن کے ساتھ دغا بازی کا جرم ہی اس وقت رام سنگھ سو داگر کے مکان میں موجود ہے اور میرے ملازموں میں بھرتی ہوا ہے تو تھلائیے کہ آپ کا کھانا حال ہوگا۔ جو وقت تک صاحب یہ سب کئی باتیں کہہ رہی تھیں پھر دیکھا نیو دھان بھٹکے چپکا مذاست سے سر پہنچا لے چپ چاپ رہیں رہا کھنا پھر بیک سے نما۔ کیوں بے غلام ابن غلام کہ لے بہتہ لکھا حال۔ ہنگامہ تو تیری حفاظت کو کیا پس بہ حال بہتہ کر کہ جیسے تو اس وقت میرے نوکر ذکی صورت میں ہیں میری اطاعت قتل دیکھ ملازموں کے کو جو بیون برس و خیم بچا لا اور نہ سے رنجیر ہی نہیں پانہارہ۔ پانہارہ ہو گا اور تھلڑی۔ پانہارہ اور پٹری۔ یاد رکھا وہ چاکون کی مار پڑی کہ چٹنی کا دودھ یاد آئے گا۔ دغا بازوں اور قاتلوں اور سختی جرموں کو بچھانسی ملتی ہے پانے پاجی تو بھول گیا کہ کس قدر صیبت سے میں نے تجھ کو نکالا اس زندان بلا سے تجھ کو غلطی دلائی انہی مال متاع میں تجھ کو شریک کیا یا رشا بابہ یہ سب بھول گیا۔ پہلے تو تجھ کو اس زرد و سادہ لوح نرمل صورت کی صورت نہیں بھولے سے بھی یاد نہ آتی تھی احسانات کے عوض میں اسکو میرے خولہ کیا افسوس میں نے ناہی تجھے کبوت نہک حرام احسان فراموش کیا پستے اپنی غرت و حرمت پر باد کی کتھے دل لگا یا اور اپنے تئیں ناحق میٹھے بھٹائے سو آیا۔

صاوق۔ اسے کبوت چہ رہ بہلا لو اب کچھ دلیں پہلے کس نے آگ لگائی تھی تصویر دیکھا کہ کسے ولایت کی سوچھائی تھی یہ جل کسے پھیلا یا یہ تصویر کئی یا توڑ کہیں ہے یہ کلمہ لے جب کروں را نہر سے باہر۔ ایسے کاموں میں قتل مرتد بنی ہو تجھے ہو تو فون کا کام کہیں ہی تیرا کام صرف تیرا نا اچھا تدبیر تیرے واسطے اور ہی نہیں درکار۔ بھلا

تو ہی نے اس عورت کو شادی کے بہانے یہاں بلوایا۔ کجسبائے غیرت و فاکانہا عجیباً
بے وفا سہفت اقلیم میں بنو گا۔
ہمازق۔ یعنی رچڑو۔ از موارچہ رہ۔ زیادہ قصہ نہ بڑھا کجھکو اس وقت عورت جا کر
چھوڑتا ہوں۔

ہیکم۔ اے تو عورت جا کر مجھکو چھوڑنا ہی۔ کیونکہ بے ملون! بڑی عورت جا کر تیری مردانگی
کی کہان۔ تو ایک عورت کی ذری زبان بلانے سے ایک دنی سی بات کہہ دینے سے ایسا
کانہا ہو جیسے فصائی سے گائے۔ جلاو سے خونیاں میں عورت البتہ ہوں لیکن بے
اگرچہ زخم زن سیر نیستم

زکار جہان بے خبر نیستم
یہ دیکھ بہادری کا آثار یعنی خنجر خونخوار میری کمر سے لگا ہوا تیری جوانمردی اور طاقت
مہادری اور جرات سب میرے روبرو جمع ہیں عورت خنزور ہوں مگر وہ عورت
استدرا خون کئے ہیں اتنے گلے ملا لکے ہیں کہ تو نے شکار میں ہرن اور بارہو بھی نہ
پائے ہو ننگے کھلا تجھے لونڈے کی کیا طاقت جو تجھے آنکھ ملا سکے یا کمر بھال سکے تاب
لانکے۔ ایک چھوڑا دو کام دنیا بازی کے تجھے ہمارے ایو حقو ہراٹمی کی فالتو دینے
پانی احنوتہ مجھ کو یہ سوچوٹے نواب کے حوالہ کیا اور چھوٹے نواب کو انڈیروں کا بھٹہ بن چکا
کی کوشش کی مگر میرا تو کچھ نہیں کر سکا میں تیری چالاک کی کاٹھکار بنو گی۔ اب کیر خزانہ کو تو
بالتھ نہ لگا سکیگا۔ نہ اب میری فوج تیری مدد کو جاوے گی۔

ہمازق۔ بے شک تم بڑی حسین ہو مگر میرا کچھ بھی ہو اس میں کچھ شک نہیں کہ مجھکو اس
بد نصیب عورت کے حال زار پر رحم آتا ہی بیشک میں چاہتا ہوں کہ حتی الامکان اسکو
بچاؤں لیکن یہ مجھے ہنر کا کہ تمہی حال میں میں اپنی پیاری نور جہان کو چھوٹا پانی موتی
محل سے بچھ موڑوں۔

ہیکم۔ یہ صرف تیری بناوٹ ہی ایک ویٹھی بات اس وقت تو مجھکو دی یعنی اس عورت کو
تو میری رائے پر چھوڑتا ہی یا نہیں مگر چھوٹے کانپتے ہوئے کہا کہ میں اس عورت کو کبھی اپنی
بہلی سوت کی طرح ذمہ نہ رکھوں گا۔

ہیکم۔ اے احمق ایسا ہرگز نہ ہوگا وہ چھوٹے نواب کا مطبوعہ محل ہوگی اور بھلا اسکی زیادہ

نہ ہی مجرم سے حق میں کیا بہتری کر سکتا ہو۔
چرچہ نے شرمندہ ہو کر کہہ دیا۔ میں اور سپر کیسٹریج کی زبردستی اندرون گناہ خواہ کسی کام کرنے
نہ چھوڑ سکے گا۔

بیکم حسب دستور استورات ایک ہفتہ کی ہمت اسکو دی جاوے گی کہ وہ خوب بھگ کر سکاوے۔
خے کہ آبادہ چھوٹے لوٹک کا محل ہونا پسند کرتی ہی نہیں۔

چرچہ نے مگر اس ایک ہفتہ ختم ہونے کے پیشتر ہی کچھ.....
بیکم۔ ایک ہفتہ ختم ہونے سے پیشتر کیا ہوگا۔

چرچہ نے کچھ نہیں کہے بڑی بات نہیں ہو۔ خیراب میں اس عورت کو آپٹے حوالہ کرنا ہوتا
جائے کے دلین آئے وہ کچھ۔

بیکم۔ ہاں اب چہ راہ بر آئے یہی تو میں چاہتی تھی۔ اسوقت جائے نوکرون کو ختم نہ کہ عمار
ہو جائے آج چاند بھگتے ہم بیان سے گویا کریں گے۔

چرچہ بہت خوب۔ آپٹے ارشاد کی تہیل بھی ہوتی تو یہ کسکر کرے کچھ باہر چلا گیا جب ہوا
وہ دروازے کے پاس ہوا بیکم صاحب کی آنکھ دھونے پر لگی رہی جب چرچہ دوڑنے لگی

اپنے دلین کہنے لگی۔ واہ چٹا آگیا۔ واہ رسے حراڑے غنمی ٹونے اپنی غبت میں جیسی دعا
کی ویسی ہی ٹوٹیو سلطان کے ساتھ تھن سلطنت بن بگا کر گیا۔

بیکم صاحب نے پھر نوکر کو آواز دی کوئی حاضری۔ میں ابھی جلد خط لکھتی ہوں انکو کوئی سوت
شخص فلان فلان مقام پر پہنچا دے۔ مگر وائی کی کسی نوکانوں کان چرہ ہونے پاوے

اس زور و عورت نے میرے سب ہونیکا ارادہ کیا ہو میری سوت بننے کا شوق چرایا
ہو اسکا معاوضہ اسکو سچوئی دونکی اس بیہودگی کا فر اچھکاؤ نکلی۔

ادھر بیکم صاحب اپنی معصوم صفت محض بے خبر میرے انتقام کی کھان رہی تھیں ادھر وہ
عافق و عاشر اپنی خلعی کے ذریعے سوج رہا تھا ریشام تک خاموش بیٹھا رہا جب

ہوئی اپنا بھیس بدل لاکوٹ پتلون ڈانٹ کر انگریزوں کی قلعہ کی راہ لی دلین کہتا تھا کہ ابھی
وقت ہو ٹیو سلطان کے ہاتھ سے اسکو بچاؤ نکالے ایسے زمین و آسمان کے تھارے ملازگاہ

جھانساؤ نہ کہ فوراً لڑائی چھڑ جائے گی پھر ان باتوں کی یاد کہ ان رہیگی وہاں دن دن تو
کی آواز بن سینگے یا معوقہ کو نفل میں لیکر بیٹھنے کے یہ خیر خدا سے جال میں خود ہی بھیس جائے گا

چارہ کو ہاتھ نہ لگانے پائیگا۔ غرض کہ یہ منصوبے کا ٹھکانا خیالی پلاؤ کا قلعہ ملک ہو چکا
 زروا نے اس پر سنتری نے کہا کہ وہ کون ہو کہ ان جاؤ گے۔ کیا کام ہو۔ رچہ دے کے پاس پڑا
 خافور آپا کشتہ سے نکال کر سنتری کو دکھایا اس نے بچہ قورض دکھایا۔ سچرچہ اندر جا کر سیرینڈیٹ
 دوسل کے مکان کی طرف گیا۔ ایک کھیت کی کئی رنجیر کھیت کا ٹیلا لیا۔ ایک خیرنگار نے اگر وہ دوازہ
 کھوڑا اور رچہ کو اندر لے گیا۔ پھر پتھر پتھر کو نسل ایک ہی فیلسوف نے ماہ خبر کے چوبیسویں
 زغاباری کی قنات میں مشافہہ بنائی جس میں آفاق نہ اپنے کا مونکاں کا رسو جہانہ
 منہنی کے صنعت کی خبر صرف اپنا فائدہ نہ نظر۔ وہ غدر بھگارت رچہ کو ایک چور سیرین کی راہ
 سے پاپیاراؤ پر سیرینڈیٹ کے داروغہ۔ قطری امیرات کے قنار و غابازی میں صواب
 کے پاس لیکھا۔ اٹھین داروغہ صاحب کے خراجہ سے پر سیرینڈیٹ صاحب اکثر مفید چرن
 لیا کرتے تھے۔ ادھر ادھر نامہ و پنہام بھیجا کرتے تھے

بہر حال اس بدکردار و غشوار رچہ کے حق میں یہ خیال کرتا: شاید بعد از انصاف بہنیت
 بچہ کیلک اگر وہ کسی انگریز کے فریوہ سے یہ کام سر انجام کرتا تو بیشک جڑو اسکے قد پر
 سرکیت عفو جرم کا مستحق ہوتا تو سلطان کو جو دولت بے ہاشم لیتا یا بھال کی
 کھچی ہر دست بہت ہے کہ وہ کاستہ بیان کرتا اپنی ادب الفرجی سے بدعت و عیقا اس منہنی کی
 ہر اظہار کی جائزہ لیا جان سے بھر ہونا انگریزی عملداری سے اسکو باہر سبک کرتے جاتے
 رہتے مگر اسے خود کو نہ دیکھتے ہیں یہ ظاہر دوست بہا طبع بن ایک منہنی سادہ کا مدنی کا
 پوہ چاہا لائی کا جامہ پہنے کھڑا تھا۔ یہ خیال آئے تو کہان سے رہن ذات فرین کی عمر کیچہ
 زیارہ نہ تھی مگر کانون کی جھڑپان مرد و دلہن کی علامت بدل گئی کی نشان ہر تین انہوں
 اپنی منفعت خاص کیونکہ یہ نہ غریب کی تکلیف نہ امیر کی آبرور نہ پاکد اس عیون کی کھت
 خیرت کا بھی خیال کیا کہ تم کہیں فریوہ سے کس وسیلہ سے کس حکمت سے پوہ سلطانی
 عنایت اپنے مال پر حاصل کرو گے کس چالاک سے اسکو بھنساؤ گے جب کہا تب ہی
 لہا کہ کوہ پاز سب معاملہ ایک رچہ سے سب سے ہر کوئی کسے قوربانی بہنیں ہی لیکت
 اور کھانہ آج کو چکھ دیا یا چکھو میرے آقا سے رغا بازی کا ذریعہ بنایا تو تمہاری اگر
 اسے سرکارا بد چاہیگا اور چاہتا ہوں اور یہ خبر داس بھیجیں مشہور ہو کہ تو صاحب

مگر نہ کر گزاردی ۔

پایا ہوا ایک گزنیو ایک چکر کے سب کچھ میں شاد ہے ۔
 زمین کو ایک چکر کے سب کچھ میں شاد ہے ۔
 مگر نہ کر گزاردی ۔

پایا ہوا ایک گزنیو ایک چکر کے سب کچھ میں شاد ہے ۔
 زمین کو ایک چکر کے سب کچھ میں شاد ہے ۔
 مگر نہ کر گزاردی ۔

پایا ہوا ایک گزنیو ایک چکر کے سب کچھ میں شاد ہے ۔
 زمین کو ایک چکر کے سب کچھ میں شاد ہے ۔
 مگر نہ کر گزاردی ۔

پایا ہوا ایک گزنیو ایک چکر کے سب کچھ میں شاد ہے ۔
 زمین کو ایک چکر کے سب کچھ میں شاد ہے ۔
 مگر نہ کر گزاردی ۔

پایا ہوا ایک گزنیو ایک چکر کے سب کچھ میں شاد ہے ۔
 زمین کو ایک چکر کے سب کچھ میں شاد ہے ۔
 مگر نہ کر گزاردی ۔

رو دو پاتن ایک نہایت امر نازک میں کرنا چاہتا ہوں یہاں میری گورنر صاحب سے میری
 اطلاع کر دیجیے مگر جب آئیں گے تو دیدہ و وارثہ ٹائٹل لگا کر اس وقت تو ملاقات ہونا پیشوا بہ
 آپ اور کسی وقت آئیں گے یہاں ڈاکٹر صاحب کے تلوٹن سے ٹکی تھی یہاں اور وقت لگتی
 کہاں تاب رہیہ وہ پڑھار اور دہر نہ وہی شعارہ رچ کا ۔۔۔ وہ پڑے آزار سے سنے
 چلے گئے عجب عجب رختہ ڈالتا تھا کہ گورنر صاحب کی ملاقات میں تاخیر ہو گیا صاحب
 سوار ہو جائیں اور اوزن کل جائیں بھلا اسکو کہاں منظور تھا کہ بیگم صاحب اور اس کے
 دوست کے کاموں میں کوئی دخل انداز ہو جب بارشلی نے کہا کہ ولایتی بیگم صاحب کے
 فکر میں مقید ہو اور اسکو خلاف مرضی بلکہ زبردستی میوہ کو لے جاتے ہیں اس کی بددلی
 چاہا ہوں ہے اور غصہ صاحب نے اول تو کہا کہ یہ بات قابل اعتبار نہیں ۔۔۔ دوسرے یہ
 و ایسا عورتوں کا جھگڑا تم کہاں سے لائے ایسے ایسے معاملات میں دست اندازی کرنا
 گورنر صاحب کی مثال سے بید ہو آج وہ عورت ناماض ہی کل رٹنی ہو جائیگی عورتیں
 اسطرح بات دلی لڑا کرتی ہیں گھڑی میں دوست گھڑی میں دشمن ہو جاتی ہیں اگر ایسے
 معاملات میں دست اندازی کریں تو اسی کے ہو رہن و بار عدالت کیا چوڑے چار دیکھی
 بنجائیت ہو گئی جب بارشلی نے پھر بھی امر کیا تب آئے کہ اب تو دیر بہت ہو گئی بیگم صاحب
 بہت دور نکل گئی ہونگی انکے پیچھے کون دوڑیگا تب تو بارشلی کو نہایت غصہ معلوم ہوا
 بے اختیار جا بجا چوڑی میں آیا بکھنے لگا ۔۔۔ پایا پاؤ کو لغت ملاست کی گورنر صاحب
 کو بھی سسٹنی نہ کیا ۔۔۔ پایا پاؤ کو خوب موقع با تھا آیا اٹکی گت خنی سے ناخوش ہوا تو کون
 کہا کہ ابھی اٹکی گردن نا پو قلم کے باہر نکال دو ۔۔۔ پھر بارشلی سے کہا کہ اگر تم آئید پھر
 سخت سزا دی کرو گے تو ٹھکرو مدر اس سے باہر نکلو اورنگا کسی گانوں یا پاٹ پر بچو اورنگا
 جہاں فون گھل گھل کھل کر جاؤ گے ساری ٹوٹا لڑی طاق بر کھی رہیگی ۔۔۔
 باٹا باٹا نہایت مانوس ہو کر چلے یا چند قدم گیا تھا کہ اسٹینل صاحب کو آتے دیکھا فوراً
 ٹھہر گیا قریب پہنچ کر قوم غصہ پایا را کی بدسلوکی کا بیان کیا یہ بھی کہ کہ قریب
 یہ بدسلوکی گورنر صاحب کے راز و غصہ کی طرف سے نہ تھی بلکہ خود گورنر صاحب جان
 سے جو قریب تھا کہ انکے نہ ہو کر ایسی برائی نہ ہو کہ اسے آئیں تو بکس سمون کو ایسے ظالم
 ظالم کے چہرے میں چوڑے ۔۔۔

کہ اب بیان سے سری نگر باج کو شکر و اور شہر بھی قریب ہو مگر اس شکر پر جسکی یہ توفیق
 سنی غنی خدا کی مار ایک تنگ رات سو جگہ بہار و ن میں جم کھایا ہوا اونے اوسے
 سا کھوکے و زخون سے پوشیدہ کہیں ایسے بلند کہ آسمان کو پہونچ کر کہیں ایسا نینب
 تحت الشریکی کی ہر لائے قصہ کوتاہ اسی شکر پر مسافر خاموش چلے جائے تھے ہر ٹہنی
 بادل بے تاب چشم بے خواب سفر سے بھی چاہا قدم آگے رہتا جب آفتاب بالکل غروب ہو کر
 تاریکی شب کے تمام عالم کو گھیر لیا راہ چلنے والوں کی اور بھی خرابی آئی ہاتھ بکرا بھی تین
 سو جیتا تھا نہ ہم کہاں جاگے بین بار ٹہنی قریب از بار بار ہمارے ہون سے پوچھا تھا کہ کیا وہ جام
 لب لعل کا کسی بندہ موتانی و انتھکا کر لے کہا آج تو انا و اس ہی جامد ہا نکل نظر آئے گا اب
 کیا کریں تین یہ تقدیر آگے چلے ایک گانوں سے ایک چوکیدار راہ تباہ کیو اسطے پیدا
 تھا وہ رہے آگے آگے پیچے ایک سو اراکب ہاتھ میں مشعل دوسرے میں گھوڑے کی ہال
 بغل میں بھری ہوئی بندوق جو کیدار کو خوف دکھانے کے لیے کہ کہیں نہ ہو گا و فکر دامن
 ہائیں میں نہ چلے وہ بھی نہ بقی کے خوف کے ماتے کہیں سیٹی بجے کہیں گھنٹا بجے
 سوارانہ کبر انداز کبر کبر اسکا جواب تھے یہ لوگ بھی کہیں تو ناک لڑکا کا خیال کر لے گی کو
 ایسا نہ ہو کہیں اور سردار دیر کنگا میں بیٹھ چھپا ہو موقع و کمینا ہو کہ کوئی مسافر بھی ہو اور میں
 اسکو مار کر دین غرض کہ تمام رات اسطرح لڑی صبح ہو تو کوٹ کے جان میں جان آئی اہل
 اسلام نے ندایا اے کبر اسفند بلند کی کہ آواز بہار و ن میں بونچنے کی فخر کی ناز پر بند بھر
 منزل مشہور کی راہ لی جیتے چلتے پھر پھوڑی دیر میں ایک سنسان بیابان میں پہنچے جہاں
 کوہوں کے آبشار کا نشان نہ تھا محفوظے فاصلہ پر ایک دریاں قلعہ کی نگاہوں کا تھا ہوا
 قلعہ پر نہ شاعری تھی گرفت جہاں و قتال اور بد نظمی سے یہ تمام ویران ہو گیا تھا آدمی کا نام
 نہ تھا ہتھیاروں میں نہ خبر نہ کوئی پرسان نہیں زراعت کا نہیں تمام زمین خالی تھی کوئی نہ کوئی
 شہر و قلعہ تھا اس اس قدر بر سر تھی کہ ہر طرف جہاں تھی وہاں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا
 چند قدم آگے ایک ٹالہ ملا کہ اسے بہرے کے چوڑے تھے نشان بنے ہوئے تھے اسی نام سے کہ
 ان کے مسافر تھے تو ان کو لے کر پھر شوشی و برآمدہ کیا مانتے کیا پھر شوشی کو واپس لے کر
 صحت پر بار ٹہنی یہ ایک کچھ عجیب تھا کہ جہاں جس کو لے کر آئی تھی وہاں لے کر آئی تھی اسی
 جہاں پہونچا کہ اسے دکھایا کہ یہ جہاں ہے تمام فاصلہ پانچ سو فاصلہ تمام برت پر چھت

دوسری جانب ایک خنی شیر قریب الگ بڑا سسکہ باج گردن پر مرت ایک ہی ہاتھ ملا کر
 پڑا تھا جس سے پھرا سکو پہنے کی تاب نہ رہی رسا ہو نہ نہ اہل برات کو ہر سے خدمت
 کر دیا اور اس لاش کو سنہ سے علیحدہ کر کے پوند زمین کیا۔
 سیاہ پتھر دی کا چوڑا جو اب دیکھتے ہیں بنایا وہ دن تھا اور ابھی گھڑی کا سامہ ہو نہ
 دھونی جانے جو کیا نہ صورت بنا کے اسی لکیر کا فقیر بنا بیٹھا کہ یہ لکیر جان کا نام نہ لیا
 اسکو عزیز اقربا کھانا لے کر صحت اسکو بہلاتے مگر اسکو دل لیا صدمہ ہوا تھا کہ جنگ اسکو
 کسی نے تہتے نہ کیا تھا دنیا کی عیش و عشرت اسدن سو خاکستری ملاوی بان اجڑے کیو نہات
 سے خوش ہو باجو اگر کوئی عمدہ عورت پھول لاکر اس چوڑے پر بیٹھا ہے۔

اس قصہ کو سنکر ہار ملی کے دل میں اور بھی اضطراب پادہ ہوا جب انہماک اس فقیر کی
 راسم کہانی سے تھا بلکہ کہ وہ دونوں کو کیا نہ پایا تھا تو ہی دین میں نہ تھی کہ کیا کہ بارود
 اس مقام ہوتا کہ جہاز جلو ہواں قودم الہی ہوا۔ سفیر صاحب تو شہر کا نام سن کر ہی دم دبا
 بھاگے کو طبع نہ تھا اور ہار ملی کو یہ خیال آیا کہ جلد ہی چکر اس یکس کو ظالم اظلم کے تہ سے
 نہات دگا۔ جب سفیر صاحب کا قافلہ اس قلعہ کی پہل میں پہنچا تو وہاں بیگم مفتی محل کا ایک
 چیری کی ملاقات ہوئی کہ ایک زمانہ معلوم ہوا کہ یہ صاحب نہایت تیزی سے سفر کرتے کرتے
 وہاں کو تک پہنچیں وہاں بیگم صاحب کی فوج خاص اہلی آمد کی منتظر تھی فدا کر تھی
 ہوئی اور عداوت سے جہاز سے اس کی محافظت کے واسطے ہر آواز کے قہقہے اپنی ہتھیاروں یا کر
 برصت ہو گئے۔ یہ بھی دریافت ہوا کہ اب بیگم صاحب بہت اہم ایک گورن و مقام کرتے ہیں
 شاہزادہ شہزادہ کی انکار اور وہ کی شوہر سلطان سے ملاقات کریں اور وہ فی اغان
 بیگم میں نہیں ہیں کسی شہر کو فوج نہ کرتے ہیں جب کہ وہ وہاں سے واپس آئے
 یہ بھی وہاں پہنچ جاوے۔ یہ حال سنکر ہار ملی کے دل کو ہارس ہوئی کہ ابھی ہر
 کو گوری لکڑیاں نہیاں سے چالیس سو برس ہو مگر جب تک بیگم صاحب بگور ہو چکن کی
 ہم لوگ نواب حیدر علی صاحب نے دربار میں پہنچ جائے اور اپنی عداوت پیش کرتے ایک
 امداد بھی اس چیرا کی زبان معلوم ہوا یعنی بیگم صاحب کی فوج کا بخشی انکے ساتھ نہیں
 بلکہ حد شکار کی صورت بنائے سناس کیا تھا اب اسے بھی کا یا یلیٹ کیا ہی اصلی صورت
 بنائی ہے پھر فوج کا انتظام ہے ستور کرتا اور لائق ہے کہ اس دربار میں نواب صاحب

حضور سے گئے اور تھوڑی سی ترقی منصب کا عرصہ حاصل ہوا ایک ہالکی بھی لگ صاحب نے
 ساتھ ہی ایک نہایت نگرانی ہوتی ہے اسکے قریب کوئی جاننے نہیں پاتا لوگ کہتے ہیں کہ
 اسکے اندر ایک غرض ہے نہایت حسین غضب کی نازنین جب کو بیگ صاحب ولایت راجپوت سلطان
 کی نذر کے واسطے لائے تھے وہاں تک پہنچا کہ وہاں اسے اس سزا کی درستی میں کوئی دقیقہ
 دانی نہ تھا حال میں اسے باقی رہ گیا تھا کہ دیکھیے ہارلی صاحب کی محنت مشق سے معمول
 ہوتی ہو یا نہیں جب سب سے صاحب کا لنگر سری نگر یا شہنشاہ بن ہو چکا ہارلی صاحب سو ا
 لٹے مطلب کی جستجو کے اور نگر گمان تھی نہ شہر دیکھنے کی خواہش نہ عہدت کی دید کی ہو
 بال باغ کی سیر کون کرتا ان کے عہدوں سے لگی ہوئی تھی اور ہی سہر باغ دکھائی دیتا تھا
 میں داخل ہوئے ہی نوکروں سے کہا تم یہاں ٹھہرو میں ایک کام کو جاتا ہوں یہ کہہ
 ہو کھلائے ہوئے جامع مسجد پہنچے اس خیال سے کہ اسے سورج و مشہور منظر تھا
 پر بارگاہی سے ضرور ملاقات ہوگی خدا خدا کر کے در مسجد تک پہنچا اور جانے لگا
 نہ تھی اہل اسلام فرنگی کی صورت دیکھتے آگ پر چلے فوراً جان سے باز دلائے ہوئے
 لئے باہر ہی کھڑے ہو دروازہ کے اندر قدم نہ رکھا اتنے میں باگ ٹھہر مولویانہ
 صورت اندر سے باہر نکلا ہارلی نے اس دریافت کیا کہ خباب مولوی صاحب بارگاہ
 الحاجی صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں یا نہیں مولوی صاحب نے جواب دیا کہ میں تو مکہ
 اسوقت تلاوت قرآن مجید کر رہے ہیں تلمیذان باسعادت مریدان باسعادت کو دریں
 سے ہی میں ایسے وقت میں غل ہوتا غیر ممکن ہے ہماری توجہاں نہیں کہ اسوقت
 ان سے جا کر کہ عرض کریں ہارلی نے مولوی صاحب کی بہت منت و سوجت کی کچھ
 اندر بھی کیا اور کہا کہ اللہ آپ میری غریب الوطنی پر رحم کریں میں بہت مسافت طے کر کے
 ان سے ملاقات کے واسطے آیا ہوں جس طرح ممکن ہو یہ پرچہ لے کے پاس پہنچا دیکھیے
 میں آپ کا نہایت ممنون ہوں گا۔ ہارلی نے صرف اپنا نام اور اس کا سلام چاہا اور کہہ دیا
 کھا کھا عشاء بد و زو طبع دیدا ہو شہر۔ مولوی صاحب نے یہ جواب دیا کہ فوراً وہاں پہنچو
 پھر آئے اور کہنے لگے کہ اسوقت حاجی صاحب مراقبہ میں ہیں انہوں نے پرچہ دیکھ کر
 سہجی اور میں نے توستے اول ہی کہا تھا کہ یہ وقت نامہ پہنچا کہ نہیں ہی اس وقت
 صاحب کسی کی نہ میں گئے ہارلی صاحب کو ممبر گمان تھا پھر مولوی صاحب سے کہا کہ آیا نامہ

مہربانی اور غریبانو ادبی اتنا نہ بانی کہہ سکتے تھے کہ فلان شخص اکیلی قدیم بوسی کو آیا ہو نہ کروہ
 بہت جھگڑائے کہ ادبے کا فکریہ تو گھاس کھا گیا ہو تو اپنے تئیں سمجھ گیا ہو پیری اور تیرا
 قوم کی کہ اصطفیت ہو کہ حاجی صاحب کی ریافت میں خلل پڑے تجھے کا فر کی خاطر وہ اپنے
 ایسے مبتکر اور مشہور کام سے دست بردار ہو گئے اور تیرا پیغام سن گئے چل دروہ
 اپنا راستہ لو۔

بارٹلی کو نہایت غصہ کیا دلیہن آیا کہ ہر جہ باد آباد دروہ اپنے کے اندر قدم لکھو اور حاجی
 صاحب سے خود ملاقات کیجیے کہ اتنے میں ایک شخص نئی صورت لابی و اطوی سہر عامہ ہاتھ
 آیا اور بارٹلی کی پشت پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگا کہ آپ فرنگی ہیں مین عصمتک تلنگون میں ہا
 ہون انگریز دن کا ٹکٹ خوار ہوں آپ یہاں ٹھہریے مین اندر جاتا ہوں آپ کا پیغام حاجی صاحب
 سے کہہ دوں گا یہ کہہ کر وہ اندر چلا گیا چند لمحے کے بعد واپس آیا اور یہ معاہدہ حاجی صاحب کی طرف سے
 کوالی حاجی صاحب نے فرمایا ہے کہ جو شخص طلوع آفتاب کے دید کا شائق ہو اسکو صبح تک طلوع
 جاہو پر شکر بارٹلی نہایت اندر وہاں چار و ناچار وہاں سے واپس چلا دلیہن کہنے لگا کہ
 شہدوت لیوئے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہیں صرف اپنے مطلب کے آئنا ہوتے ہیں اب کوئی
 اور فردیہ نواب حیدر علی سے ملاقات کا پیکار ناچاہیے ابھی تک تو حاجی صاحب کی ذات
 امید تو یہ تھی وہ سب گاؤں و دیوہو گئی یہ ارادہ بھی لیوہنیں رہا کیونکہ وکیل صاحب کی
 زبان سے معلوم ہوا کہ نواب صاحب کسی عظیم پر شریف نیگے ہیں شاید دو تین روز تک الیش
 آئیں بلکہ بذریعہ دیوان صاحب کہلا بھیجا ہے کہ اگر پیغام سفارت ضروری ہو تو
 شیخو سلطان سے کہہ دیا میں بھی جس کام کیواسے آیا تھا وہ بھی خوش اسلوبی سے ہوتا
 زمین آتا ہاں غلطی کہ اب رہی سہی امید بھی جالی رہی ہاتھ ہاؤن پھول گئے جیٹن دیکھا کہ
 مانوئی اور کچھ نظر نہ آتا

لگائے ٹھٹھ کھڑی ہو نامرادی

تھن کے ولی بھلے کہ صرے

نواب صاحب سے ملاقات کا کوئی وسیلہ نہ پایا اہل دربار سے بھی ملاقات کی مگر جب اپنا
 مطلب بیان کیا تو وہ لوگ چونک پڑے کاؤن پر ہاتھ لگا کہ بابا ہم اس کام میں ہرگز
 چھاندو لیگے جان بوجھ کر اپنی جان پر آفت نہ لائیے۔

خلات را سے سلطان را سے خستن
سکون خویش باشد دست خستن

ہم لوگ تو اورین ہی کہہ

اگر شد روز را گوید شب سہل این

بیامد گفت ایک ماہ پرورین

ظاہر تو آب نہایت غفلت اور غیر آدمی معلوم ہوئے ہیں مگر در حقیقت دیوانے ہیں کہ الیہ
خیال محال آچکے رہیں سما یا تو لب احسا کہ دیوان سے اور بھی عقل چکا دی کہ اگر آچکے
اپنی جان کی امان نہ شود ہی تو اس وقت یہاں سے رنو چکر ہو ٹیو سلطان کے برخلاف اپنی
زبان سے کلمہ نہ نکالو اگر اُس کے کان میں نہ آجی بھی بھنگ پڑ گئی تو فوراً آپکا سر کٹا سا اور اڑا دیا
زندہ درگور کر دیا۔ اتنے میں مزید کی زبان کا وقت ہوا کہ ایک مسجد سے مذاکراۃً اہل
مہل اہل اسلام مسجد دین کی طرف دھڑکتے مگر ایک جتنی غلام بندہ رسولہ برس کا سن نہایت
سیرفہاں ہار ملی کے روبرو آکر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مرشد کامل ولی اللہ ہارک الما جی نے
فرمایا کہ جو شخص طہوع آفتاب دیکھنا چاہتا ہے اسکو جانب مشرق جانا چاہیے یہی فقہ و دین
نہایت صاف صاف لہجہ سے کہا اور جلد یا ہار ملی بھی لپٹنے ڈھیر سے سے اٹھ کر اس کے
پچھے پچھے رہا ہوا

جب ٹپٹے وقت ہار ملی اس مشن غلام کے ساتھ سڑ میں چلا کھڑی دور جا کر اپنی تاریکی
نے آگیا کہ کوجہ بن روشنی کا نام نہ ہا اسکا نام تاریکی تھی کہ اگر وہ جتنی غلام سفید کپڑے
نہ پہنتے ہوتا تو ہار ملی کو اسکا پتہ بھی نہ ملتا مگر یہ تاریکی ہار ملی کے من میں آگیا تو کسی نے
بھی نہ کہا کہ کون ہے اور کہاں جاتا ہو گورایا کا اگر دن ہو تا تو فرشتی کی صورت
در کوٹ نیلون دیکھ کر اردن تماشائی جمع ہو جاتے کیونکہ اس زمانہ میں سری نگر
ہار ملی میں انگریز شاذ ہی آتے تھے وہ جتنی غلام ہار ملی کو نہایت تنگ اور پیرا دیکھوں میں
پور لیکھا چلتے چلتے ایک مکان کی کھڑکی پر جا کر کھڑا ہوا اور دوا نہ کو کھڑکی پر لپکا
نے اگر نہ بخیر کوئی وہ جتنی تو فوراً اندر داخل ہوا اگر ہار ملی نے جیون ہی چاہا کہ قدم اندر
رکھے فوراً ایک جتنی درم صورت کشیدہ قاسم نے غمخیز پر نہایت سے سر پر چلائی اگر ہار ملی فوراً
مدم پیچھے نہ ہٹے تو کام تمام ہو گیا تھا ایک ہی وار میں وار پیدا ہوا تا مگر اس جتنی نے

ہے نہ انہیں چاہیے کہ وہ کسی سے اپنی جہت وستی وستی اور کسی تلوار پر رکھ دیں جو وہ جی کہہ دے پھر وہ
 پانی نہ پیا نہ کھانا نہ چا گیا اور نہ کسی کو سامنے ایک نہایت وسیع باغ فرحناک ہر طرف درخت
 صبر و شجاعت کے پھل لہر لہر کرتے گنارے خوشبو دار گلاب کے درخت جتنی
 خوب تیار سے و من معنی ہوتا ایک ہایت بلبل ہزارستان نغمہ سرا و دسر کے قمری کی حتی سرو کی
 ملاستان کا کارہ تھا اور غزنو سے چاند کا اندام ہر مہرین عکس پڑنا عجیب لطیف دکھانا تھا اور بچے
 اونچے میناروں سے نمایاں ہوتا تھا کہ کسی مقام و بات کا ذکر کوئی مقدس جگہ ہو۔

ہار ملی جلد جلد قدم اٹھائے اس جتنی طرف کے ساتھ چلا جاتا تھا جاتے جاتے وہ طر کا
 ایک چھوٹے حجرے کے دروازے پر کھڑا ہوا اور ہار ملی سے اشارہ کیا کہ تم اندر جاؤ۔

ہار ملی اندر گیا دیکھا کہ ایک پیر مرد سفید ریش سن رسیدہ وہاں دیدہ و مخفی صورت نورانی
 چہرہ سفید جبہ پیسے پور یا بچھائے شلیمین اپنے قریب حاجی بارک اللہ بھی دوزخ و جہنم
 حاجی بارک نے ایک عیونہ دری پر بیٹھنے کو اشارہ کیا ہار ملی پھر تسلیم بجالایا اور موڑ پھرا کر
 ہو کر بیٹھ گیا بہت دیر تک خاموشی رہی کوئی کسی سے نہ بولا کسی نے کسی سے بات نہ کی
 ہار ملی اس ملک کے قواعد سے خوب آگاہ تھا جانتا تھا کہ اپنے مطلب میں غلبت نہ کرنا چاہیو
 جب تک ایمان ہو زبان نہ ملانا چاہیے آخر کار حاجی بارک نے کہا کہ سہ بار عزیمت جب تک حاجی
 بارک مداس میں تھا اس کے آگے نہ بڑھتی تھی نہ پیچھے تھی نہ کسی نے ہر گز ہتھیار نہ جھکا جو دل
 میں آتا تھا کرتا تھا مگر یہاں اختیار بدست تھا میرا کچا اختیار نہیں بیان مرشد کی رضا کے
 ارشاد و واجب الانقیاد پر دل و جان خدا جو کچھ یہ فرمادین وہ بجا۔

ہار ملی نے یہ عجز و انکسار دیکھ کر اپنے دل میں کہا خوب ایک نشہ و شہ جہان اس کے پیر صدر
 موجود ہیں تو انکو کون پوچھتا ہو گا مدراس غیر ملک تھا وہاں خوب دن راتی ہانک کرتے
 تھے خوب و ٹینگ مار کرتے تھے کہ جو کچھ میں ہوں دوسرا نہیں تو اب صاحب جو کہو گا
 وہی کرینگے اب قلعی کھل گئی سعاد ہو اور سب حضرت کی عیب کھتی۔

ہار ملی نے دست بستہ ہو کر مرشد سے بطور تحقیر اپنا حال بیان کیا اور اعانت کا استدعا کیا
 اور کہنے لگا۔

آہ نکہ خاک ساز نظر کیمیا کنند
 آیا بود کہ گر شہ چشمی بانگند

حاجی صاحب نے جو اپنی پاکہ باخدا رہتا جس شخص کی زبان سے یہ کلمات اپنے سینے میں اس کی زبان سے کہی گئی ایک لفظ و روئے نہیں نکلا یہ صورت ہی دیکھ کر انہوں نے کہیں کوئی چپ چاپ بیٹھے رہے اور کچھ مرشد صاحب نے کہا کہ اسے لڑائی تو نے کچھ سنا ہوگا مگر چڑھتا ہے تو وہ صاحب کے برضاد کہہ سادھی لڑائی ہے۔

ہمارے شیخ۔ حضرت شیخ توبہ جو کہ اہل بد مذہب و مفسدانہ گذرے۔ مگر بھگو خود بد مذہب نہیں۔
 امریکا علی مطلق نہیں۔

مرشد۔ آزاد و آزاد۔ بحال اللہ یہ بھی عین انسانیت ہو کہ یہ شخص بے جانے بوجھے کیوں الزام نہیں لگاتا اور سنی حقیقت ایسا ہی چاہیے تاوقتیکہ کسی امر کو بخوبی نہ جاننے صرف وہم و گمان پر عمل نہ کیے۔ خیر مترا مہاشا۔ نواب صاحب کے بیان کیا جائیگا تم خاطر جمع رہو کہ امید و مرقی ہو کہ وہ جو جہانگیر کا بیٹا تھا اس وقت جاوید سفر حیکے ساتھ تھا اسے ہول علی اللہ جان بگور۔ نہ کہ وہ گھر سے کہ تم بھی آگئے تھے جاؤ۔ پس جاؤ غلبہ راجا تھا۔ کیوں نہ نہ ہمارے کہ تم کیا کہتے ہو۔

حاجی ہار گیا۔۔۔ جو قیامت کبھی ہو جائے نہ اس وقت یہ سچے فرمایا۔
 ہارمئی کو بچہ نصرت کچھ نہیں پڑا اس لیے کہ لایا اور نہ نصرت وہ امریکی جیٹا تھا مگر چلا
 انھیں تنگ مار کو چون میں ہو کر سر اٹھیں ہو چکا دیا۔ ہارمئی اسے دل میں کہتا تھا
 کہ ان فقرا اہل اسلام کی باتوں پر متباہر کر کہ عینت سلام ہو تا تو یہ لوگ اکثر بچے پر کر لیں
 اور لایا کرتے ہیں کون جانتا ہی یہ سب حکموں کا عاقل ہارک کا لایا ہوا اسنے ہمارے دفع
 کرنے کے واسطے یہ جال پھیلایا ہو مگر کہیں تو کیا کر رہی یہ خیال کرنا تھا کہ

ہر جہم کہ تا کر و گارہ چست

دین افکار اجدہ دار د نہانی

ظاہر فی اسباب کو دیکھ کر مطلب کی رو بر آری کا وہ تنگ معلوم ہو جاوے گا۔ ہر حال سر دست
 مرشد کی حکم کی تعمیل ضروری ہو۔

جب سر اٹھیں ہو چکا دیکھ کہ سفیر صاحب باب بنی مال ہی میں چلنے کی تیاریاں ہو گئی ہیں
 خدا لا ستغفار معلوم ہو کہ نواب صاحب نے بندہ یو دیوان عدالت حکم بھیجا کہ تم لوگ کل
 صبح کو بگور روانہ ہو سفیر اس امر سے نہایت ناخوش تھا بگور جانے پر مطلق راضی نہ تھا

سفر کے ہمراہ صاحب حکم جناب ستھاب نواب حیدر علی صاحب بہادر دام اقبالہ نہان آیا ہوں اور شہر کے باہر سفر صاحب کے ساتھ مقیم ہوں جو وقت شاہزادہ بلند ارادہ شیو سلطان صاحب شہر میں رونقی افروز ہو مجھے اطلاع ہو۔ تھوڑی دیر میں دو چار ٹوٹے پھوٹے خیمے جو سفر صاحب کے ہمراہ تھے لٹھ ہو گئے ہر شخص نے اپنا اپنا بستر چایا مگر ہر ٹیٹی سب علیہ بادل زار خاطر نگار بلعین ایک کم کے درخت کے سایہ میں بیٹھا ہوا دشمنوں کی جان کو روکا تھا بیگم صاحب کے خیمے پیش نظر تھے انکی طرف حسرت سے ٹک رہا تھا کہ اسی خیمہ میں وہ ماہ دو ہفتہ قید ہے اپنے یار و خاشاک کی بدولت اس نوبت کو پہنچی جو قربت کی طبیعت کا رنج و دہا ہوا بار بار دل سوس سوس کر رہ جاتا اور کتنا

تمت کی نارسائی سے ٹوٹی کہاں گزرتی
دو چار ہفتہ جبکہ لب بلم رہ گیا

بیگم صاحب کا نزدیک اور احتشام و یکسر کتنا مصروعہ
جہ نسبت خاک را با عالم پاک ہے کچادہ کجا میں شاہزادہ صاحب کے دربار میں میرا گذر
بھی ہوا کاہ کیا خاک کرونگا ہاتھی اور پتہ کا مقابلہ کیا بھلا شیو سلطان سرمانین بری
پتہ کو پا کر کیوں چھوڑ دیگا۔ اگر میں بھی والی سلک ہوتا تو جان لڑاتا جنگ کا سامان تو ہم
کرتا اٹھو نا اٹھ کے چپ سے چھوڑاتا مگر سب طرف سے مجبوری نہ جاسے رفتن نہ پائے ملنا
بلے نام ایک آسہ شد صاحب کے گفتگو کا تھا بس اسی ٹوٹی پھوٹی امید پر یہ سارا
سامان کیا تھا اس بات کا ارادہ تو اول ہی دل میں مصمم کر لیا تھا کہ

ناسرندیم پانہ کشم از سر کو لشکر
نامردی و مردی تادمے فاصلہ دارو

جان جاتی رہی مگر گوشش کا کوئی دقیقہ حتی المقدور اٹھانے کی کجاوان کی طاقت
میں ہر سب کچھ کرونگا آئندہ تقدیر۔ طبابت کے تجربہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ اکثر قریب الگ
بیمار جنکی بنف ساقط ہو چکی سب آئندہ موت کے نمودار ہو گئے مگر فضل شانی مطلق ایک انتخاب
میان رفتہ تن میں آگئی ان سر لوگو یا زندگی حاصل ہوئی الیم ہی خیالات سے دلکو سمجھاتا تھا
کہ کتنا کو کسی حال میں نگاہ ایزدی سے بالوس ہوتا نہ چاہیے۔
نور علی اپنے دل میں یہ اوجھلے میں کر رہا تھا اور حضرت شاہ کے ایک باب سے رونا

و نالوں اور بونوں کی آواز کا شروع ہوئی یہ خواب غفلت سے چونک پڑا کہ یا الہی یہ کیا السر ہو
اس طرف کچھ اور دیکھا تو ایک غبار تیرہ و تار نظر آیا تو بڑی دیر میں ہزار ہا سوال اسی
گرو سے نمودار ہوئے کہ میرے ہلاتے گھوڑے چمکاتے شمال کی جانب سے آ رہے ہیں گھوڑوں کی
چیمے ہزار ہا تھکی کسی پر ہودہ کسی پر عماری کوئی خالی کسی پر سواری گوگرد غبار اور تو بونوں کی
وھووان وھارین کل سامان بخوبی نظر نہ آتا تھا مگر بارشلی کو یقین ہو گیا کہ شیوہ سلطانی لٹو
ہو آج یہ بنگلو کو واپس آئے شہر میں بھی جا ہی رہے تھے بر لوگوں نے بندہ وقین و فغان شروع کیں
یہ لوگ بھاگوں میں ہو کر شہر میں داخل ہوئے مھوڑی دیر میں سب گردوغبار بھی رفع ہو گیا
مطلع صاف ہو گیا۔

ہندوستان بادشاہ اور والدیان ملک کی ملاقات ایک موکہ عظیم تصور کیا جاتا ہے جس
شخص کو بادشاہ کی حضوری حاصل ہوئی گو یا مزاج ہو گیا جب بادشاہ کسی شہر میں سیر
واسطے جاتا ہے کل رؤسا اور عظام ساز و سامان کے ساتھ سلام کو حاضر ہوتے ہیں۔
شیوہ سلطان کو تو اس مرتبہ شہر میں پہنچ کر دولت غیر شرفیہ یعنی اس فخر لقبان و فک کے ملنے کی
امید تھی بگم صاحب کے ساتھ نہایت منابت کے ساتھ پیش آئے جن شرف و اعزاز کی بگم صاحب کے
فرشتوں کو امید نہ تھی وہ سب عطا ہوئے بگم صاحب نے اپنا جو بدار نواب صاحب کے حضور
میں موجود تھا اٹھ روانہ کیا شیوہ سلطان نے اس کو اپنے روبرو بلا کر دیابت چیت کی اس کو
نذر و تحائف پیش کئے سلطان نے خلعت فاخرہ مرحمت فرمایا۔ ایلچی نے نہایت فصاحت
و بلاغت سے بگم صاحب کی خبر خواہی اور جان نثاری بیان کرنا شروع کی کہ بگم صاحب کو کل
عروج صرف حضور کے قدموں کے طفیل سے حاصل ہو گیا وہ دل سے اس عنایت کی شکر گزار
ہیں۔ ملاقات کی کل دو پہر کو ٹھہری کیونکہ اہل ہند صبح کو بچہ کھانا کھانا کھانا کھانا
کھاتے ہیں اور ایلچی رخصت ہوا اور دھرم شیوہ سلطان نے حکم دیا کہ کل قبل از دو پہر سواری کیا
ہو یا مین باغ آراستہ کیا جائے مابعد دولت دو پہر کو بگم صاحب کی ملاقات کیونکہ اس کا
میں تشریف بجا بیٹھے۔

وقت معینہ سے کئی گھنٹہ پہلے فریاد رسا کہین نے در شہر نہاد یہ جب مینا شروع کیا ملازمین سکڑ
در صاحبین سلطانی بھی اپنی اپنی سواری سجا کر پہنچنے لگے۔ سامان تکلف و درست کر
لگے۔ ٹھیک دو پہر بچے سلطانی کی گویں و فغان شروع ہوئیں معلوم ہوا کہ شہر نہاد

شکوہ ہاتھی پر سوار ہونے لقا روپ چوب پڑنا شروع ہوئی ہزاروں قرباکیاں آواز کیا بارگی
سنائی دی صور اسرافیل کی یاد آنے کی مابھی مراتب سامان جلوس سواری آگے بڑھا نقیب عسا
طلائی و لقرنی ہاتھ زمین لیے ہوئے وسط اذن کی طرف فریاد کیا بلاتے تھے کچھ اور چلا کر چلا تے تھے
اگر بڑھے کہ شہزادہ جم جاہ خانی پانچ گاہ ڈوٹیران زمان از تیرہ دران حاتم محمد فخر سہد وستان
خلد الشہزادہ ردولہ حشمت و جلالہ کی سواری پر طبع جانے کی طیار ی ہو چکے تھے پیدل سلاخان
بانی پلایان باندھے اچھے اپنے اپنے ایک تختہ بن صدیا سوار برقی و مہم طور و سپر نظام و درویشاں تہی
خود سر میر تھے قولہ کیا اور کبھی ستر اٹھتے تھے کچھ کھڑے کھڑے چوکاتے باغی طرقت روانہ کیے جب
پرسپ سامان روانہ ہوئے کہ شہزادہ صلیب راہ و مسطافان کی سوار کیا کمانا ہاتھی طیار ہو آگے
آگے دو سر کے ہاتھی پر ایک مصاحب و سپہ سالار کی تھیلیاں اتھرتے تھے ممتا جو نمود کھاتا
اور لٹا مارا نہ ہوا غر باور سا کین نے چاروں طرف سے آکر گھیر لیا انکو تاب کسان ہتھی دوت
دیک شروع ہوئی ہاتھی نے بھی اوس وقت سونا بھر جڑھائی وہ ہولناک صورت بنائی کہ محتاج
بجائے خوف کے مارے قریب نہ گئے ایسی خیرات پر خاک ڈالی نہ ٹپوہ ملانے ہاتھی پر بیخ کاشانی
مختل کی جھول کنار و سپر کار چوبی کی میل چاندی کا شروع ہو دا خواسی میں ایک خلد نگار باعتبار
وقت بیوقت کا یا ر چور نیکر بیٹھا شیو سلطان کے ہاتھی کے پیچے اور مصاحبین اور املاکاران
سرکار کے ہاتھی کرب اعلیٰ قہر رتبہ آراستہ جلوہ بر درانہ ہو غرض کہ نہایت تزک اور افتخار سے
سواری باغ تختہ ہو چکی باغ کے درمیان میں ایک تنگ مرمر کا چو ترہ زمین یا رخ فٹ اور پچا
اپس فرش پر تکلف بچھا ہوا کناروں پر قالین شیرازی بیج میں سرخ کاشانی عمل کر قریب
ہو بچکر اپنے ہاتھی سے اترے اور منہ پر بیٹھے اسی منہ کے قریب ستر است پر ایک چوہا
منہ بیگ صاحب کے واسطے لگائی گئی تھی چو ترہ کے سامنے ایک حوض گلاب سے بھرا ہوا تھا
جہنے درمیان ایک فوارہ تھا میں فٹ پانی اوچھلتا تھا جہون ہی شاہزادہ عالی وقار خند
پر قدم رکھ بیگ صاحب جلوہ شہانہ سے آراستہ سرے بانوں تک زریں بولہ می سرسواک
میں ڈوبی ہوئی ہو چکین ہاتھی باغ کے دروازہ پر بھڑا رہاں کو ایک لقرنی ہوا دار پر وال
ہو کر حوض کے قریب آکر کھڑے رہ کر لباس نے بیگ صاحب کے بخشنی ہوا ڈولہ ہی میں ہوا دار کے
قریب قریب چلے آتے تھے لباس نہ دوتانی پٹھ چلیا بنے سر پر نیچی عمامہ لٹکا رہا تھے

یعنی حاجی ہارکے پیرو مشد کی ہو مگر پید سلطان اس بات پر مطلق التفات کیا کیونکہ
 شہب اسلام میں فقر اور تنہاوی زیادہ ہو انکار قبہ بادشاہوں کی بھی سوا ہو۔
 اہل دیار پھر اپنے نواب کی جانب متوجہ ہو تو یقیناً تو مصیف کے قریب کرے کہ بیان
 کیا خوش امتحانی اور دریا دلی حضور نے فرمائی کہ تو یہ ہو کہ حاتم اور نو غیر وان بلے
 تمام طحانات اولہ عیالات میں مشہور ہیں در حقیقت آپ سے بڑھ کر دریا دل دور اندیش
 کوئی نہ تھا نہایت ہی معقول انتظام حضور نے فرمایا جب لوگ سب کہ چلے چڑ اپنی
 جگہ سے اٹھ کر سند سے رو بہ دست لے حاضر ہوا اور چین فرسا کر زوئیہ ہو کر عرض کیا کہ
 ہر غنہ شاہ ایک اقدار وافر و اس وقت کشور یہ بھی میر زورہ بے مقدار اس قدر فضیلت اور
 شہت کے لائق ہرگز نہ تھا مگر حضور کے بدست آج میر رتبہ نیز انظم سے بھی سوا جو فخر کروں
 بجایو زبان بوی کہ اس کے کوٹھا کر زبان نے یاری نہ دی بدن میں عشتہ گیا بول نہ سکا ہم
 ایک ظالم اہل وہ بھلاک جو کئے والی تھی گو سرا سر خلائق اب تھا مگر اوٹھ کھڑی ہوئی اور فرما
 اس جملہ تمام کام کو یوں تمام کیا کہ ان افتخار اور اعزاز کے معاوضہ میں یہ کثیر تلخیر نہ میرا
 بخشی کوئی غلے چند گان حضور کے رو بہ پیش کر سکتا ہو پھر اس کے کہ حضور کے جان و مال
 ترقی و دولت و اقبال کی دعا گوئی میں معروف رہیں ایک تھخہ فرنگستان خمر لبتان انگلستان
 یہ نو ذمی آپ کے مذہب کی واسطے ولایت سے لائی ہو وہ پیشکش کرتی ہو۔ رع۔
 اگر قبول افروز ہو خوش و شرف۔ حیاں نہا و رہا نو نکو حکم صادر فرمائی کہ اس پانکی کھل کے
 اندر پہونچا دین جیسے ہی نواب اس پانکی کے قریب سواری اندر بجانے کے واسطے گئے اندر
 سے عورت تے و اہلکاروں اپنا شرمع کیا اور پھر اس فقر کی مدد اہل سوزیادہ ملنے مسیح
 ہوئی اس نے کہا۔ خدا کی بار اس شخص پر جو بمقتضا اعلیٰ شہوت اور باخواس شیطان العارف
 لاکھوں کرے یہ عذاب الیم اپنے سر پر صرے ایسا شخص کسی اجنبی کے ہاتھ سے قتل ہوگا
 شیو سلطان نے کہا کہ کون گستاخی کرے گا اس کو میرے۔ و پر و کھنچ لاؤ اس قدر چابک لگاؤ کہ چہرہ
 شہرہ پائی ہے کہ اور دن کو بھرت چہرہ دیار شاہی میں کوئی ایسی گستاخی نہ کرے
 مگر کیا بہت لوگ اس فقر کی طرف حواسے جب قریب گئے تو اس کی نظر آیا کہ ساری ٹٹائی
 چہرہ پر لگے ہوئے چہرہ چھپے ہوئے اور وہ گرا لیا کہ ان لوگوں کے حق میں ملک الموت
 ہو گیا ہفت روزہ کلام و لفظ سے اسے اتنا ہی دلشیر بردت سے تھی جو اپنے چہرہ پر لگا کر تھا

بھا کر چھوڑ دیا اور شیوہ سلطان دیکھا کہ یہ تیر تیر فقیر زمین بنگہ اسکے والد ماجد نو چھوڑ چکی
اسکی طرف چشم غصہ سے گراں ٹیپہ سلطان کے ہوش اور گئے کہ یہ کیا غضب ہوا فوراً سند سے
اوتر کر پانچ پانویں سرسخت دیا تو کہین گئے دوڑ کر بلوچ شاہی حاضر کیا فقیرانہ جنبہ کرتا
ادارہ، علاج شاہی زیب سر کیا سخت پر رونق افروز ہوئے نقیب کے آواز دی کہ اب وقت
سلطان العصر کی دین اسلام فرمان لے انام عدل پر لے سعادت گستر فرخندہ بخت فرغ
سیر نواب حیدر علی صاحب بہادر دام اقبال و شہنہ کا دربار عام ہوا میں کسی کو حجت ہر نہ
کلام ہے۔ آخر کار نواب صاحب کے سپاہی دربار کو خاموش ہوئے کیواسطے اشارہ کیا اول
تو ایک شگاہ نظر سے کل حاضرین بلکہ بیطرف دیکھا پھر اپنے فرزند ارجمند یعنی ٹیپہ سلطان
کے جانب جو دست بستہ سر جھکا کے ساری اطراف بل سے بھلائے کھڑا تھا غالب ہو کر کہا
کہ تو ابھی ایک عورت کی خاطر اپنی سلطنت ایک کانٹے کے حوالہ کرنا چاہتا تھا کیا تجھ کو معلوم نہیں
کہ عورت کی وجہ سے سلیمان بن داؤد نے منہ کی گھائی ساری غرت و کبر خاک میں ملاں پڑھا
کیا حقیقت ہے اب حاضرین کو بیک و سو سر دور کر شکوہ کسٹے کہنا ہوں کہ اس فرنگی عورت کو میری
حوالہ کر ٹیپہ سلطان کو محض ناگوار ہو اگر لاچار تھا بجز اطاعت جاہل ہنر تھا فلان اب اگر نہ کیا لہ
تھا نواب دیا کہ جو فرنگی مبارک تھا جابہ رنگ تھی کہ آج خلا فیہ کر دی گئے کیا انجام ہوتا ہے یہ
غیب سے کیا طور میں آج جو کو سخت قزو دھتک کر کسی کے بغیرے بزرگ بھی مل نہ تھا بلکہ صاحب
کی عورت ہوئی اسکا حال معلوم نہیں چہرہ بے نقاب ملال مانع دریافت تیر صورت کا حال
تھا مگر چڑ کا حال غیر ہو گیا رنگ فق چہرہ پر ہوا لیاں اول نے نگین سنگ جانت کے پیشانی
پر بسینا لگیا۔

نواب صاحب نے ذکر کیا کہ اچانک کن میں فرنگی عورت ہی فوراً سردار بلاش تمام کے طور پر
جوہر مٹی صاحب کے چہرہ لایا پوچھا پوچھا اور حکم دے کہ اسکی نہایت تعلیم دیکھو کہ ساتھ ساتھ حکیم
ہارٹلی اور سیرمہ اس کے بارام تمام وضائے کو بہستان کو اوس طرف تک پہنچا آئی اگر
اس حکیم کی عقل میں سر ہو فرق ہو گا تو ایک ملک شخص چان سے مارا جائے گا۔
حکم کی دیر تھی کہ اچانک ٹیکر اس سردار کے غصہ کی طین روانہ ہوئے ٹیپہ سلطان کہ اس میں
سالہ پری حکومت میں خلل ڈالنے کو نہیں کیا نہ ہو منظور کی تیری تو فر و نشان میں سیوہ
فرق آئے پر نوانا ہے استباب کو روشنی جو تمام عالم جانتا ہو مگر کتاب کسی اپنی بخشی اس کے

زمین انتہائی بڑی سے زمینیں ہو گئی، بیگم صاحبہ نے نفاذ کے اندر سی تو غصہ لگا یا حسد اور غبر سے
 نے خاندان میں جو خوش گھڑے دیکھتے تھے کوئی دم نہ مارتا، حتیٰ کہ قیو سلطان کے پشروں جو
 اندر دروازے پر بیٹھے تھے، غصہ دور کے قیوں سے روکتے، بیگم صاحبہ تو بیٹھ کر کہتا کرتے
 باب سے کہہ کر انہوں سے بابا سے پہنچنے سے قیو کی طرف سے کوئی خوب یا بد رسائی نہ پہنچا رہا۔
 آپ کو مناسب تھا۔

نواب صاحب نے جواب دیا کہ اپنے ناداروں کے تو نہیں چاہتا یہ شخص بسکی دیکھ رہا ہے، اب
 میرے روبرو پڑی جا، مگر یوں سے سازش رکھتا تھا، غریب قلمہ بچھوڑ کر میری طرف
 مڑتوں کے حوالہ کر دیتا تم لوگ باخود مکر رہا تھے یہ بیگم صاحبہ بھی بہت روز بد رفتاری
 ہیں، ابی سازش میں شریک تھیں مگر اس وقت انکی جان بخشی کر تاجوان اسوجہ سے کہ انہوں نے
 اگر مجھ کو خبر دی کہ وہ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ خبر انہوں نے مجھ کو صرف یہ نظر خیر خواہی دی ہو شاید
 انکا کچھ اور مطلب ہو مگر یہ کہ اس سے کیا غرض تھی صرف مال دریافت کرنا تھا وہ بیگم صاحبہ
 نفیس و نفیس محض بیکار ہی بعد از ان نواب صاحب نے حکم دیا کہ سفیر سے اس اور صلہ راسخی کو تیار
 ہاں کر دینا جب یہ لوگ روبرو گئے۔ نواب صاحب نے ہار گئی سے نہایت شرمین زبانی اور اخلاق کو تیار کر
 آپ اس عورت کو بندوق تمام یہاں سے بچائے کوئی مزاحم ہوگا اسکی تلک عزت اور آپ کی
 محنت و مشقت کی عوض میں لاگوں روبرو یہ کی دولت بیگم کے خزانہ سے لگوں کیا دینی ہوگی
 کا دل اس وقت دھڑک رہا تھا نواب صاحب نے اپنی زبان مبارک سے تسلی کی کہ تم مطمئن نہ
 ہو کر اپنے اہل قوم سے جا کر کہنا کہ حیدر علی انصاف و درست ہو صرف دین و دین سے
 کام رکھتا ہو، ظلم کا دشمن ہے۔

بعد از ان سفیر صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حضرت آپ تو صلح کا پیغام لیکر یہاں آئے
 تھے مگر آپ کے آقا و امداد یعنی گورنر مدد اس درپردہ جنگ کی فکر ہماری فتح کوئی ہی تدبیر کر رہے
 ہیں لیکن خیر۔ ہمارے مذہب میں یہ

پیام آور ان امین انداز گناہ + تمہارے انتقام لینا تو میری ہر قاصد کو مارتا ہماری شرع میں
 گناہ ہے مگر اس کا فریاد پیا راؤ سے کہ دنیا کہ جلیا تو ویسا ہی تیرا آقا نالائقی ہو ایسے ہوں جو
 ملک میں نے بروز شیشہ فتح کیا یہ وہ ایسی حکمت عملی اور دغا بازیوں سے میرے ہاتھ سے نہ
 چوڑے گا۔ ضرور رہے میں اس کے ہتھکنڈے بخوبی جانتا ہوں اس مزدور کو خوب

پہچانتا ہوں۔ اب تک تو میں نے صوبہ کرناٹک میں جادوۃ الصافات سے قدم باہر نہ رکھا
مگر ان سے ایک ایک کا دشمن ہو جاؤں گا کل ملک غارت کر دوں گا۔ آج تک مجھ کو ہر شخص
منصف مزاج صاحب عدل و داد جانتا تھا مگر اب مجھ کو قہر خدا بصورت انسان نصو
ر کیا کیونکہ خداوند تعالیٰ۔۔۔

چو خواہد کہ دیران کند علیے
ہند ملک در پنجہ ظاہرے

اس صورت سے وہ اپنی گتہ۔ بند و نکو سرزد نو اتا ہو۔

اس کے بعد ناظرین کو تواضع پر غصے سے معلوم ہو گا کہ نواب صاحب نے رعایا اور انگریزوں
کے ساتھ کیسے کیسے ظلم کیے بیٹو سلطنت نے آخر کار کیسی کیسی شکستیں، گریزوں سے
ٹھائیں کہ مجھے چیٹ ایگنے ہار ٹلی نواب صاحب کے دربار سے رخصت ہو کر اپنی
مخوفہ کو ساتھ لیے جسکو ایسی بلا سے غلطی سے عین حالت مایوسی میں پچھڑ کر گئے۔
ٹھوڑا بھڑا تھا کو بہان۔ کہ کتنا سے تک پہنچی جب مدر اس میں داخل ہوا سب صاحب
نوتون کی عورتیں سبھی سے ملاقات کو آئیں اُسکے حالِ زار پر انہوں نے کیا جنے سار دیا
نواب صاحب۔ نے دس ہزار اشرفیان حسب اقرار بیگ صاحب کے بت المال سے
لیکر ہار ٹلی کو بھیجیں۔ زان بعد مجھ کو بیگ صاحب کا حال معلوم نہیں کہ کیا ہوا صرف اتنا
البتہ خارجاً جانتا تھا کہ نواب حیدر علی نے اسکا سب مال ضبط کر کے اپنے خزانہ غلام
میں داخل کیا کوئی کوئی یہ بھی کہتا تھا کہ کسی نے بیگ کو زہر سے دیا۔۔۔

اب ناظرین اس روایت کو پڑھ کر اپنے دل صفا منزل میں ذرا غور کرنے سے معلوم
کر سکتے ہیں کہ بعد ان مصائب اور جفا کشی کے جس میں ہار ٹلی کسی بلا سے نہ ڈر اپنی جان
کے شر دشمنوں کے خطر سے مطلق خوف زدہ نہ ہوا بلکہ پامردی سے اس کو اس بلا
عظیم سے جہان سے تمام عمر غلطی کی امید نہ تھی چوڑا لایا تو اب میں نیکی ایسے عاشق صادق
جان تیار دوست موافق غمگسار چوڑا کر اور کسکے ساتھ شادی کرنی ہار ٹلی سے بڑھ کر
اس کا چاہنے والا اور محسن کون تھا مگر ان ہمدات اور مصوبات نے اس کو ایسا
پیرورہ دل اندرہ خاطر کر دیا تھا کہ ہر دست شادی کے خیالات مطلق اُس کے
دل میں نہ آتے۔۔۔

اسمین شک نہیں کہ مردِ ایاں ہرگز ختمِ النیام کرتا ہے کسی طرح کا کیسا ہی عددِ انسان کے دل پر ہو رفته رفته گھٹ جاتا ہے۔ اگر اسی حالت میں حیدر روز بہ آرام گزر جائے تو بیشک یہ عاشق و معشوق باہم مل جائے مگر نیرنگی زمانہ کو کیا بچھپے ہے

یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہیں

کسی کالے وصل بجاتا نہیں

سرخ کار میں فلک بگڑتا ہے تفرقہ شعار کو یہ بھی پسند نہ آیا کہ اتنی صحبت بھی قائم رہی عاشق معشوق ایک دوسرے کو دیکھ سکے کھٹک ندر کی تحریر سے ہر روز ہنرِ خوبور پڑی ہوئی جو خالق کو منظور ہو ورنہ اس کا بھی عرصہ نہ گذرے کہ ہر لمحہ ایک و بالِ عارضہ کے مرض کو دیکھنے لگا مگر

شد غلامی کہ آب جو آرد

آب جو آمد و غلام بہر د

کا نقشہ ہوا خود ہی اس عارضہ میں مبتلا ہو گیا کچھ حکمت نہ چلی کسی کی طبابت کی مطلق دال نہ لگی عین عالم شباب میں طمع اجل ہوا ہے

گزیدہ نذر انگانِ دست فوت

کہ در طب نہ بدندار سے موت

دو چار روز صاحبِ فرش رہا آخر کار وہ عاشق زار زانو سے بار بار سر کھکھک کر جان بحق بن گیا ہوا حالتِ نزع میں اپنی معشوق سے کہا ہے

ہماری موت کا صدمہ نکرنا چاہیں گے نہ

ہبتِ نازکِ طبیعت ہو تمہیں سچھا جلازم

اس دنیا دو روزہ میں ہماری ہمتاری ملاقات نصیب میں نہ تھی اب اُسیدِ عشقی باقی ہے خدا نے چاہا تو وہاں ملیں گے۔

اس واقعہ جان کا واسطے جو صدمہ سبب بنی کے دل پر ہوا بیان سے باہر ہے آخر کار بعدِ چند سے باخاطرِ نگار وطن کو لوٹ گئی پھر مرتے دم تک شادی کا نام نہ لیا ہر لمحہ کی سیوا ایک دم بھی فراوش نہ ہوئی شب و روز اسکی تصویر پیش نظر رہنے لگی۔ عاقبت یں ملاقات کی امید میں لہو کے گھونٹ پی بی کر دنیا میں زندگی بسر کرتے وقت ہر لمحہ

۱۶۴

نبی کل جابر اور نقد و جنس لا تعداد سب سینی کے نام ہبہ کر گیا تھا اسنے اسس
برکتیہ سے بہت عمدہ عمدہ کام کئے رفاہ خاص و عام میں سب روپیہ خرچ کیا
بت کہ اسنے بین نیو ائے عزیز و غربا کے واسطے ہسپتال طیارہ کئے ہزار
روپیہ، غربا اور مساکین کو ہارٹلی کے نام پر تقسیم کرتی رہی جس سے اس کا نام
نور عالم ہو۔

تمام شد

